وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبۃ:100)

"لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِنْ هٰؤُلَآءِ"۔ (بخاری رقم 4897)

الموسوعۃ (انسائیکلو پیڈیا) امام اعظم (3)

امام الائمہ، سراج الامۃ، تابعی جلیل، امام المحدثین والفقہاء

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حدیث میں مقام ومرتبہ

تالیف

حضرت مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ

فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں مقام ومرتبہ
مصنف	مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ
صفحات	432
طبع اول	ربیع الثانی 1446ھ/ اکتوبر 2024ء
باہتمام	اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امامِ اہل سنت، مُحیِ السُّنَّۃِ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی 1430ھ)

کے نام

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے بلندیٔ درجات کا باعث بنائے۔ آمین!

اعجاز احمد اشرفی

سلسلۂ تعلیم السُّنَّۃِ

1	ایمان وعقائد:	توحید وعقائد اہل السنت والجماعت
2	عبادات (1):	طہارت کے احکام
3	عبادات (2):	مسنون طریقۂ نماز
4	عبادات (3):	جنازہ کے احکام
5	عبادات (4):	زکوۃ کے احکام
6	عبادات (5):	روزہ کے احکام
7	عبادات (6):	حج کے احکام
8	معاشرت (1):	نکاح کے احکام
9	معاشرت (2):	طلاق کے احکام
10	معاشرت (3):	وراثت کے احکام
11	معاملات (1):	اسلامی تجارت کے احکام
12	معاملات (2):	حکمرانی اور عدلیہ کے احکام
13	معاملات (3):	جہاد کے احکام
14	حقوق (1):	حقوق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
15	حقوق (2):	حقوق العباد
16	حقوق وآداب (1):	آدابِ معاشرت
17	حقوق وآداب (2):	کھانے پینے کے احکام وآداب
18	حقوق وآداب (3):	لباس کے احکام وآداب
19	تصوف وسلوک (1):	تزکیہ واحسان
20	تصوف وسلوک (2):	تہذیب اخلاق وتزکیۂ نفس
21	تصوف وسلوک (3):	تصوف
22	تصوف وسلوک (4):	روحِ تصوف
23	تصوف وسلوک (5):	وحدت الوجود اور وحدت الشہود
24	تصوف وسلوک (6):	مسئلۂ وحدت الوجود
25	تصوف وسلوک (7):	تصوف پر اشکالات کے جوابات
26	تصوف وسلوک (8):	اصطلاحاتِ تصوف
27	تصوف وسلوک (9):	شطحیاتِ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم
28	تصوف وسلوک (10):	مقبول مسنون دعائیں
29	تصوف وسلوک (11):	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحتیں اور وصیتیں

فہرست

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ○ (التوبة:122)

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ - اَوْ رَجُلٌ - مِنْ هٰٓؤُلَآءِ". (بخاری رقم 4897) صدق العظیم

امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری ؒ (م 161ھ) کا ارشاد ہے:

قَالَ الثَّوْرِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: "عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ".

(جامع بیان العلم وفضلہ ج2 ص1113 رقم 2195)

ترجمہ: صالحین کے تذکرہ سے (اللہ تعالیٰ کی) رحمت نازل ہوتی ہے۔

یہ کتاب بھی ایسی ہی ایک شخصیت کا تذکرہ ہے، جس کے متعلق علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں:

فَقِیْهُ الْعَصْرِ وَعَالِمُ الْوَقْتِ، أَبِیْ حَنِیْفَةَ، ذِی الرُّتْبَةِ الشَّرِیْفَةِ، وَالنَّفْسِ الْعَفِیْفَةِ، وَالدَّرَجَةِ الْمُنِیْفَةِ: النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ زُوْطٰی مُفْتِیْ أَهْلِ الْکُوْفَةِ، وُلِدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ، وَأَنْفَذَ مَا أَوْضَحَهُ مِنَ الدِّیْنِ الْحَنِیْفِیِّ وَأَمْضَاهُ. (مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه ص13)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ امت کی ان عظیم اور عبقری شخصیات میں سے ہیں، جن کی زندگی اور خدمات کا ایک روشن باب ہے، انہوں نے تدوینِ فقۂ اسلامی کی

صورت میں قانونِ اسلامی کا وہ عظیم تحفہ امت کو دیا ہے، جس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی ہے، اس فقید المثال خدمت کی بنا پر امت قیامت تک امام اعظم ؒ کے احسانِ عظیم سے گراں بار رہے گی۔

احادیث میں امام صاحب ؒ کی مہارتِ تامہ، فقہ کی دقیقہ سنجی، سیاسی بصیرت، غیر معمولی حافظہ اور ذکاوت وذہانت، کامیاب اصولِ تجارت پر مشتمل آپ ؒ کی معاشی سرگرمیاں، زہد وتقویٰ اور تصوف وطریقت میں آپ ؒ کی نرالی شان، ان جیسی عظیم الشان اور غیر معمولی اہمیت کی حامل صفات سے آپ ؒ متصف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے اخیار وابرار، محدثین عظام اور ائمۂ جرح وتعدیل نے آپ ؒ کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت سے لبریز آپ ؒ کی پاکیزہ زندگی کی شہادت دی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زبانِ حق کی ترجمان اور جن کا صیقلِ قلم بے داغ اور بے غبار ہوا کرتا تھا، جن کے الفاظ نپے تلے اور عدل وانصاف کی ترازو میں تولے ہوئے ہوتے تھے۔

امام صاحب ؒ فقۂ اسلامی کے مہرِ تاباں ہیں، آپ ؒ اس مقدس آسمان کے بدر وہلال اور شمس وقمر ہیں، جن کی روشنی اور تابانی سے آج تک امت کا سوادِ اعظم روشنی حاصل کر رہا ہے، علمِ حدیث میں آپ ؒ کی فنکارانہ مہارت کا حال یہ ہے کہ آپ ؒ محدثین کے سرخیل وقدوہ شمار ہوتے ہیں، آپ ؒ نے علمِ حدیث میں مختصر ہی سہی، لیکن وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے کہ آج بھی محدثین آپ ؒ کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہیں، اور آپ ؒ کے ضیاء گستر اصولوں سے رہبری ورہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ بلاشبہ آپ ؒ امام اعظم کے لقب کے مستحق تھے، اور امت نے آپ ؒ کو اس اعزاز سے نوازا، اور یہ لقب آپ ؒ کے نام کا اس طرح جز بن گیا کہ جب بھی امام اعظم بولا جاتا ہے تو علم وتحقیق کی دریا کا ہر شناور آپ ؒ کو ہی مراد لیتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس وقت دنیا

میں سب سے زیادہ انہیں کے مسلک کے پیروکار اور ماننے والے موجود ہیں، جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ تقریباً ساڑھے تیرہ سو (1350) برس سے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے مسلمان امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی مسائل سے استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ دنیا کا غالب حصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل کا پیرو ہے۔

یہ کتاب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روشن زندگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی خدمات پر ایک سرسری جائزہ ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عربی اور اردو میں سو سے زائد کتابیں لکھی گئی ہیں، اور وہ بھی علم وفن کے تاجداروں، علمی دنیا میں چمکتے دمکتے روشن ستاروں اور بحرِ تحقیق کے شناوروں اور قرطاس وقلم کے عظیم مسافروں کی خامہ فرسائی کا نتیجہ ہیں، ظاہری بات ہے کہ بازارِ حسن میں اس حبشی غلام کی کیا حیثیت ہے؟ اور قرطاس وقلم کے تاجداروں کے درمیان اس گداگر کی کیا جرأت ہے؟ لیکن انگلی کٹا کر شہیدوں کی فہرست میں نام شامل کرنے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی صف میں جگہ پانے کے لئے ایک بے جا جرأت وجسارت کی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ ایجاد، جدتِ طبع، دقتِ نظر، وسعتِ معلومات، حیات وخدمات، شانِ اجتہاد اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں جو تفقہ فی الدین کا شعور بیدار ہوا، اس کا مختصر خاکہ، حتی الوسع غیر مستند واقعات اور اختلافی روایات ومسائل سے گریز کرتے ہوئے مثبت انداز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخِ حدیث، تلامذہ، تدوینِ فقہ کا پسِ منظر، فقۂ حنفی کی ترجیحات، تلامذہ، تصنیفات، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی خصوصیات، حیرت انگیز واقعات، دلپذیر باتیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری احوال مثلاً: عہدۂ قضا کی پیش کش، ایک سازش اور قید خانہ میں دردناک موت وغیرہ وغیرہ کو ایک خاص اسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔ غرض اس عنوان میں ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام احوال وکمالات کا ایک مختصر علمی آئینہ ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو دنیا امام اعظم کے عظیم لقب سے یاد کرتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی جامع الکمالات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے ایک بلند پایہ مجتہد، عظیم فقیہ، بلند مرتبت مفسر، بے مثل اصولی و متکلّم، صوفی باصفا، ولی اللہ، عابد، متقی، پرہیزگار، مجاہد فی سبیل اللہ، عظیم مدبر اور زیرک سیاستدان تھے، ایسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر محدث اور پختہ کار حافظ الحدیث بھی تھے۔

اصحابِ علم وفن کے ہاں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر ائمہ کا شمار بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ اور خصوصیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کو محفوظ و مامون بنانے کے لیے حدیث کا شاندار ذخیرہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اسی طرح ائمۂ مجتہدین اور بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وجود بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ختمِ نبوت کا زندہ معجزہ ہے۔ تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ اسلامی فقہ کی تدوین اول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی بلکہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم مجتہد، محدث نے فرمایا: ''قیامت تک جو شخص بھی دین کی سمجھ حاصل کرنا چاہے گا وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ علم کا محتاج ہوگا''۔ ان پاکانِ امت کی ہر ادا نرالی اور ہر پہلو اتنا شاندار ہے کہ عظمتیں بھی یہاں رشک کر رہی ہیں۔

کہتے ہیں: ''شخصیت جتنی عظیم ہوتی ہے اس کی مخالفت بھی اس قدر شدید ہوتی ہے اور اس کی آزمائش بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہے''۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مخالفت وعداوت اور آزمائش کی سخت ترین بھٹی سے گزرنا پڑا۔ صاحبانِ عزیمت کی طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیک وقت دو سطحوں پر صبر و برداشت کی بھاری سلوں کو اپنے سینہ مبارک پر اٹھایا۔ مخالفت کی ایک سطح ''بادشاہت'' کا روایتی حربہ تھا۔ چونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بنوامیہ کا خاتمہ اور بنوعباس کا آغاز ہوا۔ اس لئے بنوامیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اور بنوعباس کے ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر باری باری آپ رحمۃ اللہ علیہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ بالآخر اس ظلم کی بدترین علامت

بادشاہت کے ہاتھوں جیل میں زبردستی زہر پلوانے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بقول شخصے:

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میداں مگر جھکی تو نہیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی اخلاقی جرم صادر نہیں ہوا تھا، نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کا جانی مالی نقصان کیا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جرم صرف اور صرف یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مفتیٔ اعظم اور وزیرِ خزانہ جیسا اعلیٰ حکومتی عہدہ قبول نہ کر کے بادشاہت کا حصہ بننے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر روا رکھا جانے والا جسمانی ظلم تھا جو مزعومہ سیاسی مصلحتوں نے جاری رکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ لیکن ظلم، ناشکری اور تعصب وعناد کی ایک دوسری صورت بھی تھی جو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر حاسد علماء نے شروع کی اور پھر نسل در نسل متعصب ذہنیت رکھنے والے مذہبی طبقات میں بھی منتقل ہوتی رہی۔ صدیاں گزرنے کے بعد اب بھی مخصوص ''مذہبی'' پسِ منظر رکھنے والے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف حسد، بغض اور مخالفت کا ابلیسی مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ گذشتہ کئی صدیوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جو پروپیگنڈہ سب سے زیادہ ہو رہا ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث سے دوری، لاعلمی اور ناقدری کا الزام ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آج بھی پورے عالمِ اسلام کا اسی (80) فیصد حصہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی اصولوں کا مقلد ہے لیکن پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث سے لاعلم کہا جاتا ہے۔ تاہم یہ نظامِ قدرت ہے کہ ان مخالفانہ رویوں اور مسلسل متعصّبانہ کاوشوں کے باوجود اب بھی ''امام اعظم'' ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں اور ان شاء اللہ رہتی دنیا تک ''امام اعظم'' کا اعزاز آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سر سجا رہے گا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات فقہ پر بے شمار متقدم ومتاخر علماء نے مستقل کتب تصنیف کیں۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں خدمات کے اعتراف پر بھی ہر دور کے علماء نے قابلِ قدر علمی کاوشیں مرتب کیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر احناف سے

زیادہ مالکی، شافعی اور حنبلی علماء نے لکھا ہے۔ ان اجل ائمہ میں امام ابوعبد اللہ احمد بن علی صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 436ھ)، قاضی ابوعمر یوسف بن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (463ھ)، حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (505ھ)، امام فخر الدین رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (606ھ)، امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (676ھ)، حافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن مزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (742ھ)، امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (748ھ)، مجد الدین فیروز آبادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (817ھ)، حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (852ھ)، علامہ یوسف بن عبد الہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (909ھ)، امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (911ھ)، حافظ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (942ھ)، قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی رحمۃ اللہ علیہ (966ھ)، امام احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (973ھ)، امام عبد الوہاب شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (973ھ) جیسے جلیل القدر لوگوں کے نام شامل ہیں۔ علاوہ ازیں گزشتہ دو تین صدیوں میں بھی عرب وعجم میں امام صاحب پر برابر کام ہوتا رہا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ حدیث پر ایک ایسی ضخیم تحقیقی کتاب کی ضرورت تھی جس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی خدمات کی طرح علمِ حدیث میں نمایاں کارناموں کا بھرپور احاطہ ہو سکے۔ یہ کام احناف کے ذمے ایک تاریخی قرض تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقیہ ہونا تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، عوام وخواص سبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قانونِ اسلامی کے مدونِ اول کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ آج تک اسلامی ممالک میں 90% دیوانی وفوجداری مقدمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی مرتب کردہ فقۂ اسلامی کے مطابق سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث سے وابستگی اور اس میں رسوخ کو عوام تو کجا اکثر خواص بھی اس سے ناواقف ہیں۔ بعض نے تو اتنا بھی کہہ دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف سترہ (17) حدیثیں یاد تھیں!!! یہ سب یا تو لاعلمی کی وجہ سے ہے یا سراسر عناد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرونِ اولیٰ میں فقیہ ہونے کے لیے علمِ حدیث میں رسوخ شرطِ اول تھی کیونکہ قرآن کے بعد

یہ فقہ کا دوسرا مآخذ ہے۔ چنانچہ امام صاحب ؒ کے دادا استاذ حضرت ابراہیم نخعی ؒ (المتوفی 95ھ) فرماتے تھے:

"لَا یَسْتَقِیمُ رَأْیٌ إِلَّا بِرِوَایَةٍ، وَلَا رِوَایَةٌ إِلَّا بِرَأْیٍ"۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم:4/251)

ترجمہ فقہ میں بغیر حدیث کے اور حدیث میں بغیر فقہ کے رسوخ ناممکن ہے۔

تو حدیث وفقہ لازم وملزوم ٹھہرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ؒ جس فقہی سلسلہ سے منسلک تھے ان کے ہاں داخلے کی شرط ہی محدث ہونا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی عظیم شخصیت کے مختلف جہتوں کو نمایاں کرنے کے لیے یہ کتب کا سلسلہ مرتب کیا گیا ہے۔ الحمدللہ! یہ کتاب بارہ (12) جلدوں میں مرتب کی گئی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (1): حیات وخدمات
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (2): شرفِ تابعیت اور وحدانی روایات
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (3): حدیث میں مقام ومرتبہ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ ؒ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (5): فقہ میں مقام ومرتبہ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (6): فقہِ اکبر اور وصایا
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (7): فضائل ومناقب
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (8): ناقدین کے مؤقف کا تحقیقی جائزہ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (9): اعتراضات کا علمی جائزہ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (10): امام ابوحنیفہ ؒ اور ابن ابی شیبہ ؒ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (11): امام ابوحنیفہ ؒ اور خطیب بغدادی ؒ
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (12): تقلید

اس کتاب: امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (3) (حدیث میں مقام ومرتبہ) میں بیس (20)

ابواب ہیں:

باب 1 امام اعظم ؒ اور علمِ حدیث
باب 2 امام اعظم ؒ کا زمرۂ محدثین میں شمار
باب 3 ائمۂ حدیث میں امام اعظم ؒ کا نمایاں مقام
باب 4 امام اعظم ؒ کو کثیر الحدیث محدث ہونے کا شرف
باب 5 امام اعظم ؒ اپنے زمانہ میں قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم تھے
باب 6 حضرت امام اعظم ؒ کی ثقاہت
باب 7 امام اعظم ؒ کا بلند پایہ حافظہ اور ضبطِ حدیث
باب 8 علم جرح وتعدیل میں امام اعظم ؒ کا بلند پایہ مقام
باب 9 احادیث کی تصحیح وتضعیف میں امام اعظم ؒ کی باکمال مہارت
باب 10 احادیث کے ناسخ ومنسوخ جاننے میں امام اعظم ؒ کا تفوق
باب 11 تفسیرِ حدیث میں آپ ؒ کا مرتبۂ عالیہ
باب 12 حدیث کے کِبار مجتہدین میں امام اعظم ؒ کا شمار اور آپ ؒ کی چند اصطلاحاتِ حدیث
باب 13 آپ ؒ کے نزدیک حدیث کو روایت کرنے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی شرائط
باب 14 امام اعظم ؒ کی روایتِ حدیث میں احتیاط اور آپ ؒ کی روایات کا کمال
باب 15 امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی سندِ حدیث
باب 16 امام اعظم ؒ کی تصنیف: کتاب الآثار
باب 17 حضرت امام اعظم ؒ کی مسانید کا تعارف
باب 18 امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی ؒ (م 655ھ): مؤلف "جامع المسانید" ؒ کا تعارف
باب 19 امام اعظم ؒ کی حدیث میں دیگر تصانیف
باب 20 الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة ؒ

مشنو سخنِ دشمنِ بد گوئے خدا را
با حافظِ مسکینِ خود اے دوست! وفا کن

ترجمہ خدا کے لئے، بدگو دشمن کی بات نہ سن۔اے دوست! اپنے مسکین، حافظ کے ساتھ وفا کر۔

افسانۂ یارانِ کہن خواندم و رفتم
در یاب کہ لعل و گہر افشاندم و رفتم

ترجمہ میں قدیم دوستوں کی داستان بیان کر کے جا رہا ہوں۔تم موتیوں کی تلاش کرتے رہو، کہ میں نے لعل اور گہر بکھیر دیئے ہیں اور میں جا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم اور لطف وعنایت سے اس خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔اور باقی حصوں کی تکمیل کی خاص توفیق عطا فرمائے۔اخلاص، قبولیت اور استقامت سے نوازے۔مجھے، میرے والدین، بہن بھائیوں، گھر والوں، اساتذۂ کرام اور احباب ومتعلقین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین، ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ○ (البقرۃ: 127)

ترجمہ اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اعجاز احمد اشرفی عفی عنہ

اتوار 21/شعبان المعظم 1445ھ 3/مارچ 2024ء

باب 1

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

1 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نظریۂ حدیث

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دینِ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی موجودگی میں قیاس یا کسی کی ذاتی رائے کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م 638ھ) نے اپنی کتاب ''فتوحاتِ مکیۃ'' میں بہ سند امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

"ایاکم والقول فی دین اللہ بالرائی، وعلیکم باتباع السنۃ، فمن خرج عنھا ضل"۔ (المیزان الکبریٰ، ا/ا۷، للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ آپ لوگ اللہ کے دین میں رائے سے کوئی بات کہنے سے بچو اور اپنے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کو لازم کر لو، اس لیے کہ جو شخص سنت سے نکل جاتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں:

"فعلیکم بالآثار وطریقۃ السلف وایاکم وکل محدث فانہ بدعۃ"۔

(المیزان الکبریٰ، 1/ 71، للشعرانیؒ)

ترجمہ: تمہارے لیے احادیث اور سلفِ صالحین کے طریقہ کی اتباع ضروری ہے، اور (دین میں) ہرنئی چیز سے بچنا، اس لیے کہ (دین میں) ہرنئی چیز بدعت ہے۔

نیز امام شعرانی ؒ نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب ؒ نے فرمایا:

"لم تزل الناس فی صلاح مادام فیهم من یطلب الحدیث، فاذا طلبوا العلم بلاحدیث فسدوا"۔ (المیزان الکبریٰ، 1/71 للشعرانیؒ)

ترجمہ: جب تک لوگوں میں حدیث کی طلب کرنے والے رہے، اُس وقت تک وہ راہِ راست پر تھے، اور جب انہوں نے حدیث کے بغیر علم حاصل کرنا شروع کیا تو اُن میں فساد آ گیا۔

امام الظاہریہ علامہ ابن حزم ظاہری ؒ (م 456ھ) اور علامہ ابن القیم ؒ (م 751ھ) نے تصریح کی ہے:

وأصحاب أبي حنيفة [رحمه الله] مُجْمِعُونَ على أن مذهبَ أبي حنيفة أن ضعيف الحديث عنده أولى من القياس والرأي، وعلى ذلك بَنى مذهبه۔

(إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج2 ص145۔ الناشر: دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية؛ الاحکام فی اصول الاحکام، 2/375، لابن حزم، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کے تمام اصحاب کا اس پر اجماع ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے مذہب میں ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے بہتر ہے، اور آپ ؒ نے اسی نظریہ پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔

علامہ وحید الزمان ؒ غیر مقلد آپ ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کا قول تو یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اسی طرح صحابی کا قول بھی''۔ (لغات الحدیث (ج1، باب الجیم مع الھاء)

2 امام اعظم ؒ کا جذبۂ اتباعِ حدیث

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے دل میں نبی ﷺ کی حدیث کا احترام اور اس کی اتباع کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ ؒ کے خود معاصرین محدثین اور بعد میں آنے والے اہلِ علم نے یہ گواہی دی ہے کہ آپ ؒ جتنا حدیث کا احترام اور اس کی اتباع کرتے تھے، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ؒ کے شاگرد اور جلیل القدر محدث امام نضر بن محمد مروزی ؒ (م 183ھ) فرماتے ہیں:

قال: "ولم أر رجلا ألزم للأثر من أبي حنيفة"۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية، ج3 ص556 رقم الترجمة 1757۔ المؤلف: محيي الدين أبو محمد عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر الله ابن سالم بن أبي الوفاء القرشي الحنفي (696 - 775هـ)۔ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر - القاهرة۔ الطبعة: الثانية، 1413هـ-1993م۔ عدد الأجزاء: 5)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ حدیث کو لازم پکڑنے والا ہو۔

علامہ ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) نے امام زہیر بن معاویہ ؒ (م 173ھ) سے امام صاحب ؒ کے بارے میں نقل کیا ہے:

أَنَّهٗ مُتَّبِعٌ لِمَا سَمِعَ۔ (الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ص140)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ جو حدیث سنتے تھے اُس کی ضرور پیروی کرتے تھے۔

امام صاحب ؒ کی ''ثقاہت'' کے بیان میں امام فضیل بن عیاض ؒ (م 187ھ) اور امام حسن بن صالح ؒ (م 167ھ) وغیرہ محدثین کے بیانات آرہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہوجاتی تو پھر آپ ؒ کسی اور طرف کوئی توجہ نہیں دیتے تھے۔

مورّخ اسلام امام محمد بن سفیان غنجار ؒ (م 412ھ) نے اپنی ''تاریخ بخارا'' میں

امام صاحب ؒ کے شاگرد امام نعیم بن عمرو القدیدیؒ کا بیان نقل کیا ہے:

قال: سمعت أبا حنيفة، يقول: عجبا للناس، يقولون: أنا أُفتِي بالرّأي، ما أُفتِي إلّا بالأثر.

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية -ت الحلو (عبد القادر القرشي) ج3 ص561 رقم1764؛ عقود الجمان، ص174؛ فضائل ابی حنیفۃ ص189)

ترجمہ: میں نے امام بوحنیفہ ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "لوگوں پر تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں صرف حدیث سے ہی فتویٰ دیتا ہوں"۔

علامہ ابن عبد البر ؒ (م463ھ) سندِ متصل کے ساتھ آپ ؒ کا بیان نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ: لَعَنَ اللهُ مَنْ يُخَالِفُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِهِ اكرمنا الله وَبِه استنقذنا.

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعي وأبي حنيفة ص141)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہو جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی کی وجہ سے عزت دی اور ہم نے آپ ﷺ ہی کی بدولت نجات پائی۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک ؒ (م181ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کا ارشاد ہے:

اذا جاء الحديث عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فعلى الرأس والعين. (عقود الجمان، ص173)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو وہ سر اور آنکھوں پر ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری ؒ (م456ھ) امام صاحب ؒ سے شدید مخالفت رکھنے کے باوجود یہ اقرار کرتے ہیں:

هذا أبو حنيفة يقول: "ما جاء عن الله تعالى فعلى الرأس والعينين وما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعا وطاعة".

(الإحكام في أصول الأحكام، ج4 ص188۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456ھ)۔ الناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت)

ترجمہ: یہ امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جو فرماتے ہیں: ''جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ سر آنکھوں پر ہے، اور جو بات اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے وہ بھی قابلِ سماعت اور واجب الاتباع ہے''۔

علامہ محمد جمال الدین القاسمی دمشقی ؒ (م1332ھ) غیر مقلد فرماتے ہیں:

ومن كلامه رضي الله تعالى عنه: ما جاء عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فعلى الرأس والعين بأبي هو وامي.

(الفضل المبين على عقد الجوهر الثمين، ص252 طبع دار النفائس، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ کے کلام میں سے ہے کہ جو بات رسول اللہ ﷺ سے آجائے، وہ سر اور آنکھوں پر ہے۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوجائیں۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ غیر مقلد امام طحاوی ؒ (م321ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ امام ابوحنیفہ ؒ کے سامنے آپ ؒ کے شاگرد امام حماد بن زید ؒ (م179ھ) نے ایک حدیث پیش کی، جو آپ ؒ کے مؤقف کے خلاف تھی۔ آپ ؒ وہ حدیث سن کر خاموش ہوگئے۔ اس پر کسی نے آپ ؒ سے کہا کہ آپ ؒ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپ ؒ نے فرمایا: ''وہ مجھ کو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہے، میں اس کے مقابلے میں اس کو کیا جواب دوں؟''۔

(محصلہ تاریخ اہلِ حدیث، ص92، بحوالہ شرح عقیدۃ الطحاویہ، ص ۱۲)

مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حوالہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی تعظیم کرتے تھے۔ اس کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے تھے''۔ (محصلہ تاریخ اہلِ حدیث، ص92، 93)

نیز مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت فرماتے ہیں:

''یہ معلوم کُل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرسل روایت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مطلقاً حجت مانتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قیاس کے مقابلہ میں ضعیف حدیث کو مقدم جانتے تھے کہ ضعیف کا ضعف عارضی ہے، اس میں احتمال صحت کا ہوسکتا ہے، لہٰذا اس کے مقابلہ میں قیاس کی ضرورت نہیں۔ بھلا وہ شخص جو صحابی کے قول کے سامنے بھی قیاس نہ کرتا ہو۔ وہ صحیح حدیث کو عمداً کس طرح ترک کرسکتا ہے۔ فَتَنَبَّہْ''۔

(محصلہ تاریخ اہلِ حدیث، ص312)

مشہور غیر مقلد عالم اور مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں، پروردگار کے مقبول بندے اور ماجور اور مثاب سمجھتے ہیں۔ جن مسئلوں میں ان کا قیاس حدیث کے خلاف ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو وہ حدیث نہیں ملی، ورنہ ہرگز وہ حدیث کو چھوڑ کر قیاس نہ کرتے۔ خصوص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت، وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے''۔ (لغات الحدیث، ج1، باب الجیم مع الھاء)

3 محدثین کا احترام واکرام

آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے حدیث کا احترام اور اس کی اتباع میں سب سے آگے تھے، ایسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین یعنی حضرات محدثین سے بھی بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور ان کا خوب اکرام کرتے تھے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مالدار شخص تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ریشم کا بڑا وسیع کاروبار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے حاصل ہونے والی آمدن سے اپنے گھریلو اخراجات پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نادار تلامذہ کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ اس آمدنی سے محدثین کرام کے ساتھ بھی مالی تعاون کرتے تھے اور ان کے پاس بڑے قیمتی تحائف بھی بھیجتے رہتے تھے۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۳ھ) نے امام قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۷ھ) سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کیا ہے:

انه كان يبعث بالبضائع إلى بغداد فيشتري بها الامتعة ويحملها الى الكوفة، ويجمع الارباح عنده من سنة إلى سنة، فيشتري بها حوائج الاشياخ المحدثين واقواتهم وكسوتهم وجميع حوائجهم، ثم يدفع باقي الدنانير من الارباح اليهم فيقول: انفقوا في حوائجكم ولا تحمدوا الا الله، فاني ما اعطيت من مالي شيئا، ولكن من فضل الله عليّ فيكم۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 13/358)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا سامانِ تجارت بغداد بھیجتے اور اس سے جو رقم حاصل ہوتی اس سے دیگر سامان خرید کر کوفہ لاتے۔ پھر اس سامان کو بیچ کر اس سے پورا سال جو نفع حاصل ہوتا، اُس سے محدثین شیوخ کے لیے خوراک، لباس اور دیگر ضروری اشیاء خرید کر اُن کی طرف بھیجتے۔ باقی جو رقم بچ جاتی وہ بھی ان کو دے دیتے اور ان سے فرماتے، اس کو اپنی ضروریات میں خرچ کرو اور صرف اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرو، کیونکہ میں نے اپنی طرف سے تم کو کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے میرے اوپر فضل فرمایا ہے۔

صدر الائمہ مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) نے مشہور محدث امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (م 198ھ) سے نقل کیا ہے:

وما كان يدع احدا من المحدثين الابره برا واسعا۔

(مناقب ابی حنیفۃؒ للمکیؒ ص243)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ محدثین میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں چھوڑتے تھے جس کے ساتھ بہت زیادہ نیکی نہ کر لیتے تھے۔

4 علمِ حدیث میں امام اعظمؒ کا تفوق

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے باقاعدہ علم حدیث حاصل کیا تھا، اور اپنے شہر کوفہ کے محدثین سے تحصیلِ احادیث کرنے کے علاوہ دیگر بلادِ اسلامیہ (مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ اور بصرہ) کا سفر کر کے وہاں کے اَجِلَّہ محدثین سے بھی احادیث اخذ کی تھیں۔ نیز علمِ حدیث میں آپؒ کے تفوق وتقدم کی گواہی آپؒ کے معاصرین بھی دے چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے معاصر محدث امام مسعر بن کدامؒ (م 153ھ) کا بیان گزر چکا ہے جس میں انہوں نے اقرار کیا ہے:

''میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ تحصیلِ احادیث کا آغاز کیا تھا، لیکن اس میدان میں وہ ہم پر سبقت لے گئے''۔

مؤرخِ اسلام حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعیؒ (م 942ھ) کا بیان بھی ذکر ہو چکا ہے:

''اگر امام ابوحنیفہؒ نے حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا، تو آپؒ مسائلِ فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ مسائلِ فقہ کو اَدِلّہ شرعیّہ (قرآن وحدیث) سے مستنبط کیا''۔

عظیم المرتبت مالکی محقق امام ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبیؒ (م 790ھ) نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ دونوں علمِ حدیث میں مکمل وثوق رکھتے تھے، چنانچہ امام موصوفؒ ''مجتہد'' کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ مُتَمَكِّنًا مِنَ الِاطِّلَاعِ عَلَى مَقَاصِدِهَا كَمَا قَالُوا فِي الشَّافِعِيِّ وَأَبِي

حَنِيفَةَ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ، فَكَذٰلِكَ أَيْضًا لَا إِشْكَالَ فِي صِحَّةِ اجْتِهَادِهِ.

(الموافقات، ج5 ص44۔ المؤلف: إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790ھ)۔ الناشر: دار ابن عفان)

ترجمہ: اگر کوئی شخص مقاصدِ شرعیّہ پر پوری طرح اطلاع رکھتا ہو جیسا کہ علماء نے امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دونوں علمِ حدیث میں مکمل دسترس رکھتے تھے، تو ایسے شخص کے اجتہاد کے صحیح ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔

محدث ناقد حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م 748ھ) نے تو امام اعظمؒ کو حدیث کے ان دس بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے کہ جن پر پورے علمِ حدیث کی منزل کھڑی ہے۔ چنانچہ موصوف نے امام مالکؒ کے ترجمہ میں امام شافعیؒ کا قول:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: الْعِلْمُ يَدُوْرُ عَلَى ثَلَاثَةٍ: مَالِكٍ، وَاللَّيْثِ، وَابْنِ عُيَيْنَةَ.

ترجمہ: علم کا مدار تین اشخاص: امام مالکؒ، امام لیث بن سعدؒ اور امام سفیان بن عیینہؒ پر ہے۔

نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

قُلْتُ: بَلْ وَعَلَى سَبْعَةٍ مَعَهُمْ، وَهُمْ: الْأَوْزَاعِيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَمَعْمَرٌ، وَأَبُو حَنِيْفَةَ، وَشُعْبَةُ، وَالْحَمَّادَانِ.

(سیر أعلام النبلاء، ج7 ص178 ترجمہ 1180۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)۔ الناشر: دار الحديث- القاهرة)

ترجمہ: میں (حافظ ذہبیؒ) کہتا ہوں: ''علم کا مدار صرف ان تین اشخاص پر ہی نہیں ہے، بلکہ ان تین کے ساتھ دیگر سات ائمہ پر بھی ہے، اور وہ سات ائمہ یہ ہیں: اوزاعیؒ، ثوریؒ، معمرؒ، ابوحنیفہؒ، شعبہؒ، حماد بن زیدؒ اور حماد بن سلمہؒ''۔

واضح رہے کہ یہاں جس علم کی بات ہو رہی ہے، اس سے مرادِ علمِ حدیث ہے۔ جیسا کہ

امام ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) نے امام شافعی ؒ کے مذکورہ قول کی وضاحت میں لکھا ہے:

العلم۔ یعنی الحدیث. (التمہید، 1/72)

ترجمہ علم سے مراد حدیث ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی ؒ جیسے محدث کے نزدیک امام اعظم ؒ ان دس ائمۂ کبار میں سے ہیں کہ جن پر پورے علم حدیث کا مدار ہے۔

5 امام بخاری ؒ (المتوفی 256ھ) کے چند حنفی اساتذہ

امام ابوحنیفہ ؒ (متوفی 150ھ) کے وہ شاگرد جنہوں نے آپ ؒ سے علمِ حدیث وفقہ حاصل کیا ہے۔ ان کی تعداد بہت ہے، لیکن اب آپ ؒ کے چند ایسے مشہور تلامذہ کا ذکر کیا جا رہا ہے جو محدث ومجتہد تھے، لیکن استنباطِ مسائل کے اصول و ضوابط میں اپنے شیخ امام ابوحنیفہ ؒ کے مقلد تھے۔ اس لحاظ سے انہیں حنفی کہنا درست ہے۔ جیسا کہ امام ابو یوسف ؒ، امام محمد ؒ، امام زفر ؒ، امام حسن بن زیاد ؒ، امام وکیع بن الجراح ؒ محدث ومجتہد فی المذہب ہونے کے باوجود اپنے شیخ کی اکثر رائے کو اختیار کرنے کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔ یوں تو صحاح ستہ کے مصنفین میں سے ہر ایک بالواسطہ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں، لیکن ذیل میں ہم کچھ ایسے مشہور محدثین کے نام ذکر کر رہے ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ، امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں اور وہ امام بخاری ؒ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ استاذ ہیں۔

(1) حضرت حماد بن زید ؒ (98ھ-179ھ)

یہ امام اعظم ؒ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام علی بن مدینی ؒ کا قول ہے:

ابوحنیفة روی عنه الثوری وابن المبارك وحماد بن زيد۔

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ج1 ص149)

ترجمہ ابوحنیفہ ؒ سے روایات لینے والوں میں سفیان ثوری ؒ، عبداللہ ابن مبارک ؒ اور حماد بن زید ؒ بھی ہیں۔

اور یہی حماد بن زید ؒ امام بخاری ؒ کے والد گرامی واستاذ اسماعیل بن ابراہیم ؒ کے اساتذہ میں ہیں۔

امام عسقلانی ؒ، امام بخاری ؒ کے والد گرامی کے بارے میں لکھتے ہیں:

إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، والد الإمام صاحب الصحيح. روى عن حماد ابن زيد وابن المبارك.

(تہذیب التہذیب ج1 ص274 رقم512)

امام اسماعیل بن ابراہیم ؒ نے حماد بن زید ؒ اور ابن المبارک ؒ سے احادیث سنی ہیں۔

خود امام بخاری ؒ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ان کے والد حضرت اسماعیل بن ابراہیم ؒ نے حضرت حماد بن زید ؒ سے حدیثیں سنی ہیں۔

إسماعيلُ بنُ إبراهيمَ بنِ المُغيرةِ الجُعْفِيُّ، أبو الحَسنِ.
رَأى حمّادَ بنَ زَيدٍ، صَافَحَ ابنَ المُبارَكِ بِكِلْتَا يَدَيهِ. وَسَمِعَ مالِكًا.

(التاريخ الكبير، ج 232ص رقم 1082. المؤلف: الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (ت ٢٥٦ هـ). تحقيق ودراسة: محمد بن صالح بن محمد الدباسي ومركز شذا للبحوث بإشراف محمود بن عبد الفتاح النحال. الناشر: الناشر المتميز للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض. الطبعة: الأولى، 1440هـ-2019م. عدد الأجزاء: 12)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت حماد بن زید ؒ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد تھے اور حضرت حماد ؒ کے شاگرد اسماعیل بن ابراہیم ؒ اور اسماعیل بن

ابراہیم ؒ امام بخاری ؒ کے والد واستاذ تھے۔تو معلوم ہوا کہ حماد بن زید ؒ ایک واسطے سے امام بخاری ؒ کے دادا استاذ اور امام ابوحنیفہ ؒ پردادا استاذ ہوئے۔

(2) حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ (المتوفی 181ھ)

یہ بات محقق ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک ؒ امام ابوحنیفہ ؒ سے علمِ فقہ وحدیث حاصل کرنے والوں میں تھے۔

امام بخاری ؒ لکھتے ہیں:

نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ، أَبُو حَنِيفَةَ، الْكُوفِيُّ.... رَوَىٰ عَنْهُ.. وابْنُ الْمُبَارَكِ

(التاریخ الکبیر للبخاری-ت الدباسی والنحال ج9ص471رقم11437)

ترجمہ: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ؒ سے ابن المبارک ؒ نے احادیث روایت کی ہیں۔

خود امام ابن المبارک ؒ فرماتے ہیں:

کتبت کتب ابی حنیفة غیر مرة،فکانت تقع فیها زیادات فا کتبها ۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص136)

ترجمہ: متعدد بار میں نے ابوحنیفہ ؒ کی کتابیں لکھی ہیں۔پھر ان میں اضافہ ہوتا تو میں لکھتا تھا۔

امام عطیہ بن اسباط ؒ فرماتے ہیں:

کان ابن المبارک اذا قدم الکوفة تقدم علی زفر فیعیرہ کتبه عن ابی حنیفة فیکتبها ،حتی کتبها مرارا ۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص137)

ترجمہ: ابن المبارک ؒ جب کوفہ آتے تھے،تو امام زفر ؒ کے پاس آتے تھے۔امام زفر ؒ بطور عاریت انہیں امام اعظم ؒ کی مرویات کی کتابیں دیتے تھے جنہیں وہ لکھتے تھے۔انہوں نے کئی باران کتابوں کے نسخے لکھے تھے۔

امام عبداللہ بن المبارک ؒ کے پاس امام اعظم ؒ کی مرویات پر مشتمل کتابیں

محفوظ تھیں اور اکثر مسائل میں وہ امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے پر ہی فتویٰ دیتے تھے۔اس لئے وہ اہل الرائے سے مشہور بھی ہوگئے تھے۔

امام بخاری ؒ کے استاذ ووالد حضرت اسماعیل بن ابراہیم ؒ امام عبداللہ بن مبارک ؒ کے شاگرد تھے اور امام عبداللہ بن مبارک ؒ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد تھے۔

(3) حضرت یحییٰ بن سعید القطان ؒ (المتوفی 198ھ)

امام محدث،مجتہد فقیہ تھے۔امام ابوحنیفہ ؒ سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا۔

امام ابوحنیفہ ؒ کے بارے میں ان کا قول ہے:

جالسنا والله! ابا حنیفة وسمعنا منه و کنت والله اذا نظرت الیه عرفت فی وجهه انه یتقی الله عز وجل۔ (تاریخ بغداد جلد13ص352)

ترجمہ: واللہ! ہم ابوحنیفہ ؒ کی علمی مجلسوں میں بیٹھے اور ان سے سماعِ احادیث کیا۔واللہ! میں ان کو دیکھتا تھا تو ان کے چہرے سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والے ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان ؒ کا یہ قول بھی ہے:

يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، يَقُولُ: "لَا نَكْذِبُ اللهَ، مَا سَمِعْنَا أَحْسَنَ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَقَدْ أَخَذْنَا بِأَكْثَرِ أَقْوَالِهِ"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه (شمس الدين الذهبي) ص32؛تاريخ بغداد-ت بشار (الخطيب البغدادي) ج 15 ص 473؛تهذيب الكمال في أسماء الرجال (المزي، جمال الدين) ج 29ص 433؛تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال (شمس الدين الذهبي) ج9ص221؛سير أعلام النبلاء-ط الرسالة (شمس الدين الذهبي) ج6ص402؛ تاريخ الإسلام-ت تدمري (شمس الدين الذهبي) ج9ص 412؛تهذيب التهذيب-ط الهندية (ابن حجر العسقلاني)(ج10ص450)

ترجمہ: ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ہم نے امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے سے بہتر رائے نہیں

سنی۔ ہم نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال کو اختیار کیا۔

امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

ثقة، متقن، حافظ، امام، قدوة۔ (تقریب التہذیب ۲/۱۰۵۲ ترجمہ ۷۶۰۷)

ترجمہ: امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، کامل حافظہ والے، حافظ الحدیث، امام، اہل علم کے سردار تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

الحافظ الكبير وكان راسا في العلم والعمل۔ (الکاشف ترجمہ 6175)

ترجمہ: امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بڑے حافظ الحدیث تھے اور علم وعمل میں سردار تھے۔

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ائمہ کتبِ صحاحِ ستہ کے بھی شیوخ میں سے تھے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ علمِ حدیث فقہ سے استفادہ کرنے والے تھے۔

(4) حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 197ھ)

امام، محدث، فقیہ، مجتہد تھے۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **ثقة حافظ عابد۔**

(التقریب ترجمہ 8348)

ترجمہ: ثقہ، حافظ الحدیث اور عابد تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **احد الاعلام۔** (الکاشف: 6056)

ترجمہ: علم کے ایک کوہِ گراں تھے۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه (الصيمري)، ص100؛ تاريخ بغداد-ت بشار (الخطيب البغدادي) ج15 ص647؛ تاريخ دمشق لابن عساكر (أبو القاسم ابن عساكر) ج63 ص76؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال (المزي، جمال الدين) ج30 ص475؛ طبقات علماء الحديث (ابن عبد الهادي) ج1 ص443؛ سير أعلام النبلاء-ط

الحديث (شمس الدين الذهبي) ج7 ص563)

ترجمہ: وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر فتوی دیا کرتے تھے۔

☆ مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ ان کے اقوال ان کے اجتہاد کی بنیاد پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے موافق ہوتے تھے۔ اس لئے یہ سمجھ لیا گیا کہ وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے۔

(تحفة الأحوذي (عبد الرحمن المباركفوري) ج3 ص556)

اہلِ علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ فقہائے کرام کے طبقات میں طبقۂ اولیٰ کے فقہاء کو مجتہدِ مطلق کہا جاتا ہے۔ وہ اصول وفروع میں کسی کی تقلید نہیں کرتے بلکہ خود اصول و ضوابط مقرر کرنے والے ہوتے ہیں۔ دوسرے طبقے کے فقہاء وہ ہوتے ہیں جنہیں مجتہد فی المذاہب کہا جاتا ہے، وہ حضرات استخراج اصول وضوابط میں اپنے استاذ کی تقلید کرنے والے ہوتے تھے اور کبھی بعض اصول وفروع میں بھی ان سے اختلاف کرنے والے ہوتے تھے جیسا کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اکثر فروع میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے اور کبھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول مرجوح کو راجح سمجھتے ہوئے اختیار بھی کرتے تھے۔ جس طرح امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شاگردان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد فی المذہب تھے اور اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے۔ اسی طرح امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ بھی مجتہد فی المذہب تھے اور اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال پر فتوی دیتے تھے۔ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مجتہد مقلدین میں کس نے شمار کیا کہ مبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کی تردید پیش کرنے کی ضرورت ہوئی کہ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصولِ استنباط میں مقلد تھے اور ان کے اکثر اقوال پر فتویٰ دیتے تھے؟ مبارکپوری

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات طبقاتِ فقہاء سے ناواقفیت پر مبنی ہوسکتی ہے۔اس میں شک نہیں کہ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر فتوی دینے والے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے تھے۔

(5) حضرت مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 126ھ وفات 215ھ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات کے استاذ ہیں۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے میں تحریر فرمایا:

حدث عن جعفر الصادق وابی حنیفہ وعنہ البخاری واحمد۔

(تذکرۃ الحفاظ ج1 ص365)

ترجمہ: مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث سنی ہیں اور ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث سنی ہیں۔

معلوم ہوا کہ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ۔لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاذ ہوئے۔

(6) حضرت مسعر بن کدام ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 152ھ یا 155ھ)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ عبادت گزار اور خشوع وخضوع والے بندوں میں سے تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ قابلِ اعتماد، کامل حافظہ والے فاضل تھے“۔(کتاب الثقات لابن حبان ترجمہ 5395؛ التقریب ترجمہ 7443)

(7) حضرت قاسم بن معن کوفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 175ھ)

کوفہ میں عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ خلافت میں وفات ہوئی۔

(کتاب الثقات 7/339)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ثقۃ فاضل تھے۔اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وثقہ احمد۔ وقیل کان کالشعبی فی زمانہ۔

(التقریب ترجمہ:6175؛ الکاشف ترجمہ:4533)

ترجمہ: قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ ثقہ فاضل تھے۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقہ فرمایا اور کہا گیا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے تھے (یعنی اپنے زمانے کے بے مثال محدث وفقیہ تھے)۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان شاگردوں میں سے تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے:

وَقَالَ: "أَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِي، وَجِلاءُ حُزْنِي"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه (الذهبی) ص 28؛ الجواهر المضية فی طبقات الحنفية - ت الحلو (عبد القادر القرشی) ج2 ص708 رقم 1118؛ مغانی الأخيار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار (العينی) ج2 ص470 رقم 2125)

ترجمہ: تم سب میرے دل کا سرور اور میرے غم کا مداوا ہو۔

یہ حضرت قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے تھے۔

(8) حضرت امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 212ھ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی 22 ثلاثیات میں 6 ثلاثیات کے شیخ ہیں۔صحاحِ ستہ کی کتابوں کے راوی ہیں۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابوعاصم النبيل البصری ثقة ثبت۔ (التقریب ترجمہ:2994)

ابوعاصم النبیل بصری رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، کامل حافظہ والے تھے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، مزی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ابوضحاک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے تھے۔

(تسمية من اخرجهم البخاری ومسلم، للحاكم ج1 ص143؛ تهذيب الكمال ج13 ص283؛ سیر اعلاء النبلاء ج6 ص393؛ الکاشف ج1 ص509)

(9) حضرت خلاد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 213ھ)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

خلاد بن يحيى بن صفوان السلمی ابومحمد، من تبع الاتباع من اهل

الکوفة، سکن مکة. مات بمکة سنة ثلاث عشرة ومائتین.

(الثقات 8/229)

ترجمہ: ابومحمد خلاد بن یحییٰ بن صفوان السلمی ؒ تبع تابعین میں سے تھے۔ کوفہ سے نکل کر مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ مکہ میں 213ھ میں وفات ہوئی۔

امام ابن حجر ؒ نے فرمایا: صدوق رمی بالارجاء وھو من کبار شیوخ البخاری۔ (التقریب ترجمہ: 1935)

ترجمہ: سچے تھے۔ ان پر بلاوجہ مرجئہ ہونے کا الزام تھا۔ یہ امام بخاری ؒ کے کبار شیوخ میں سے تھے۔

امام ابن بزاز الکردری ؒ اور امام صالحی الشامی ؒ نے انہیں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے محدثین تلامذہ میں شمار کیا ہے۔

(مناقب الامام ابی حنیفہ للکردری 2/219؛ عقود الجمان ص 110)

(10) عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمن المقری ؒ (المتوفی 213ھ)

امام ابن حجر عسقلانی ؒ نے تحریر فرمایا: ثقة فاضل اقرأ القرآن نیفا وسبعین سنة وھو من کبار شیوخ البخاری۔ (التقریب ترجمہ 3739)

ترجمہ: امام عبداللہ بن یزید المقری ؒ قابل اعتماد فاضل تھے۔ 70 سال سے زیادہ قرآن کی تعلیم دینے میں مصروف رہے۔ امام بخاری ؒ کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔

امام ذہبی ؒ اور امام عسقلانی ؒ نے لکھا کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد تھے۔ (سیر اعلام النبلاء 6/393؛ تہذیب التہذیب 10/401)

باب 2

امام اعظم ؒ کا زمرۂ محدثین میں شمار

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی عام شہرت ایک فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی۔ لیکن بایں ہمہ آپ ؒ ایک بلند پایہ اور عظیم الشان محدث بھی تھے۔ جیسا کہ امام بخاری ؒ کو زیادہ تر شہرت ایک محدث کے طور پر ملی، حالانکہ آپ ؒ فقہ میں بھی ایک مقام رکھتے تھے۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری ؒ غیر مقلد (م 1343ھ) لکھتے ہیں:

''امام بخاری ؒ کے لیے ''اَفْقَهُ النَّاس'' یا ''سَیِّدُ الْفُقَهَاء'' یا ''اِمَامُ الدُّنْیَا فِی الْفِقْه'' کا لقب عام طور پر ایسا ہی غیر مانوس خیال کیا جائے گا جس طرح امام ابوحنیفہ ؒ کے لیے اہل حدیث (محدث) یا عَامِلٌ بِالْحَدِیْث ہونے کا لقب''۔ (سیرۃ البخاری، ص 289۔ طبع: فاروقی کتب خانہ، ملتان)

مبارکپوری صاحب ؒ کی مذکورہ عبارت کا یہ مطلب بالکل صاف ہے کہ جس طرح امام بخاری ؒ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم فقیہ بھی تھے، اسی طرح امام ابوحنیفہ ؒ بھی باوجود فقہ میں شہرت رکھنے کے ایک عظیم محدث اور عامل بالحدیث بھی تھے۔

ع وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔

ترجمہ: فضیلت وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

1 امام اعظم ؒ کے محدث ہونے کے متعلق علمائے حدیث کی تصریحات

امام ابوحنیفہ ؒ کے محدث ہونے سے متعلق علمائے حدیث کی چند تصریحات ہدیۂ قارئین ہیں۔

(1) حافظ المغرب، شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی قرطبی ؒ (م ۴۶۳ھ) متعدد مقامات پر امام صاحب ؒ کو زمرۂ محدثین میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں رقمطراز ہیں:

وَعَلٰى هٰذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ، وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَسَنِ الْعَنْبَرِيُّ وَالْحَسَنُ ابن حَيٍّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُمَا۔

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج 4 ص 172۔ المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ)۔ الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية-المغرب)

ترجمہ: اسی پر حجاز اور عراق کے فقہ وحدیث کے اکثر اہلِ علم جمع ہیں، ان میں سے امام سفیان ثوری ؒ، امام اوزاعی ؒ، امام عبداللہ بن حسن عنبری ؒ، امام حسن بن صالح بن حی ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ، امام شافعی ؒ اور ان دونوں کے تلامذہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

علامہ موصوف ؒ مذکورہ بالا بیان میں امام صاحب ؒ کو امام ثوری ؒ وغیرہ محدثین کی صف میں ذکر کررہے ہیں اور آپ ؒ کو ان لوگوں میں شمار کررہے ہیں جو فقہ اور حدیث دونوں کے عالم تھے۔ یہ آپ ؒ کے محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

نیز امام موصوف ؒ ایک اور مسئلہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُورِ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَأَهْلِ الْحَدِيثِ وَمِمَّنْ قَالَ بِذٰلِكَ مِنْهُمْ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ۔۔۔

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج13 ص80؛ الاستذکار، 4/73۔ طبع: دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: یہی جمہور فقہاء اور اہلِ حدیث کا قول ہے، چنانچہ ان فقہاء اور اہلِ حدیث میں سے امام سفیان ثوری ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب اسی کے قائل ہیں۔

اس بیان میں بھی علامہ موصوف ؒ نے امام صاحب ؒ کو فقہاء اور محدثین دونوں طبقوں میں شمار کیا ہے۔

(2) امام ابوجعفر طحاوی ؒ (م 321ھ)، جن کے بارے میں علامہ ابن عبدالبر ؒ فرماتے ہیں:

أَبَا جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيَّ وَكَانَ إِمَامَ أَهْلِ زَمَانِهِ۔ (التمہید ج1 ص256)

ترجمہ: امام طحاوی ؒ اپنے تمام ہم عصر محدثین کے امام تھے۔

ایک حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

مَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِينَ تَدُورُ عَلَيْهِمُ الْفُتْيَا إِلَّا وَقَدْ خَرَجَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَذَهَبَ إِلٰى أَنَّ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَنَّهُ يُجْزِئُ رَمْيُهُ، وَأَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ، مِنْهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ فِي أَصْحَابِهِ۔

(شرح مشكل الآثار، ج9 ص123 رقم 3503۔ المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: ہم نہیں جانتے کہ وہ اہلِ حدیث (محدثین) کہ جن پر فتویٰ کا مدار ہے، ان میں سے کوئی اس حدیث سے نکلا ہو، اور اس کا یہ مذہب ہو کہ جس شخص نے قربانی والے دن

طلوعِ شمس سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کی، وہ اس کے لیے جائز ہے اور اس پر طلوعِ شمس کے بعد اس رمی کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ ان اہلِ حدیث میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ بھی ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے یہ واضح ہو گیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ان محدثین میں سے ہیں جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ فتویٰ بھی ہیں۔

(3) محدث کبیر امام ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب ''معرفت علوم الحدیث'' میں متعدد عنوانات کے ذیل میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محدث ہونے کی تصریح کی ہے۔ مثلاً: اس کتاب کی چوالیسویں نوع جس کا عنوان ہے:

معرفۃ اعمار المحدثین من ولادتھم الی وقت وفاتھم۔

ترجمہ: محدثین کی ولادت سے لے کر وفات تک ان کی عمروں کی معرفت۔

اس نوع کے ذیل میں انہوں نے مشہور محدثین کا سنِ ولادت اور سنِ وفات نقل کیا ہے۔ چنانچہ اس میں انہوں نے مِن جملہ دیگر محدثین کے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی سنِ ولادت اور سنِ وفات ذکر کر کے کھلے لفظوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محدث ہونے کی تصریح کر دی۔ (معرفت علوم الحدیث، ص 281، 283)

نیز اس سے پہلے نوع نمبر 17، جس کے ذیل میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین واتباع تابعین رحمہم اللہ میں سے مشہور محدثین کی اولاد کا ذکر کیا ہے، وہاں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ (معرفت علوم الحدیث، ص 99)

یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(4) محدث ناقد حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے طبقاتِ محدثین پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے، ''اَلْمعین فی طَبَقَاتِ الْمُحَدِّثِیْن''۔ موصوف اس کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

فھذا مقدمۃ فی ذکر اسماء اعلام حملۃ الآثار النبویۃ

ترجمہ: اس مقدمہ میں ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ ہے جو بلند پایہ حاملینِ احادیثِ نبویہ

(محدثین) ہیں۔

اور آخر کتاب میں فرماتے ہیں:

والی ھنا انتھی التعریف باسماء کبار المحدثین والمسندین۔

(المعین فی طبقات المحدثین، ص 238۔ طبع: دار الفرقان، عمان/اُردن)

ترجمہ: یہاں کبار محدثین اور مُسنِدین کے اسماء کی تعریف اختتام کو پہنچ گئی۔

اس کتاب میں انہوں نے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بھی ذکر کیا ہے۔

(المعین فی طبقات المحدثین، ص 57، ترجمہ: 546۔ طبع: دار الفرقان، عمان/اُردن)

بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے محدثین کے جس طبقہ میں ذکر کیا ہے، اس کا عنوان ہی یوں قائم کیا ہے: ''طَبَقَۃُ الْاَعْمَشِ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃ''۔

اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بلند پایہ اور جلیل القدر محدث ہونا آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

(5) جلیل القدر محدث امام محمد بن احمد بن عبدالہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ) نے بھی اپنی کتاب ''طبقات علماء الحدیث'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ لکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمائے محدثین میں سے ہونے کی صاف تصریح کر دی ہے۔

(طبقات علماء الحديث، ج1 ص260 رقم 153۔ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الهادي الدمشقي الصالحي (المتوفى: 744ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت-لبنان)

(6) محدث جلیل امام اسماعیل بن محمد العجلونی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1162ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

انہ من اھل ھذا الشان۔ (عقد الجواہر الثمین مع شرحہ الفضل المبین، ص 106)

ترجمہ: بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فن حدیث (محدثین) میں سے ہیں۔

2 علمائے غیر مقلدین سے آپ ؒ کے محدث ہونے کا ثبوت

دیگر علماء کی طرح علمائے غیر مقلدین میں سے بھی کئی حضرات نے امام ابوحنیفہ ؒ کے محدث ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ مثلاً:

(1) مشہور غیر مقلد عالم اور مترجم صحاح ستہ مولانا وحید الزمان ؒ (م 1338ھ)، حدیث کے الفاظ ''اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

"بعض نے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے، لیکن سلف اہلِ حدیث اس تاویل سے راضی نہ تھے، چنانچہ امام ابوحنیفہ ؒ بھی 'فقہ اکبر' میں فرماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ لیے جائیں گے"۔ (لغات الحدیث، کتاب واؤ، مادہ وجہ، ج2)

اس بیان میں مولانا وحید الزمان ؒ نہ صرف یہ کہ آپ ؒ کو اہلِ حدیث (محدثین) میں شمار کررہے ہیں بلکہ انہوں نے آپ ؒ کا شمار سلف اہلِ حدیث میں کیا ہے۔

(2) بزرگ غیر مقلد عالم، صاحب التصانیف مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ (م 1956ء)، جو علمائے غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی ؒ کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں، یہ بھی امام صاحب ؒ کو محدث تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب ''تاریخ اہلِ حدیث'' میں جابجا آپ ؒ کا تذکرۂ خیر کیا ہے اور آپ ؒ پر واردشدہ اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔ اسی کتاب میں انہوں نے زمانہ اتباعِ تابعین ؒ کے محدثین کی علمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے امام صاحب ؒ کی خدماتِ علمیہ کا بھی تذکرہ کیا ہے اور آپ ؒ کے بارے میں لکھا ہے:

''آپ ؒ بھی اہلِ حدیث (محدث) تھے۔ چنانچہ آپ ؒ کا قول مشہور ہے:

''اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ''۔ (شامی، جلد اوّل، ص70)

ترجمہ: جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

(تاریخ اہل حدیث، ص222)

مفکر اسلام علامہ خالد محمود صاحب ؒ، مولانا سیالکوٹی ؒ کے تعارف میں ارقام فرماتے ہیں:

آپ ؒ نے ''تاریخ اہلِ حدیث'' کے نام سے محدثین اور اپنے اکابر جماعت کی ایک تاریخ لکھی۔ اس میں آپ ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کا بھی ذکر کیا۔ آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس دہلی اس کو شائع کرنا چاہتی تھی، لیکن وہ لوگ اس پر رضامند نہ تھے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کو محدثین میں ذکر کیا جائے۔ انہوں نے مولانا سے درخواست کی کہ وہ حضرت امام صاحب ؒ کا ذکر اس کتاب سے نکال دیں۔ مولانا ابراہیم صاحب ؒ نے کتاب ان سے واپس لے لی مگر امام صاحب ؒ کا نام اس کتاب سے نہ نکالا، اور فرمایا کہ امام ابوحنیفہ ؒ کا نام محدثین سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ (آثار الحدیث، ج2، ص394، 395۔ طبع: دار المعارف، لاہور)

(3) علمائے غیر مقلدین کے سرخیل اور مجدد مولانا نواب صدیق حسن خان ؒ (م 1307ھ) کو بھی آپ ؒ کا محدث ہونا تسلیم ہے، چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب ''التاج المکلل'' میں آپ ؒ کا شاندار تذکرہ کیا ہے۔

(التاج المکلل ص92، 93۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

جو کہ ان کے نزدیک آپ ؒ کے محدث ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ نواب صاحب ؒ نے یہ کتاب علمائے محدثین کے تذکرے میں لکھی ہے، جیسا کہ انہوں نے شروع کتاب میں لکھا ہے کہ میں اس کتاب میں اہل العلم بالحدیث کے احوال نقل کروں گا۔ لہٰذا انہوں نے امام صاحب ؒ کا تذکرہ محدث ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔

(4) مولانا محمد جونا گڑھی ؒ غیر مقلد (م 1341ھ) بھی آپ ؒ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ خود بھی اہلِ حدیث تھے۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی اہلِ حدیث بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کتاب (حدائق الحنفیہ) میں ہے کہ حضرت سفیان بن

عیینہؒ سے سوال ہوتا ہے کہ آپؒ کیسے اہلِ حدیث ہو گئے؟ آپؒ جواب دیتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہلِ حدیث بنایا۔ یہی ٹھیک بھی ہے، خود امام صاحبؒ پختہ اہلِ حدیث تھے۔ (مشکوۃ محمدی، ص217)

(5) مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ (م 1342ھ)، جنہوں نے امام بخاریؒ کے حالات پر ''سیرۃ البخاریؒ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس کتاب میں انہوں نے اگرچہ امام بخاریؒ کے فضائل کم بیان کیے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور احناف پر تنقیصات زیادہ کی ہیں، لیکن بالآخران کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا:

''امام ابوحنیفہؒ کا شمار فقہائے اہلِ حدیث میں سے ہونا بہت ہی مناسب ہے''۔

(سیرۃ البخاری، ص343)

(6) مولانا محمد ادریس فاروقی غیر مقلد امام صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہم آپؒ کو اہلِ سنت کے جلیل القدر ائمہ میں سے ایک مانتے ہیں اور ان کو اہلِ حدیث گردانتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مشہور ارشاد ہے: ''اذا صح الحدیث فھو مذھبی''، کہ جب کوئی مسئلہ حدیث نبوی سے ثابت ہو جائے، وہی میرا مذہب ہے۔ آپؒ نے اپنے اقوال سے حدیثِ مبارکہ کو بڑا بلند مرتبہ دیا۔ بلکہ بعض افراد کو آپؒ نے اہلِ حدیث بنایا۔ گویا آپؒ اہلِ حدیث ہی نہیں تھے، ''اہلِ حدیث گر'' بھی تھے۔ (مسئلہ تقلید، ص53۔ طبع: مسلم پبلی کیشنز، سوہدرہ)

باب 3

ائمۂ حدیث میں امام اعظمؒ کا نمایاں مقام

امام اعظمؒ نہ صرف یہ کہ ایک محدث تھے بلکہ آپؒ علم حدیث میں درجۂ امامت پر فائز اور محدثین کے امام و سرخیل بھی تھے۔ چنانچہ آپؒ کی ''اِمَامَتٌ فِي عِلْمِ الْحَدِيْث'' کو اکابر محدثین نے واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ذیل میں آپؒ کی ''اِمَامَتٌ فِي الْحَدِيْث'' پر چند اکابر محدثین کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

1 امام اعظمؒ کی ''امامت فی الحدیث'' پر اکابر محدثین کی تصریحات

(1) سیّد الحفاظ والمحدثین امام ابوداود سجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) صاحب السنن، جن کا محدثانہ مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللهُ أَبَا حَنِيفَةَ! كَانَ إِمَامًا.

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1113 رقم 2196؛ الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة ص32؛ طبقات علماء الحديث، ج1 ص262 رقم 153؛ تاریخ اسلام للذہبی، ج1 ص991 رقم 445؛ مناقب الإمام أبي حنيفة و صاحبيه، ص46؛ تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص127)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی امام ابوحنیفہؒ پر رحمتیں ہوں! آپؒ امام تھے۔

واضح رہے کہ جب کوئی محدث کسی کو امام کہے تو اس سے اس کی مراد ''اِمَامَتٌ فِي الْحَدِيْث'' ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا امام ابوداودؒ کا آپؒ کو امام کہنا ان کی طرف

سے آپ کی ''اِمَامَتْ فِی الْحَدِیْث'' کا صاف اقرار ہے۔

(2) محدث کبیر امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ اور مشہور ائمۂ حدیث میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب ''معرفت علوم الحدیث'' کی انچاسویں نوع، جس کا عنوان ہے:

معرفة الائمة الثقات المشهورين من التابعين واتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة والتبرك بهم وبذكرهم من الشرق الى المغرب۔

ترجمہ: تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لیے جمع کی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے، اور جن کا شہرہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔

کے ذیل میں تمام مشہور بلادِ اسلامیہ کے مشاہیر ائمہ ثقات کو نام بنام گنایا ہے اور کوفہ کے ان ائمہ کی فہرست میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بھی ذکر کیا ہے۔ (معرفت علوم الحدیث، ص323، 328)

یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ''اِمَامَتْ فِی الْحَدِیْث''، علو مرتبت اور محدثین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت پر واضح دلیل ہے۔

(3) مشہور محقق امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (م 548ھ)، جن کو حافظ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) امام، مبرز، فقیہ، متکلّم اور واعظ کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔

(وفیات الاعیان 2/361)

انھوں نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ائمۂ حدیث کی صف میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ موصوف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ مکرم امام حماد رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور دیگر کئی ائمہ کو ان ائمۂ اہلِ سنت جو عقیدۂ ارجاء کی طرف منسوب ہیں، کی فہرست میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وهؤلاء كلهم ائمة الحديث۔ (الملل والنحل، ج1، ص116۔ طبع: المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

ترجمہ: یہ سب کے سب ائمہ حدیث ہیں۔

(4) شیخ الاسلام امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ائمۂ حدیث میں سے ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وهو قول مالك والشافعي وابي حنيفة والثوري والاوزاعي واحمد بن حنبل واسحاق بن راهوية وابي ثور و ابي عبيد و هؤلاء ائمة الفقه والحديث في اعصارهم۔ (التمہید، ج6، ص431)

ترجمہ: یہی قول مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ، اور ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں فقہ اور حدیث کی امامت کا شرف رکھتے ہیں۔

نیز امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ تصریح کرتے ہیں:

وهو قول مالك، والشافعي، وابي حنيفة واصحابهم... وهؤلاء ائمة الرأي والحديث في اعصارهم۔ (الاستذکار 2/472؛ التمہید، ج5، ص508)

ترجمہ: یہی قول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا۔۔۔ اور یہ سب اپنے اپنے زمانے میں رائے (فقہ) اور حدیث کے امام تھے۔

(5) امام حافظ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ)، جن کی عظیم شخصیت سے کون ناواقف ہو گا؟ علمائے سعودیہ ان کو اپنا مقتداء تسلیم کرتے ہیں اور ان ہی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے اپنے کو سلفی کہلاتے ہیں، اور اب ہند و پاک کے غیر مقلدین نے بھی علمائے سعودیہ کی تقلید میں اپنے کو اثری سے سلفی کہلانا شروع کر دیا ہے۔ موصوف بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ کے ساتھ ساتھ حدیث کا بھی امام مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وفي الأئمة من هو إمام مع هؤلاء وهؤلاء، مشارك للطائفتين، وإن كان بأحد الصنفين أجدر.

وأكثر أئمة الحديث والفقه كمالك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق بن

راهويه، وأبي عبيد، وكذلك الأوزاعي، والثوري، والليث، هؤلاء، وكذلك لأبي يوسف صاحب أبي حنيفة، ولأبي حنيفة، أيضًا مَا لَهُ من ذلك، ولكن لبعضهم في الإمامة في الصنفين ما ليس للآخر، وفي بعضهم من صنف المعرفة بأحد الصنفين ما ليس في الآخر، فرضي الله عن جميع أهل العلم والإيمان.

(مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث (محمد عبد الرشيد النعماني) ص69؛مجموع الفتاوى (ابن تيمية) ج 27ص 29 ؛تلخیص کتاب الاستغاثہ المعروف بالرد علی البکری ص 13، 14،طبع مصر؛البدور المضية في تراجم الحنفية (محمد حفظ الرحمن الكملائي) ج 1ص 390؛ابن ماجہؒ اور علم حدیث،ص87)

ترجمہ ائمہ میں سے بعض ایسے حضرات بھی ہیں جو کہ محدثین میں بھی امام ہیں اور فقہاء میں بھی، اور ان دونوں جماعتوں میں شامل ہیں۔ اگر چہ ان میں سے ایک جماعت کی طرف ان کا انتساب زیادہ موزوں ہے۔ اکثر ائمہ حدیث وفقہ جیسے امام مالک ؒ، امام شافعی ؒ، امام احمد ؒ، امام اسحاق بن راہویہ ؒ، امام ابوعبید ؒ، اسی طرح امام اوزاعی ؒ، امام ثوری ؒ اور امام لیث بن سعد ؒ ایسے ہی تھے، اور اسی طرح امام ابو یوسف ؒ صاحب ابی حنیفہ ؒ۔ اور خود امام ابوحنیفہ ؒ کا بھی وہی مرتبہ ہے جو ان کی شایانِ شان ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کو ان دونوں شعبوں (حدیث و فقہ) کی امامت میں وہ مقام حاصل ہے جو کہ دوسرے کو نہیں ہے، اور ان میں سے بعض کو کسی ایک شعبہ کی معرفت میں وہ مقام حاصل ہے جو کہ دوسرے کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ علم وایمان سے راضی ہو۔

غور کیجیے! حافظ ابن تیمیہ ؒ کس طرح صراحتاً امام صاحب ؒ اور آپ ؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف ؒ کو ائمہ حدیث وفقہ کی صف میں ذکر کر رہے ہیں۔

نیز حافظ موصوف ؒ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَا يُطْلِقُ عَلَى اللهِ اسْمَ "الْجِسْمِ"، كَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ

وَالتَّصَوُّفِ وَالْفِقْهِ، مِثْلِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَأَتْبَاعِهِمْ

(منہاج السنۃ النبویہ، ج2،ص105)

ترجمہ وہ حضرات جو اللہ تعالیٰ پر اسم جسم کا اطلاق نہیں کرتے، مثلاً: اہلِ حدیث، تفسیر، تصوف اور فقہ کے ائمہ، جیسے ائمہ اربعۃ (امام ابوحنیفہ ؒ، امام مالک ؒ، امام شافعی ؒ اور امام احمد ؒ) اور ان کے متبعین ہیں۔

مذکورہ بیان میں بھی حافظ صاحب ؒ دیگر ائمہ اربعہ کے ساتھ امام ابوحنیفہ ؒ کو بھی اہلِ حدیث (محدثین)، مفسرین، صوفیاء اور فقہاء چاروں طبقوں کے امام تسلیم کر رہے ہیں۔

(6) حافظ ابن تیمیہ ؒ کے بعد ان کے شاگرد رشید اور ان کے علوم کے ترجمان امام شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بہ ''ابن القیم الجوزیہ ؒ'' (م 751ھ) بھی امام ابوحنیفہ ؒ کو فنِ حدیث کے امام مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا طَرِيقَةُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ كَالشَّافِعِيِّ وَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَالْبُخَارِيِّ وَإِسْحَاقَ فَعَكْسُ هٰذِهِ الطَّرِيقِ۔ (اعلام الموقعین عن رب العالمین، ج2ص209۔ طبع: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ صحابہ کرام ؓ، تابعین ؒ اور ائمہ حدیث ؒ جیسے: امام شافعی ؒ، امام احمد ؒ، امام مالک ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ، امام ابو یوسف ؒ، امام بخاری ؒ، امام اسحاق بن راہویہ ؒ ہیں، ان کا طریقہ ان لوگوں کے طریقہ کے برعکس تھا۔

حافظ ابن القیم ؒ یہاں بڑے واشگاف الفاظ میں امام اعظم ؒ اور امام ابو یوسف ؒ کو علمِ حدیث میں امام قرار دے رہے ہیں، اور وہ بڑے پایہ کے ائمہ حدیث ؒ میں ان دونوں کا شمار کر رہے ہیں۔

(7) امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی ؒ (م ۷۴۸ھ) ''صاحب المشکوٰۃ'' بھی امام صاحب ؒ کو فنِ حدیث میں امام تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ موصوف امام صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امامًا فی علوم الشریعۃ۔

(الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ المصابیح،2/647،طبع:المکتبۃ الحقانیۃ،پشاور،پاکستان)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علوم شرعیہ میں امام تھے۔

ظاہر ہے کہ علومِ شرعیہ میں علم حدیث بھی شامل ہے۔لہٰذا اس بیان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم حدیث میں بھی امام ہونا ثابت ہوگیا۔

نیز موصوف، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"روی عنه ائمة الاعلام"۔

ترجمہ: ان سے حدیث کے بڑے بڑے ائمہ نے روایت کی ہے۔

اور پھر انہوں نے امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والوں میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسمِ گرامی کو بھی گنایا ہے، (الاکمال، فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ المصابیح،2/647)

جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث کے ائمہ اعلام میں سے ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

(8) خاتمۃ الحفاظ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) اپنی کتاب "تقریب التہذیب" کے "باب الکنٰی" میں لکھتے ہیں:

أبو حنيفة: النعمان ابن ثابت، الإمام المشهور۔

(تقریب التہذیب،ص635رقم8067؛تہذیب التہذیب ج12ص80رقم344)

حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام کہنا بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے "إِمَامٌ فِي الْحَدِيْث" ہونے کی دلیل ہے۔کیونکہ ان کی یہ کتاب محدثین (راویانِ حدیث) کے حالات پر مشتمل ہے۔

(9) شارحِ مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں اپنی بلند پایہ تصنیف "الخیرات الحسان" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کو اُجاگر کرنے کے بعد اپنے قارئین کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

احذر ان تتوهم من ذلك ان اباحنيفة لم يكن له خبرة تامة بغير

الفقه۔ حاشالله۔ كان فی العلوم الشرعية من التفسير والحديث والآلة من العلوم الادبية والمقاييس الحكمية بحر الايجارى، واماما لا يمارى، وقول بعض اعدائه فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد، وحجته الترفع على الاقران ورميهم بالزور والبهتان، ويابى الله الا ان يتم نوره۔ (الخیرات الحسان،ص64)

ترجمہ: اس بات سے بچنا کہ تم یہ گمان کرنے لگو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ کے بغیر کسی اور علم کی خبر تام نہیں تھی۔ حَاشَالِلّٰہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو علم شرعیہ: تفسیر، حدیث اور علومِ اَدْبِیّہ اور فنون قیاسیہ حِکْمِیّہ میں بحرِ بیکراں اور بلا مدافعت امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض دشمنوں کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس کے خلاف کچھ کہنے کا سبب محض حسد ہے، کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام معاصرین پر فائق تھے (جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معاصرین آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حسد کرتے تھے) اور جھوٹ اور بہتان تراشی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنا نور پورا کرکے ہی رہیں گے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(10) عرب کی مشہور علمی شخصیت شیخ محمد بن عبدالوہاب حنبلی نجدی رحمۃ اللہ علیہ (م 1206ھ)، جن کو غیر مقلدین حضرات بھی اپنا امام مانتے ہیں، حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقرار کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حدیث (محدثین) اور اہلِ فقہ (فقہاء) دونوں کے امام تھے۔ چنانچہ ایک مسئلہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

فتأمل، رحمك الله، ما كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه بعده، والتابعون لهم بإحسان إلى يوم الدين، وما عليه الأئمة المقتدى بهم من أهل الحديث والفقهاء، كأبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد بن حنبل، رضي الله عنهم أجمعين، لكي نتبع آثارها.

(الرسائل الشخصية (مطبوع ضمن مؤلفات الشيخ محمد بن عبد الوهاب، الجزء

السادس)، ص 106، 107۔المؤلف: محمد بن عبد الوهاب بن سليمان التميمي النجدي (المتوفى: 1206ھ)۔الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود، الرياض، المملكة العربية السعودية)

ترجمہ اللہ تم پر رحم کرے! اس طریقہ پر غور کرو جس پر رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا اور جس پر آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام ؓ اور ان کے تابعین ؒ چلتے رہے اور جس طریقہ پر اہلِ حدیث اور فقہاء کے ائمہ متبوعین جیسے امام ابوحنیفہ ؒ، امام مالک ؒ، امام شافعی ؒ اور امام احمد بن حنبل ؒ عمل پیرا رہے، تاکہ ہم ان حضرات کے نقشِ قدم کی پیروی کریں۔

شیخ موصوف ؒ نے اپنے مذکورہ بیان میں امام ابوحنیفہ ؒ اور دیگر ائمۂ متبوعین ؒ کو نہ صرف یہ کہ فقہاء کا امام کہا ہے بلکہ ان کو اہلِ حدیث کا بھی امام قرار دیا ہے۔

جماعت غیر مقلدین کے سرخیل حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب ؒ امام اعظم ؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس عاجز زلہ ربائے علمائے متقدمین کی تحقیق، جو دیانت وادب ہر دو اَمروں کو ملحوظ رکھ کر، یہ ہے کہ حضرت امام صاحب ؒ اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کے پیشوا (امام) تھے''۔(تاریخ اہلِ حدیث، ص310)

نیز مولانا سیالکوٹی ؒ ''مسئلہ طلاق ثلاثہ'' میں اپنے بعض ہم مسلکوں کو مخاطب ہو کر لکھتے ہیں:

جناب نے جو یہ فرمایا کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں، اس جگہ محدثین سے اگر ہم جمیع محدثین مراد لیں، جو بجا ہے، تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ اور حضرت امام مالک ؒ اور حضرت امام شافعی ؒ اور حضرت امام احمد ؒ اور ان کے مثل دیگر ائمۂ حدیث، جن کے اسمائے گرامی لکھنے میں خوفِ طوالت ہے، محدثین کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں؟۔۔۔اور اگر محدثین سے آپ کی ذاتِ گرامی اور اس زمانہ کے آپ جیسے دیگر علمائے اہلِ حدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف، مجھے آپ

کو یا ان کو محدثین کہنے میں تامل ہے، دورہ میں صحاح ستہ کی سطروں پر نظر گزار دینے سے محدث نہیں بن سکتے۔

(اخبار اہلِ حدیث، 15/نومبر 1929ء۔بحوالہ عمدۃ الاثاث فی حکم الطلقات الثلاث، ص 97، 98 از امام اہلِ سنت مولانا محمد سرفراز صفدر صاحب ؒ)

واضح رہے کہ مولانا سیالکوٹی ؒ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی ؒ کے خصوصی شاگرد اور اپنی جماعت میں ''امام المسلمین'' کے لقب سے مشہور ہیں۔لہٰذا ان کا یہ مذکورہ بالا فیصلہ تمام جماعت غیر مقلدین کے لیے حجت ہے۔

باب 4

امام اعظمؒ کے کثیر الحدیث ہونے پر بارہ ٹھوس دلائل

امام ابوحنیفہؒ جیسے دیگر تمام محدثانہ خوبیوں وکمالات کے حامل تھے، ایسے ہی آپؒ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپؒ ایک کثیر الحدیث محدث تھے، اور حدیث کے متعلق آپؒ کی معلومات بہت وسیع تھیں۔

آپؒ کے کثیر الحدیث ہونے پر دلائل کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1 حافظ ذہبیؒ (م 748ھ) فرماتے ہیں: "امام صاحبؒ نے باقاعدہ علمِ حدیث حاصل کیا تھا اور آپؒ اس فن میں مکمل دسترس رکھتے تھے"۔

فان الامام اباحنیفة طلب الحدیث واکثر منه فی سنة مائة وبعدھا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج6، ص532)

ترجمہ بلاشبہ امام ابوحنیفہؒ نے علمِ حدیث حاصل کیا اور زیادہ تر اس کی تحصیل 100ھ اور اس کے بعد کی ہے۔

خاتمۃ الحفاظ امام محمد بن یوسف صالحی شافعیؒ (م 942ھ) فرماتے ہیں:

لولا کثرة اعتنائه بالحدیث ماتھیأ له استنباط مسائل الفقه فانه اوّل من استنبطه من الادلة۔ (عقود الجمان، ص319)

ترجمہ اگر امام ابوحنیفہؒ نے حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا، تو آپؒ مسائلِ فقہ کا (قرآن وحدیث سے) استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپؒ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ کو اَدِلّہ شرعیّہ سے مستنبط کیا ہے۔

یہ آپؒ کے کثیر الحدیث ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

2 آپؒ نے کوفہ جیسے علمی شہر، جہاں احادیث اور محدثین کی بہتات تھی، کی درسگاہوں میں برسوں تحصیلِ احادیث کی اور اس کی تحصیل میں اپنے معاصرین میں جو سبقت حاصل کی، اُس کا اقرار آپؒ کے معاصر محدث امام مسعر بن کدامؒ (م 153ھ) نے کیا ہے۔

قَالَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ: "طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ الْحَدِيثَ، فَغَلَبَنَا وَأَخَذْنَا فِي الزُّهْدِ، فَبَرَعَ عَلَيْنَا وَطَلَبْنَا مَعَهُ الْفِقْهَ، فَجَاءَ مِنْهُ مَا تَرَوْنَ"۔

(مناقب ابی حنیفة وصاحبیه، ص43۔ للذہبیؒ)

ترجمہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو وہ ہم پر غالب آ گئے۔ ہم زہد وتقویٰ میں مشغول ہوئے تو وہ ہم پر فوقیت لے گئے۔ اور جب ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کرنا شروع کیا، تو اس میں انہوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ تو تمہارے سامنے ہے۔

دیگر محدثین امام ابوسعد سمعانیؒ (م 562ھ) اور امام صالحیؒ (م 942ھ) وغیرہ نے بھی کیا ہے، جن کے بیانات پہلے گزر چکے ہیں۔

اور پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ آپؒ نے تحصیلِ حدیث کے لیے رحلتِ سفر بھی باندھا اور اس کے لیے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بصرہ جیسے بلادِ علمیہ میں جا کر وہاں کے اَجِلّہ محدثین سے اخذ احادیث کیا۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے آپؒ کو قلیل الحدیث کیسے باور کیا جا سکتا ہے؟

3 آپؒ نے بکثرت احادیث جمع کی ہوئی تھیں اور آپؒ کے پاس حدیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ تھا۔ چنانچہ امام ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوریؒ (م 298ھ)، جو ائمۂ صحاح ستہ کے معاصر ہیں، اپنی کتاب "مناقب ابی حنیفہؒ" میں خود امام صاحبؒ سے ناقل ہیں:

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: "عِنْدِي صَنَادِيقُ مِنَ

الْحَدِيثِ مَا أَخْرَجْتُ مِنْهَا إِلَّا الْيَسِيرَ الَّذِي يُنْتَفَعُ بِهِ".

(كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي، ج 1 ص 17۔المؤلف: علاء الدين، عبد العزيز بن أحمد البخاري (ت 730 ھ)۔الناشر: شركة الصحافة العثمانية، إسطنبول۔الطبعة: الأولى، مطبعة سنده 1308 ھ - 1890 م۔عدد الأجزاء: 4؛ مناقب ابی حنیفۃ، ص85، للمکیؒ؛ مناقب ابی حنیفۃ، ص169، للکردریؒ؛ الاتباع لابن أبي العز (ابن أبي العز) ص45)

ترجمہ: میرے پاس احادیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں، مگر میں نے ان میں سے صرف وہی تھوڑی سی احادیث نکالی ہیں جن سے (لوگوں کو) فائدہ ہو۔
یعنی جو احادیث فقہی مسائل سے متعلق ہیں۔

☆ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ (م 176ھ) کو جو وصیت کی تھی، اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پانچ حدیثوں پر عمل پیرا ہونے کی خصوصی تلقین کی اور ان کے متعلق فرمایا:

جمعتها من خمس مائة الف حديث۔

(مجموعہ وصایا امام اعظم ابوحنیفہؒ، ص ۶۲، ۶۳ ۔مرتبہ: مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ)

ترجمہ: میں نے ان پانچ حدیثوں کو پانچ لاکھ حدیثوں سے جمع کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ)، جو کہ بقول امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) فرماتے ہیں:

كان ابو حنيفة يروي اربعة آلاف حديث، الفين لحماد والفين لسائر المشيخة۔ (مناقب ابی حنیفہؒ ص85، للمکیؒ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنے ذخیرۂ احادیث میں سے) چار ہزار حدیثیں روایت کرتے تھے، ان میں سے دو ہزار حدیثیں امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے اور باقی دو ہزار حدیثیں دیگر مشائخ سے مروی تھیں۔

مجدد قرن العاشر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) نے بحوالہ جلیل المرتبت

محدث امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) لکھا ہے:

وعن محمد بن سماعة أن الإمام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين ألف حديث وانتخب الآثار من أربعين ألف حديث۔

(مناقب الإمام الأعظم [أبي حنيفة النعمان]، ج 2 ص 474۔المؤلف: علي بن سلطان محمد القاري۔مطبوع بذيل: الجواهر المضية في طبقات الحنفية۔الناشر: مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية - حيدر آباد الدكن - الهند۔الطبعة: الأولى، 1332ھ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تصانیف" میں ستر ہزار (70,000) سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الآثار" کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب کیا ہے۔

واضح رہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تصنیف "کتاب الآثار"، جس کے متعدد نسخے ہیں، میں سینکڑوں احادیث ذکر کی ہیں۔ صرف نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہ جس میں کتاب الآثار کے دیگر نسخوں کی نسبت سب سے کم احادیث ہیں، میں ذکر کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے، جن میں مرفوع، موقوف اور مقطوع تینوں قسم کی احادیث شامل ہیں۔

علاوہ ازیں بیسیوں جلیل القدر حفاظِ حدیث نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی احادیث کے مجموعے "مسند ابی حنیفہ" کے نام سے لکھے ہیں، ان میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سینکڑوں احادیث درج ہیں۔ چنانچہ صرف حافظ ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ (م 332ھ) کی مرتبہ "مسندِ ابی حنیفہ" میں ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔

(تانیب الخطیب، ص156)

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ اور دیگر محدثین کی تصانیف میں بھی بکثرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات موجود ہیں۔ مثلاً امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الخراج"، "الامالی" وغیرہ، امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی "الحجة على اهل المدينة"، "السير الكبير" وغیرہ، امام

عبدالرزاق ؒ کی ''المصنف''، اسی طرح امام ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ، امام دارقطنی ؒ، امام طحاوی ؒ اور امام طبرانی ؒ وغیرہ کی تالیفات آپ ؒ کی مرویات سے مالا مال ہیں۔ (دیکھیئے: امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ ؒ)

4 آپ ؒ کے پاس احادیث بکثرت تھیں، تب ہی تو محدثین نے متعدد اَجِلّہَ حفاظ حدیث کے متعلق تصریح کی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے احادیثِ کثیرہ روایت کی ہیں۔

مثلاً: شیخ المحدثین امام وکیع بن جراح ؒ (م 197ھ) کے بارے میں امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین ؒ (م 233ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ: يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: "مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ". وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا. (جامع بیان العلم وفضلہ ج2 ص1082 رقم 2109)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو وکیع بن جراح ؒ پر ترجیح دوں، اور وہ امام ابوحنیفہ ؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ امام صاحب ؒ کی تمام احادیث ان کو یاد تھیں اور آپ ؒ سے انہوں نے بڑی حدیثیں سن رکھی تھیں۔

نیز فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ وَكِيعٍ، كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، وَيَحْفَظُ حَدِيثَهُ، وَيَقُومُ اللَّيْلَ، وَيسرُدُ الصَّوْمَ، وَيُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ -رَحِمَهُ اللهُ- وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ كَثِيرًا.

(تاریخ بغداد ج15 ص647؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص475؛ تاریخ دمشق ج63 ص76؛ تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص224؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج30 ص475؛ طبقات علماء الحديث ج1 ص442؛ تاریخ اسلام ج4 ص1230؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج9 ص351؛ سیر اعلام النبلاء ج7 ص563؛ التَّكْميل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل ج2 ص83؛ الجواهر المضية في طبقات

الحنفية، ج2 ص209؛ تهذيب التهذيب ج11 ص127؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص158؛ طبقات الحفاظ للسيوطي، ص133 رقم 272)

ترجمہ: میں نے امام وکیع بن جراح ؒ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا، وہ قبلہ رخ ہوجاتے اور حدیث یاد کرتے، رات کو قیام کرتے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور فتویٰ امام ابوحنیفہ ؒ کے قول پر دیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے امام صاحب ؒ سے بکثرت احادیث سن رکھی تھیں۔

امام حماد بن زید ؒ (م 179ھ)، جو کہ بقول امام ابن سعد ؒ، ثقہ، حجت اور کثیر الحدیث تھے (تہذیب التہذیب، 2/10)، کے بارے میں حافظ المغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی ؒ (م 463ھ) فرماتے ہیں:

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً.

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة ص130)

ترجمہ: امام حماد بن زید ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ سے بڑی کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔

اسی طرح امام خالد بن عبداللہ الواسطی ؒ (م 182ھ)، جو کہ بقول اسحاق ارزق ؒ، امام سفیان ثوری ؒ سے بھی بلند پایہ محدث تھے (تہذیب التہذیب، 2/62)، کی بابت بھی حافظ ابن عبدالبر ؒ نے لکھا ہے:

وروى عَنهُ خالد الوَاسِطِيُّ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً. (الانتقاء، ص136)

ترجمہ: امام خالد الواسطی ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ سے احادیثِ کثیرہ روایت کرتے ہیں۔

مشہور محدث امام عبدالرزاق ؒ، جن کی تصنیف ''مصنف عبدالرزاق'' حدیث کی ایک ضخیم اور بلند پایہ کتاب ہے، ان کے بارے میں بھی امام ابن عبدالبر ؒ نے تصریح کی ہے:

وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ كَثِيرًا.

(الاستذكار، ج7 ص422. المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد

البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

ترجمہ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث کا سماع کیا تھا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ)، جو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے حافظ تھے، کے ترجمہ میں علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) نے تصریح کی ہے:

قُلْتُ: لمحمد بن شجاع الثلجي عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤي، عَنْ أَبِي حنيفة روايات كثيرة. (تاریخ بغداد ج 8 ص 275؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج 7 ص 328)

ترجمہ امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث کی روایت کی ہے۔

بلند پایہ اور کثیر الحدیث محدث امام مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 215ھ) کے تعارف میں امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) کے بارے میں فرماتے ہیں:

هو مكي بن ابراهيم البلخي، امام بلخ، دخل الكوفة سنة اربعين ومائة ولزم ابي حنيفة رحمه الله وسمع منه الحديث والفقه واكثر عنه الرواية. (مناقب ابی حنیفہؒ، ص179، للمکیؒ)

ترجمہ مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ، جو اہلِ بلخ کے امام ہیں، یہ 140ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ کی سماعت کی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

نیز شیخ الاسلام امام ابوعبدالرحمن المقری رحمۃ اللہ علیہ (م 213ھ)، جن کے متعلق حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وحديثه في الكتب كلها۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/269)

ترجمہ ان کی احادیث تمام کتب میں پائی جاتی ہیں

ان کو بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے احادیثِ کثیرہ روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ چنانچہ امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

اكثر عن ابي حنيفة الرواية في الحديث۔ (مناقب ابی حنیفہ، ص286، للمکیؒ)

ترجمہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ احادیث کو روایت کیا ہے۔

امام کردری رحمۃ اللہ علیہ (م 827ھ) ان کے متعلق تصریح کرتے ہیں:

سمع من الامام تسع مائة حديث۔ (مناقب ابی حنیفہ، ص498، للکردریؒ)

ترجمہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نوسو (900) احادیث سنی تھیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ امام حسین بن حسن العوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام محمد بن خلف المعروف وکیع رحمۃ اللہ علیہ (م 306ھ) نے نقل کیا ہے:

كان العوفي كثير الرواية عَن أبي حنيفة۔

(أخبار القضاة، ج 3 ص 267. المؤلف: أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ حَيَّانَ بْنِ صَدَقَةَ الضَّبِّيّ البَغْدَادِيّ، المُلَقَّب بِ "وَكِيع" (المتوفى: 306ھ). الناشر: المكتبة التجارية الكبرى، بشارع محمد علي بمصر لصاحبها: مصطفى محمد)

ترجمہ امام عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

قارئین! ہم نے بطور نمونہ صرف ان چند حفاظ حدیث کے متعلق محدثین کی یہ تصریحات قلمبند کی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث نہیں تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بکثرت احادیث نہیں تھیں، تو پھر ان حفاظ حدیث نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ احادیثِ کثیرہ کیسے روایت کر لی ہیں؟

5 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث محدثین کے پاس اس کثرت سے تھیں کہ جس قدر بھی ان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات سنانے کی فرمائش کی جاتی، وہ اس کے لیے فوراً تیار ہو جاتے۔ مثلاً: امام ابوجعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) نے بہ سند متصل امام محمد بن شجاع ثلجی رحمۃ اللہ علیہ (م 266ھ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام عباد بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ (م 212ھ)، جو کہ بقول امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی

زیادہ پختہ کار محدث تھے (لسان المیزان، 3/280)، سے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے متعلق جو روایات ہیں وہ مجھ سے بیان کریں۔
انہوں نے جواب میں فرمایا:

عِنْدِي قِمطر وَلٰكِن لَا أحدثك برأيه وأحدثك بما شئت من حديثه۔

(الجواہر المضیئۃ، ج1 ص267، 268 رقم 704؛ فضائل ابی حنیفۃ ص85)

ترجمہ: میرے پاس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی روایات کا صندوق بھرا ہوا موجود ہے، لیکن اس میں سے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ نہیں سناؤں گا۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث آپ مجھ سے جس قدر سننا چاہتے ہیں، وہ میں بیان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

اندازہ لگائیں کہ ان کے پاس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا کتنا بڑا ذخیرہ ہوگا کہ وہ امام ثلجی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کو ان کی حسبِ فرمائش تعداد میں احادیث سنانے کے لیے تیار ہوگئے۔

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے عبداللہ بن وہب دینوری رحمۃ اللہ علیہ (م 308ھ) کے ترجمہ میں ان سے نقل کیا ہے:
میں ایک دفعہ امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (م 264ھ)، جو مشہور محدث اور حافظ العصر ہیں، کے پاس گیا تو میں نے ان کی مجلس میں دیکھا کہ ایک خراسانی شخص ہے جو ان کے سامنے موضوع احادیث بیان کر رہا ہے اور یہ اس کی بیان کردہ احادیث کو باطل کہہ کر رَد کر رہے ہیں۔ وہ شخص ہنس کر اُن سے کہتا ہے کہ عجیب بات ہے جو حدیث یاد نہیں اس کو باطل کہہ دیا۔
اس پر میں نے اس شخص سے کہا کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: حنفی۔
میں نے پھر اس سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے کتنی احادیث روایت کی ہیں؟
وہ شخص لاجواب ہوکر خاموش ہوگیا۔ تو میں نے امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:

يا أبا زُرعة: "ما تحفظُ لأبي حنيفة عن حمّاد؟". فسرد أحاديث.

(طبقات علماء الحدیث ج2 ص472؛ تاریخ اسلام للذہبی، ج7 ص134؛ تذکرۃ الحفاظ ج2 ص227؛ طبقات الحفاظ للسیوطی ص320)

ترجمہ: اے ابوزرعہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کردہ کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے احادیث سنانے کا ایک سلسلہ شروع کردیا۔

ان واقعات سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ احادیث اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے محدثین کے خصوصی اعتناء کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان محدثین کی صف میں جگہ دی ہے کہ جن کی احادیث مشرق سے لے کر مغرب تک پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور ان کو مذاکرہ اور تبرک کے لیے لکھا جاتا ہے، جیسا کہ ان کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

6 آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو ہزاروں مسائل بیان کیے ہیں وہ سب مسائل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی روشنی میں ہی حل کیے ہیں، اور ان مسائل کے حل کے لیے جس قدر احادیث کی ضرورت تھی، وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (مع الزائد) موجود تھیں۔ بعض لوگوں نے خواہ مخواہ یہ غلط مشہور کر رکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں پوری طرح درک نہیں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت سی احادیث سے ناواقف تھے، اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مسائل محض اپنی رائے سے غلط بیان کردیے ہیں۔ حالانکہ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ چنانچہ مورّخ کبیر ومحدث جلیل حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) باوجود شافعی المذہب ہونے کے اس نظریہ کا رَد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وعدم اطلاعه على بعضها. وفيه بعد. (عقود الجمان، ص397)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بعض احادیث کی اطلاع نہیں ہوسکی، یہ بات حقیقت سے دور ہے۔

مجدد مائۃ عاشر علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) "ضب" (گوہ) کی حلت و حرمت کی بحث میں لکھتے ہیں:

ومن ظنّ بأبی حنیفة ان هذه الاحادیث لم تبلغه ولو بلغته لقال بها، قلت، هذا بعض الظن فان حسن الظن بأبی حنیفة انه احاط بالاحادیث الشریفة من الصحیحة والضعیفة، لکنه مارجح الحدیث الدال علی الحرمة اوحمله علی الکراهة جمعا بین الاحادیث و عملا بالروایة والدرایة۔ (شرح مسند ابی حنیفة، ص91)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے کہ یہ (گوہ کی حلت والی) احادیث آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہنچی تھیں، ورنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس (کی حلت) کے قائل ہوتے، (اس شخص کے جواب میں) میں کہتا ہوں کہ یہ بعض گمان ہے (جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (سورۃ الانفال: ۱۲) کہ بعض گمان گناہ ہیں)، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نیک گمان یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام احادیث شریفہ، خواہ وہ صحیح ہوں یا ضعیف ہوں، کا احاطہ کیے ہوئے تھے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ترجیح دی ہے جو ضب (گوہ) کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کراہت پر محمول کیا ہے، تا کہ دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہوجائے، اور روایت ودرایت دونوں پر عمل ہوجائے۔

7. امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے امام اسد بن عمرو بجلی رحمۃ اللہ علیہ (م 190ھ) ایک کثیر الحدیث محدث گزرے ہیں۔ امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ) نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے:

کان عندہ حدیث کثیر۔ (الطبقات الکبریٰ، 7/239، لابن سعدؒ)

ترجمہ: ان کے پاس بکثرت احادیث تھیں۔

امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) نے بھی ان کے بارے میں لکھا ہے:

و کان عندہ حدیث کثیر، وھو ثقة ان شاء اللہ۔ ھکذا قال الخطیب۔

(کتاب الانساب، 4/53، للسمعانیؒ)

ترجمہ: امام اسد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت سی احادیث تھیں اور وہ اِنْ شَاءَ اللہ ثقہ ہیں۔ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

یہ جلیل القدر محدث باوجود اس کثرتِ حدیث کے، اپنے استاذِ مکرم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں قلیل الحدیث تھے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے زیادہ احادیث رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ) امام اسد رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ولیس فی اصحاب الرائی بعد ابی حنیفة اکثر حدیثا منه۔

(لسان المیزان، 1/499)

ترجمہ: اصحاب رائے (فقہاء) میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان سے زیادہ کثیر الحدیث کوئی نہیں تھا۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے بھی زیادہ کثیر الحدیث تھے۔ اب جب کہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق امام اسد بجلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت زیادہ احادیث تھیں، تو پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کس کثرت سے احادیث ہوں گی، جو بقول امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ کثیر الحدیث تھے۔

8. آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ حدیث اور فنِ اسماء الرجال کے عظیم سپوت حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تصنیفِ لطیف "تذکرۃ الحفاظ" میں حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر حدیث میں کم مایہ ہوتے، تو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث ہرگز آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اس کتاب میں نہ لکھتے کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا ذکر بطور ترجمہ نہیں کیا جو اُن کے نزدیک قلیل الحدیث ہے۔ اور اگر کسی قلیل الحدیث شخص کا ذکر انہوں نے ضمناً کر بھی دیا، تو ساتھ یہ وضاحت کر دی کہ یہ شخص

چونکہ قلیل الحدیث ہے، اس لیے میں نے اس کو حفاظِ حدیث میں شمار نہیں کیا۔ مثلاً:
مشہور فقیہ خارجہ بن زید بن ثابت ؒ (م 99ھ) کا ذہبی ؒ نے ضمناً تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

احد الفقهاء من كبار العلماء الا انه قليل الحديث، فلهذا لم اذكره فی الحفاظ رحمه الله۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/71)

ترجمہ یہ فقہاء اور کبار علماء میں سے ایک ہیں، لیکن چونکہ قلیل الحدیث ہیں، اس لیے میں نے ان کو حفاظ میں ذکر نہیں کیا۔ رَحِمَہُ اللہ۔

اسی طرح حافظ موصوف ؒ امام ابن قتیبہ ؒ (م 276ھ) کا ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

من اوعية العلم لكنه قليل العمل فی الحديث فلم اذكره۔

(تذکرۃ الحفاظ، 1/71)

ترجمہ یہ علم کے جامع ہیں، لیکن حدیث میں چونکہ ان کا شغف کم رہا ہے، اس لیے میں نے ان کو حفاظِ حدیث میں ذکر نہیں کیا۔

اب اگر حافظ ذہبی ؒ کے نزدیک امام اعظم ؒ بھی خارجہ بن زید ؒ اور ابن قتیبہ ؒ کی طرح قلیل الحدیث ہوتے، تو وہ آپ ؒ کو بھی حفاظِ حدیث کی صف میں ہرگز جگہ نہ دیتے۔ لہٰذا حافظ ذہبی ؒ کا آپ ؒ کو حفاظِ حدیث میں ذکر کرنا آپ ؒ کے کثیر الحدیث ہونے کی روشن دلیل ہے۔

9 مشہور صاحب التصانیف محدث، شیخ الاسلام امام جلال الدین سیوطی ؒ (م 911ھ) نے بھی حفاظِ حدیث کے حالات پر مشتمل اپنی کتاب ''طبقات الحفاظ'' میں امام صاحب ؒ کا بڑے عمدہ الفاظ میں ترجمہ لکھ کر آپ ؒ کے حافظ الحدیث ہونے کا کھلم کھلا اقرار کیا ہے۔ (طبقات الحفاظ، ص805، طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

10 اسی طرح حافظ سیوطی ؒ کے مایہ ناز شاگرد، مورّخ اسلام، علّامۃ الدہر امام محمد بن یوسف صالحی شافعی ؒ (م 942ھ) بھی بڑے پُرزور الفاظ میں امام ابوحنیفہ ؒ

کو کثیر الحدیث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' میں آپ ؒ کے کثیر الحدیث ہونے کے اثبات میں مستقل ایک باب لکھا ہے، جس کا عنوان ہے:

''فی بیان کثرة حدیثه و كونه من اعیان الحفاظ من المحدثین''۔

ترجمہ یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کثیر الحدیث اور جلیل القدر حفاظِ حدیث محدثین میں سے ہیں۔

اس باب کے ذیل میں امام موصوف ؒ تصریح کرتے ہیں:

وذكره الحافظ الناقد ابو عبدالله الذهبي فی كتابه المتسع طبقات الحفاظ المحدثين منهم، ولقد اصاب واجاد، ولولا كثرة اعتناء بالحديث ماتهيأله استنباط مسائل الفقه فانه اوّل من استنبطه من الادلة، وعدم ظهور حديثه فی الخارج لايدل على عدم اعتنائه بالحديث كما زعمه بعض من يحسده، وليس كما زعم۔

(عقود الجمان، ص319، 320)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ کو حافظ ناقد ابوعبداللہ ذہبی ؒ نے اپنی مبسوط کتاب ''طبقات الحفاظ المحدثین'' (تذکرۃ الحفاظ) میں حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ ان کا آپ ؒ کو حفاظِ حدیث میں ذکر کرنا بالکل درست اور بجا ہے، کیونکہ اگر آپ ؒ نے حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا، تو آپ ؒ مسائلِ فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے، حالانکہ آپ ؒ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اَدِلّۂ شرعیہ (قرآن و حدیث) سے فقہ کو مستنبط کیا ہے، اور آپ ؒ کی احادیث کا خارج میں ظاہر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ ؒ کا حدیث کے ساتھ شغف نہیں تھا، جیسا کہ آپ ؒ کے بعض حاسدین کا غلط گمان ہے۔

پھر امام موصوف ؒ نے تفصیل کے ساتھ آپ ؒ کے کثیر الحدیث ہونے پر دلائل ذکر کیے ہیں۔ (عقود الجمان، ص319، 320)۔ جَزَاهُ اللهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

11 شارحِ مشکوٰۃ، محدث جلیل، فقیہ نبیل علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کثیر الحدیث قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَرّ انه اخذ عن اربعة آلاف شيخ من ائمة التابعين وغيرهم، ومن ثمة ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ المحدثين، ومن زعم قلة اعتنائه بالحديث فهو اما لتساهله او حسده. (الخیرات الحسان، ص141)

ترجمہ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر شیوخ، جن کی تعداد چار ہزار ہے، سے اخذِ علم کیا ہے، اور اسی وجہ سے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظ محدثین کے طبقہ میں ذکر کرتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس زعم میں مبتلا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں کم مایہ تھے، اس کا یہ زعم تساہل یا حسد پر مبنی ہے۔

12 شیخ الاسلام، حافظ الدنیا، شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) کو بھی تسلیم ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث تھے۔ چنانچہ ان کے شاگردِ رشید حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

وقد اعتُذِرَ عَنِ الإمامِ بأنه كان يرى أنَّه لا يحدث إلا بما حفظه منذُ سمعه إلى أنْ أدَّاه، فلهذا قلت الرواية عنه، وصارت روايته قليلةً بالنسبة لذلك، وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية.

(الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر، ج2 ص947۔ المؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي (المتوفى: 902ھ)۔ الناشر: دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان؛ بغية الراغب المتمني في ختم النسائي رواية ابن السني مع الحاشية، ص 1 6، 2 6۔ المؤلف: محمد بن عبد الرحمن السخاوي۔ طبع: مكتبة العبيكان، الریاض)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ آدمی صرف اسی حدیث کو بیان کرنے کا مجاز ہے کہ جو حدیث اس کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا دائرہ کم ہو گیا، ورنہ حقیقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الروایات تھے۔

جماعت غیر مقلدین کے نامور عالمِ دین اور جمعیت اہلِ حدیث کے سابق امیر مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جماعت کے افتراق وانتشار کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس جماعت کے لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قلیل الحدیث قرار دے کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا اسحاق بھٹی غیر مقلد، مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 16 دسمبر 1963ء) کے حالات میں لکھتے ہیں:

ائمہ کرام کا اُن کے دل میں انتہائی احترام تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعتِ اہلِ حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا: ''مولوی اسحٰق! جماعتِ اہلِ حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کر رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں اُن میں اتحاد اور یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے''۔ (سوانح مولانا داؤد غزنویؒ، ص136)

مفکرِ اسلام علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان دنوں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھی، نئی نئی طبع ہو کر آئی تھی۔ آپ اسے آنے جانے والوں کو دکھاتے اور فرماتے: ''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کم از کم پانچ لاکھ احادیث پر تھی''۔

(آثار الحدیث، 2/395)

باب 5

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجتہدِ مطلق تھے۔ یہاں تک کہ غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1320ھ) بھی تسلیم کرتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہدِ مطلق بلا ریب ہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ، 1/167)

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں، اور آیت کریمہ: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقَاکُمْ'' زینت بخش مراتب ان کے لیے ہے۔ (تاریخ اہل حدیث، ص96)

اب ظاہر ہے کہ مجتہد وہی ہوسکتا ہے جو قرآن وحدیث کے علم میں بڑی گہرائی رکھتا ہو، اور اس میں قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کرنے کا ملکہ بھی ہو۔

علامہ ابو اسحاق شاطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 790ھ) مجتہد کی تعریف میں لکھتے ہیں:

إِنَّمَا تَحْصُلُ دَرَجَةُ الِاجْتِهَادِ لِمَنِ اتَّصَفَ بِوَصْفَيْنِ: أَحَدُهُمَا: فَهْمُ مَقَاصِدِ الشَّرِيعَةِ عَلَى كمالها. والثاني: الممكن مِنَ الِاسْتِنْبَاطِ بِنَاءً

عَلَى فَهْمِهِ فِيهَا.

(الموافقات، ج 5ص 41، 42۔ المؤلف: أبو إسحاق إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الشاطبي (ت 790ھ)۔ المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان۔ الناشر: دار ابن عفان۔ الطبعة: الأولى، 1417ھ-1997م۔ عدد الأجزاء: 7)

ترجمہ: اجتہاد کا درجہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اِن دو وصفوں کے ساتھ موصوف ہو:

(1) مقاصد شریعت (قرآن وحدیث) کو پورے کمال کے ساتھ سمجھنا، (2) مقاصدِ شریعت کو سمجھتے ہوئے ان سے مسائل استنباط کرنے پر قادر ہونا۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہی گزر چکا ہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقاصدِ شریعت بالخصوص علمِ حدیث میں پوری طرح اطلاع رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مجتہد ہونے اور قرآن وحدیث کے علم میں پوری طرح فائق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

پھر یہ بھی مسلّمہ اصول ہے کہ جو شخص درجۂ اجتہاد میں جس قدر فائق ہوگا، اُسی قدر قرآن وحدیث کے علم کا دائرہ اس کا وسیع ہوگا۔ چونکہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے مجتہد تھے، اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے حدیث نے تسلیم کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم بھی تھے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) حدیث اور اسماء الرجال کے عظیم ثبوت امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ (م 198ھ) سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ قول نقل کرتے ہیں:

انه والله! لاعلم هذه الامة بما جاء عن الله ورسوله۔

(مقدمہ کتاب التعلیم لشیخ الاسلام مسعود بن شیبہ سندھیؒ بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث، ص167)

ترجمہ: بخدا! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس امت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ وارد ہوا (یعنی قرآن وحدیث) اس کے سب سے بڑے عالم تھے۔

محدث کبیر امام اسماعیل بن محمد عجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1162ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

هو إمام الأئمة، هادي الأمة، أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي، ولد سنة ثمانين، وتوفاه الله تعالى سنة مائة وخمسين من الهجرة، أَحَدُ مَنْ عُدَّ من التابعين، إمام المجتهدين بلا نزاع، أول من فتح باب الاجتهاد بالإجماع، لا يَشُكُّ من وقف على فقهه، وفروعه، في سَعَةِ علومه، وجلالة قدره، وأنه كان أعلم الناس بالكتاب والسنة، لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة۔

(مقدمة الاربعون العجلونية، ص20؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث (محمد عبد الرشيد النعماني) ص65، 66؛ البدور المضية في تراجم الحنفية (محمد حفظ الرحمن الكملائی) ج1 ص388، 389)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، جو تابعین میں سے ایک ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی اختلاف کے تمام مجتہدین کے امام ہیں، اوراس پر اجماع ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اجتہاد کا دروازہ کھولا۔ جوشخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ فروعاتِ فقہ پر واقف ہوگا، وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کی وسعت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان میں شک نہیں کرسکے گا۔ بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام لوگوں میں قرآن وسنت کے سب سے بڑے عالم تھے، کیونکہ شریعت کوقرآن وسنت سے ہی اخذ کیا جاتا ہے۔

امام مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 215ھ)، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے استاذ ہیں، ان کا تعارف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے ضمن میں گزرچکا ہے، علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) وغیرہ محدثین نے ان سے بہ سندِ متصل نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

كان اعلم اهل زمانه۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/345؛ تہذیب الکمال، 19/111)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام اہلِ زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔

واضح رہے کہ امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیان میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت جس اَعْلَمِیَّت کی تصریح کی ہے، اُس سے مراد قرآن وحدیث کی اَعْلَمِیَّت ہے۔ کیونکہ ابھی بحوالہ گزرا ہے کہ اصل علم قرآن وحدیث ہے۔ رہا فقہ تو وہ دراصل قرآن وحدیث سے ہی ماخوذ ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے بیان کا مطلب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 210ھ)، جن کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ مستقیم الحدیث اور امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ صدوق قرار دیتے ہیں (لسان المیزان، 3/165)، یہ عظیم محدث بھی گواہی دیتے ہیں:

ما رأيت اعلم من ابي حنيفة۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/344)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

یہاں بھی امام شداد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں اَعْلَمِیَّت سے قرآن وحدیث کی اعلمیت مراد ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ (م 201ھ)، جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کے ترجمے کا آغاز، مسند العراق، الامام اور الحافظ کے القاب سے کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ، 1/231)، ان سے امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے بہ سندِ متصل نقل کیا ہے:

"لَوْ وُزِنَ عِلْمُ أَبِي حَنِيفَةَ بِعِلْمِ أَهْلِ زَمَانِهِ لَرَجَحَ عَلَيْهِمْ"۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه (الصيمري) ص 23؛ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه (شمس الدين الذهبي) ص32؛ تاريخ الإسلام - ت تدمري (شمس الدين الذهبي) ج9 ص312؛ النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة (ابن تغري بردي) ج2 ص14)

ترجمہ: اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے (قرآن وحدیث سے متعلق) علم کا موازنہ ان کے تمام اہلِ زمانہ کے علم سے کیا جائے تو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا پلڑا ان سب پر بھاری رہے گا۔

امام خلف بن ایوب بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م 215ھ)، جو جلیل القدر محدث اور عظیم المرتبت اولیاء اللہ میں سے ہیں، ان کے علمی شرف کے لیے یہی کافی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے اساطینِ علمِ حدیث ان کے تلامذۂ حدیث میں سے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو مفتی اہلِ بلخ، زاہد اور قدوۃ قرار دیتے ہیں، اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه يحيى بن معين والكبار. (العبر، 1/289)

ترجمہ: ان سے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کبار محدثین نے روایت کی ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث میں نہایت راست باز اور مشہور تھے، اور اپنی پاک دامنی، نیکی اور زہد و تقویٰ سے موصوف تھے اور اہلِ کوفہ کی رائے (فقہ) پر فقیہ تھے۔

(تہذیب التہذیب، 2/90، 91)

ممدوح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی شانِ علمی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال خلف بن أيوب: صار العلم من الله تعالى إلى مُحمّد صلى الله عليه وسلم، ثم صار إلى أصحابه، ثم صار إلى التابعين، ثم صار إلى أبي حنيفة، وأصحابه، فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط.

(تاریخ بغداد - ت بشار ج 15 ص 459؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج 13 ص 336؛ الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ (تقی الدین ابن عبد القادر التمیمی) ص 27)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے علمِ دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہنچا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ علم تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کو پہنچا، پھر اُن سے یہ علم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کو پہنچا، اس پر جو چاہے خوش ہو، جو چاہے ناراض ہو۔

باب 6

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت

1 فن جرح وتعدیل کا ایک اہم اصول

"فن جرح وتعدیل" میں اُس شخص کی عدالت وثقاہت سے متعلق بحث ہوتی ہے جو یا تو مجہول ہو، یا اس کی عدالت مشتبہ ہو، لیکن جس شخص کی عدالت وثقاہت اور امانت مشہور ومعروف ہے، اور اہلِ علم میں اس کی توصیف وتعریف بکثرت کی گئی ہے، وہ کسی کی توثیق یا تزکیہ کا محتاج نہیں ہے، اور نہ ہی ایسے شخص کی عدالت وثقاہت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اصولِ حدیث سے متعلق اپنی تصنیف "الکفایۃ" میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے، جس کا عنوان ہے:

بَابٌ فِي أَنَّ الْمُحَدِّثَ الْمَشْهُورَ بِالْعَدَالَةِ وَالثِّقَةِ وَالْأَمَانَةِ لَا يَحْتَاجُ إِلَى تَزْكِيَةِ الْمُعَدِّلِ.

ترجمہ: یہ باب اس بیان میں ہے کہ جو محدث عدالت، ثقاہت اور امانت میں مشہور ہو، وہ کسی معدل (عدالت بیان کرنے والے) کے تزکیہ کا محتاج نہیں ہے۔

پھر علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے ذیل میں چند ایسے مشہور محدثین کے نام گنانے کے بعد فرماتے ہیں:

وَمَنْ جَرَىٰ مَجْرَاهُمْ فِي نَبَاهَةِ الذِّكْرِ وَاسْتِقَامَةِ الْأَمْرِ وَالِاشْتِهَارِ

بِالصِّدْقِ وَالْبَصِيرَةِ وَالْفَهْمِ، لَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَتِهِمْ، وَإِنَّمَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَةِ مَنْ كَانَ فِي عِدَادِ الْمَجْهُولِينَ، أَوْ أَشْكَلَ أَمْرُهُ عَلَى الطَّالِبِينَ.

(الكفاية في علم الرواية، ص86۔المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463ھ)۔الناشر: المكتبة العلمية - المدينة المنورة)

ترجمہ: اسی طرح وہ لوگ جو اپنی شرافت اور درستگئ معاملات میں ان مذکورہ محدثین کی طرز پر ہوں، اور وہ ان ہی کی طرح راست گوئی، بصیرت اور فہم وفراست میں شہرت رکھتے ہوں، تو ایسے لوگوں کی بھی عدالت وثقاہت کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا، کیونکہ سوال اس شخص کی عدالت سے متعلق ہوتا ہے جو مجہول قسم کے راویوں میں سے ہو، یا اس کا معاملہ طالبانِ حدیث پر مشتبہ ہو۔

حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (م643ھ) لکھتے ہیں:

عَدَالَةُ الرَّاوِي: تَارَةً تَثْبُتُ بِتَنْصِيصِ مُعَدِّلَيْنِ عَلَى عَدَالَتِهِ، وَتَارَةً تَثْبُتُ بِالِاسْتِفَاضَةِ، فَمَنِ اشْتَهَرَتْ عَدَالَتُهُ بَيْنَ أَهْلِ النَّقْلِ أَوْ نَحْوِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَشَاعَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِالثِّقَةِ وَالْأَمَانَةِ، اسْتُغْنِيَ فِيهِ بِذَلِكَ عَنْ بَيِّنَةٍ شَاهِدَةٍ بِعَدَالَتِهِ تَنْصِيصًا.

(معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح، ص105۔المؤلف: عثمان بن عبد الرحمن، أبوعمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643ھ)۔الناشر: دار الفكر-سوريا، دار الفكر المعاصر-بيروت)

ترجمہ: راوی کی عدالت کبھی ائمۂ تعدیل کی عدالت بیان کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے، اور کبھی اس کی عدالت اس کی شہرتِ عام کی بدولت ثابت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جس شخص کی عدالت ناقلینِ حدیث یا دیگر اہلِ علم میں مشہور ہو، اور اس کی ثقاہت وعدالت عام و شائع ہو، تو ایسے شخص کی عدالت کسی ایسی دلیل کی محتاج نہیں ہے جس میں اس کی عدالت کی تصریح ہو۔

2 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی کی توثیق کے محتاج نہیں ہیں

مذکورہ بالا اصول کے پیشِ نظر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان حضرات میں ہوتا ہے جو کسی محدث کی توثیق وتعدیل کے محتاج نہیں ہیں، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ان حضرات سے بھی بڑھ کر ہے، کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت، امانت داری، علمی برتری اور تقویٰ وطہارت نہ صرف یہ کہ مشہور ہے بلکہ درجۂ تواتر سے ثابت ہے۔

نامور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (م840ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کرتے ہیں:

انه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وامانته۔ (الروض الباسم، 1/308)

ترجمہ: بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت، عدالت، پرہیزگاری اور امانت داری تواتر سے ثابت ہے۔

نیز لکھتے ہیں:

وقد تواتر علمه وفضله، وأُجمع عليه۔ (الروض الباسم، 1/315)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور فضل وکمال کا ثبوت تواتر سے ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

علمائے غیر مقلدین کے سرخیل مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م1339ھ) نے بھی اپنی کتاب ''رَفْعُ الْاِلْتِبَاسِ عَنْ بَعْضِ النَّاسِ'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ اعتراف کیا ہے:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کا شہرہ مشارق ومغارب میں ہو چکا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضل وکمال کے سورج تمام اطراف وجوانبِ ارض کو روشن کر چکے ہیں، حتیٰ کہ ان کا بیان صحرا و بیابانوں کے مسافروں اور گھروں کی پردہ نشین کی زبانِ زد ہو چکا۔ تمام آفاق کے لوگوں نے ان کو نقل کیا اور اہلِ شام وعراق نے ان کا اقرار واعتراف کیا۔ غرض وہ امامِ جلیل، عالم، فقیہ نبیہ، سب سے بڑے فقیہ تھے کہ ان سے خلقِ کثیر نے تفقہ حاصل

کیا۔ متورع، عابد، زکی، تقی، زاہد فی الدنیا، راغب فی الآخرۃ تھے"۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور: 27 ستمبر 2002ء، ص 28، 29)

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت سے متعلق سوال کیے بغیر قبول کرنا واجب ہے

اب جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس عظیم مقام پر فائز ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت و ثقاہت اور دیگر کمالات کو شہرت عام حاصل ہے، اور اس کو تواتر اور اجماعِ امت سے ثابت مانا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت وثقاہت پر ثبوت مانگنا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو قبول کرنے میں پس وپیش کرنا انتہائی غلط ہے، بلکہ اصولِ حدیث کی رُو سے ضروری ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت سے متعلق سوال کیے بغیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو قبول کیا جائے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابواسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 476ھ) راوی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وجملتہٗ ان الراوی لایخلوا ما ان یکون معلوم العدالۃ، او معلوم الفسق او مجھول الحال، فان کانت عدالتہ معلومۃ کالصحابۃ رضی اللہ عنھم، او افاضل التابعین کالحسن وعطاء والشعبی والنخعی، اواجلاء الائمۃ کمالك وسفیان وابی حنیفۃ والشافعی واحمد واسحٰق ومن یجری مجراھم، وجب قبول خبرہ ولم یجب البحث عن عدالتہ۔ اھ

(اللمع فی اصول الفقہ، ص 77۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: راوی کی حالت تین حال سے خالی نہیں ہے؛ یا تو اس کی عدالت معلوم ہوگی، یا اس کا فسق معلوم ہوگا، اور یا وہ مجہول ہوگا۔ پس اگر وہ معلوم العدالت ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، یا جیسے فضلاء تابعین رحمہم اللہ مثلاً: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ، اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یا جیسے اَجلّہ ائمہ رحمہم اللہ مثلاً:

مالک رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ ہیں، تو اس طرح کے راوی کی حدیث کو قبول کرنا واجب ہے اور اس کی عدالت کے متعلق بحث کرنا غیر ضروری ہے۔

امام برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری رحمۃ اللہ علیہ (م 732ھ) نے راوی کی عدالت سے متعلق اصول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ویثبت بالنص۔۔۔ والاستفاضۃ کالاربعۃ۔

(رسوم التحدیث فی علوم الحدیث۔ ص 100۔ طبع: دار ابن حزم، بیروت)

ترجمہ: راوی کی عدالت (کسی محدث کی اس سے متعلق) تصریح سے ثابت ہوتی ہے، اور یا راوی کی عام شہرت کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔

ان دو اقتباسات سے واضح ہوگیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کی روایت ہر حال میں واجب القبول ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ کسی کی توثیق وتعدیل کے محتاج نہیں ہیں۔

4 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت وثقاہت کو کوئی جرح بھی متاثر نہیں کرسکتی

سابقہ تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ متبوعین کی عدالت وثقاہت مہرِ نیمروز کی طرح واضح اور روشن ہے، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان حضرات کو یہ شرف بخشا ہے کہ ان کو پوری امت کا مقتدا بنا دیا ہے، اور پوری امت کو ان کی اقتداء وتقلید پر جمع کردیا ہے۔ امتِ مسلمہ (جس میں بڑے بڑے جِبالِ علم بھی ہیں) کا ان حضرات پر یہ اعتماد ان کی عدالت وثقاہت پر ایک ایسی ٹھوس اور واضح دلیل ہے کہ اس کے بعد نہ تو ان کی

تعدیل وتوثیق پر کسی اور دلیل کو ذکر کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی کسی شخص (خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو) کی ان حضرات کے خلاف جرح وقدح ان کی عدالت و ثقاہت کو کچھ متاثر کرسکتی ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے محدثین ان ائمۂ متبوعین کو ان رُواتِ حدیث کے زمرے میں سے قرار دیتے ہیں کہ جن کے بارے میں یہ فقرہ بولا جاتا ہے "قد قفزوا القنطرة" کہ یہ لوگ پل پار کر چکے ہیں۔

یعنی یہ لوگ عدالت وثقاہت کی اس آخری لائن کو عبور کر چکے ہیں کہ اس کے بعد اب ان کے خلاف کوئی بھی کلام ان کی عدالت وثقاہت پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) نے اپنے استاذ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

وفی الجملة ترك الخوض فی مثل هذا اولی، فان الامام وامثاله ممن قفزوا القنطرة، فما صار یؤثر فی احد منهم قول احد، بل هم فی الدرجة التی رفعهم الله الیها من كونهم متبوعین مقتدی بهم، فلیعتمد هذا۔ (الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجرؒ، 2/ 147، للسخاویؒ؛ حاشیہ بغیۃ الراغب المتمنی فی ختم النسائی، ص62، للسخاویؒ)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس طرح کے معاملے میں گفتگو نہ کرنا ہی بہتر ہے، اس لیے کہ امام (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) اور ان جیسے دیگر حضرات ان لوگوں میں سے ہیں کہ جو پل کو عبور کر چکے ہیں۔ لہٰذا ان میں سے کسی کے بارے میں کسی شخص کی جرح کچھ بھی مؤثر نہیں ہو سکتی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے درجے پر فائز کیا ہے کہ ان کو لوگوں کا پیشوا اور مقتدا بنا دیا ہے، لہٰذا اسی بات پر اعتماد کرنا چاہیے۔

نامور محدث حافظ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی علائی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 762ھ) نے اس بات کو اور زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ موصوف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف وارد جرح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما الكلام فی الامام ابی حنیفة، فهو مما یتعین الاعراض عنه، وعدم الاعتداد به، كما لا یلتفت الی ما قیل فی غیره من الائمة الكبار، لان ذلك كان من اقران لهم معاصرین، ثم ان ما صنعه الله تعالیٰ لهم من العظمة فی قلوب الناس ورفع القدر والمنزلة، و جمع القلوب علی تقلیدهم دافع لجمیع ماقیل فیهم، مع مالهم من الفضائل الباهرة والمناقب الكثیرة رحمة الله علیهم۔ والیفكر العاقل فی نفسه ان خلقا كثیرا من الائمة المتقدمین كانوا مجتهدین، ووضعوا فی العلم عدة تصانیف، ولم یجعل الله لاحد منهم ماجعل لهذه الائمة الاربعة رضی الله عنهم من العظمة فی القلوب، والاتفاق علی تقلیدهم، والرجوع الیهم، فهذه ولایة من الله تعالیٰ لایتطرق الیها عزل ولا تنخدش بمایری من الاقوال التی لا تجزی شیئا، فهذا هو الذی یتعین اعتباره شرعا۔ (فتاوی العلائی، ص245، 246۔ طبع: دار الفتح، اردن)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ کبار رحمہم اللہ کے بارے میں جو جرح کی گئی ہے، اس سے اعراض کرنا، اور اس کو غیر معتبر سمجھنا ہی متعین ہے۔ اس لیے کہ یہ جرح (زیادہ تر) ان کے اقران ومعاصرین سے مروی ہے (جو اصولاً غیر معتبر ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان حضرات کی جو عظمت، بلند مرتبت اور منزلت بٹھا دی ہے، اور (لوگوں کے) قلوب کو ان کی تقلید پر جمع کر دیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان حضرات کے جو واضح فضائل اور بکثرت مناقب ہیں، یہ سب کچھ ان کی بابت وارد ہر قسم کی جرح کو دَفع کر دیتے ہیں۔ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ۔ اور پھر ایک عقل مند خود یہ غور وفکر کرے کہ (ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے علاوہ بھی) بکثرت ائمہ متقدمین رحمہم اللہ گزرے ہیں جو درجۂ اجتہاد پر فائز تھے، اور انہوں نے علم میں متعدد کتب بھی تصنیف کی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے لیے لوگوں کے دلوں میں جو عظمت، اور ان کی تقلید پر اتفاق، اور امت کا ان کی طرف رجوع پیدا کیا، وہ دیگر ائمہ متقدمین رحمہم اللہ کو نصیب

نہیں ہوسکا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ائمہ اربعہؒ کے لیے) ایسی ولایت ہے کہ کمزوری جس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتی، اور نہ ہی (ائمہ اربعہؒ کے خلاف) منقول اقوال کی وجہ سے اس میں کچھ خلل آ سکتا ہے، (کیونکہ پوری امت کے اتفاق کے مقابلے میں چند اشخاص کی ذاتی آراء کیا حیثیت رکھتی ہیں؟)۔ پس یہی بات شرعی طور پر متعیّن ہے۔

نامور غیر مقلد عالم اور سابق امیر جمعیّت اہلحدیث پاکستان مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (م 1387ھ) بھی امام اعظمؒ کے خلاف امام بخاریؒ کی ذکر کردہ روایات کا دفاع کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ ان روایات سے مشاہیر ائمہؒ کی رفعتوں میں کوئی کمی نہیں آتی''۔ (مقالاتِ حدیث، ص525)

الغرض امام اعظمؒ عدالت وثقاہت کے اس عظیم مقام پر فائز ہو چکے ہیں کہ اس کے بعد نہ تو آپؒ کو کسی کی تعدیل وتوثیق کی ضرورت ہے، اور نہ ہی آپؒ کے خلاف وارد کوئی کلام آپؒ کے اس مقام کو ٹھیس پہنچا سکتا ہے۔

5 امام اعظمؒ عند الجمہور ثقہ ہیں

حضرت امام صاحبؒ کی توثیق وتعدیل نقل کرنے کی اگرچہ ضرورت تو نہیں ہے، کیونکہ بالتفصیل گزرا ہے کہ آپؒ جیسے لوگوں کی روایت کو بلاچوں وچراں قبول کرنا واجب ہے، اور ان کی عدالت وثقاہت سے متعلق بحث کرنا غیر ضروری ہے، لیکن بایں ہمہ آپؒ کے ناقدین کی تسلی کے لیے عرض ہے کہ آپؒ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں، اور محدثین کے جمِ غفیر نے روایت حدیث میں آپؒ کو صراحتاً ثقہ وقابل اعتماد قرار دیا ہے۔

حافظ المغرب علامہ ابن عبد البر مالکیؒ (م 463ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ: "اَلَّذِينَ رَوَوْا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَوَثَّقُوهُ وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ

أَكْثَرُ مِنَ الَّذِينَ تَكَلَّمُوا فِيهِ"۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص 1082 رقم 2114)

ترجمہ: جن محدثین نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے اور آپؒ کی توثیق وتعریف کی ہے، وہ ان لوگوں سے بہت زیادہ ہیں جنہوں نے آپؒ کی بابت (بلاوجہ) کلام کیا ہے۔

نیز لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَثْنَى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص 1080 رقم 2105)

ترجمہ: اہلِ علم کی ایک پوری جماعت نے آپؒ کی تعریف کی ہے اور آپؒ کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔

کثیر التصانیف محدث امام علاء الدین مغلطائیؒ (م 762ھ) آپؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ابو حنیفة و قد اثنی علیه و زکّاه الجماء الغفیر من الائمة والعلماء المتأخرین۔ (اکمال تھذیب الکمال، 12/56)

ترجمہ: ائمہ (کبار) اور علمائے متاخرین کے جمِ غفیر نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف وتوثیق کی ہے۔

محدث جلیل امام علی بن عثمان ماردینیؒ المعروف بہ ابن الترکمانیؒ (م 750ھ) نے بھی آپؒ کے متعلق تصریح کی ہے:

وان تکلم فیه بعضهم فقد وثقه کثیرون، واخرج له ابن حبان فی صحیحه واستشهد به الحاکم ومثله فی دینه وورعه وعلمه لایقدح فیه کلام اولئك۔ (الجوہر النقی مع السنن الکبریٰ للبیہقیؒ، 8/203، طبع: مکتبۃ المعارف الریاض)

ترجمہ: آپؒ کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اکثر محدثین نے آپؒ کی توثیق کی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے اپنی ''صحیح'' میں آپؒ سے حدیث کی تخریج کی ہے اور امام حاکمؒ نے ''المستدرک'' میں آپؒ کی حدیث

سے استشہاد (یعنی اس کو بطورِ شہادت پیش) کیا ہے۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے دیندار، پارسا اور اہلِ علم شخص کے بارے میں ان بعض لوگوں کا کلام کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م1329ھ) نے بھی اقرار کیا ہے:

''ایک خلقِ کثیر نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمال اور محامد ومحاسن کا اعتراف کیا ہے، حتیٰ کہ مادحین کی تعداد مذمت کرنے والوں سے، تحسین کرنے والوں کی تعداد تنقیص کرنے والوں سے، تزکیہ کرنے والوں کا شمار متہم کرنے والوں سے، تعدیل کرنے والوں کا عدد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے''۔

(ہفت روزہ الاعتصام، لاہور: 27/ستمبر 2002ء، ص29)

6 امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت وثقاہت میں محدثین کے اقوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق جن ائمۂ حدیث ورجال نے کی ہے، ان سب کے اقوال کا احاطہ تو یہاں مشکل ہے۔ البتہ بطور ''گلے از گلزارے'' ان میں سے صرف اُن بعض حضرات کے توثیقی اقوال پیشِ خدمت ہیں جو علمِ حدیث و اسماء الرجال میں بہت زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

1 امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م233ھ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث اور فن اسماء الرجال کے عظیم سپوت ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرنے والوں میں سے یہ امام عالی شان بھی ہیں۔

امام صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ (م923ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِين

(خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج3 ص180۔ المؤلف: أحمد

بن عبد الله بن أبي الخير بن عبد العليم الخزرجي الأنصاري الساعدي اليمني، صفي الدين (المتوفى: بعد 923ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية/بيروت)

ترجمہ: امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی تعداد میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں توثیقی کلمات منقول ہیں، جن میں سے چند اقوال یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

(1) شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) نے بہ سند متصل امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ احمد بن ابراہیم الدورقی رحمۃ اللہ علیہ (م264ھ) سے نقل کیا ہے:

قَالَ نَا عبد الله بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ: "ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا ضَعَّفَهُ"۔

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء (ابن عبد البر)، ص127)

ترجمہ: امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور میں نے کسی سے ان کو ضعیف کہتے ہوئے نہیں سنا''۔

(2) نیز علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے امام بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ثقہ شاگرد حافظ عباس بن محمد دوری رحمۃ اللہ علیہ (م271ھ) سے نقل کیا ہے:

ثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: "أَصْحَابُنَا يُفْرِطُونَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ"۔ فَقِيلَ لَهُ: "أَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَكْذِبُ؟"۔ فَقَالَ: "كَانَ أَنْبَلَ مِنْ ذَلِكَ"۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص1081 رقم 2106)

ترجمہ: میں نے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ہمارے ساتھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں''۔ ان سے کہا گیا: ''کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جھوٹ بولتے تھے؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''وہ تو اس سے بہت زیادہ معزز تھے (پھر وہ کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں)''۔

(3) علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) کے استاذ اور ثقہ محدث امام ابوعبداللہ صیمری ؒ (م 436ھ) نے بہ سند متصل امام ابن معین ؒ کے شاگرد حافظ علی بن حبان ؒ سے امام ابن معین ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

واما ابو حنیفۃ فقد حدث عَنہُ قوم صَالِحُونَ. وَأما ابو یُوسُف فَلم یکن من اھل الْکَذِب کَانَ صَدُوقًا. فَقیل لَہٗ: "فَأَبُو حنیفَۃ کَانَ یصدق فِي الحَدِیث؟". قَالَ: "نعم صَدُوق". (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص86)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ سے صالح لوگوں نے حدیث روایت کی ہے اور امام ابو یوسف ؒ اہلِ کذب میں سے نہیں تھے، بلکہ صدوق (انتہائی راست باز) تھے۔ ان سے پوچھا گیا: ''کیا امام ابوحنیفہ ؒ حدیث میں صدوق تھے؟''۔ فرمایا: ''ہاں، وہ حدیث میں صدوق تھے''۔

(4) علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) اپنی سند کے ساتھ حافظ محمد بن سعد العوفی ؒ سے ناقل ہیں:

سمعت یحیی بن معین یقول: کان ابوحنیفۃ ثقۃ لایحدث بالحدیث الا ما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ. (تاریخ بغداد وذیولہ، 13/422)

ترجمہ: میں نے یحییٰ بن معین ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''امام ابوحنیفہ ؒ ثقہ تھے۔ آپ ؒ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ ؒ کو (اچھی طرح) یاد ہوتی تھی، اور جو حدیث آپ ؒ کو یاد نہیں ہوتی تھی اس کو آپ ؒ بیان نہیں کرتے تھے''۔

(5) اسی طرح امام ابن معین ؒ کے ایک اور شاگرد حافظ احمد بن محمد بن قاسم محرز ؒ فرماتے ہیں:

سمعت یحیی بن معین یقول: "کان ابوحنیفۃ لابأس بہٖ وکان لا یکذب". وسمعت یحیی یقول مرۃ اخری: "ابوحنیفۃ عندنا من اھل الصدق ولم یتھم بالکذب، ولقد ضربہ ابن ھبیرۃ علی القضاء فابی ان یکون قاضیا".

(معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز البغدادی ؒ، ص 114، 115، ت: 230۔ طبع الفاروق الحدیثیۃ، القاھرۃ؛ تاریخ بغداد وذیولہ، 13/421)

ترجمہ: میں نے امام یحییٰ بن معین ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''امام ابوحنیفہ ؒ میں کوئی خرابی نہیں تھی اور آپ ؒ کذب بیانی نہیں کرتے تھے''۔ اسی طرح میں نے امام یحییٰ ؒ کو ایک مرتبہ یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: ''امام ابوحنیفہ ؒ ہمارے نزدیک اہلِ صدق میں سے ہیں اور آپ ؒ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی۔ ابن ہبیرہ ؒ نے آپ ؒ کو عہدۂ قضاء قبول کرنے کے لیے زدوکوب بھی کیا، لیکن آپ ؒ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کر دیا''۔

(6) امام ابن معین ؒ کے شاگرد رشید امام ابراہیم بن جنید ؒ (م 260ھ) فرماتے ہیں: میں نے امام یحییٰ بن معین ؒ سے امام ابوحنیفہ ؒ اور امام شافعی ؒ کی رائے (فقہ) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

ما أری لمسلم ان ینظر فی رأی الشافعی، ینظر فی رأی ابی حنیفۃ احب الی من ان ینظر من رأی الشافعی.

(سوالات ابن الجنید لابن معین، ص۸۱، ت۹۶۔ طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاھرۃ)

ترجمہ: میں کسی مسلمان کے لیے امام شافعی ؒ کی رائے میں نظر کرنا پسند نہیں کرتا۔ البتہ امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے میں نظر کرنا مجھے امام شافعی ؒ کی رائے سے زیادہ پسند ہے۔
اسی طرح امام ابن الجنید ؒ فرماتے ہیں: ''امام ابن معین ؒ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حماد بن سلمہ ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو برائی سے ذکر کیا ہے''۔ تو انہوں نے فرمایا: "اساء اساء"۔

(سوالات ابن الجنید لابن معین، ص103، ت194۔ طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاھرۃ؛ تاریخ بغداد وذیولہ، 9/52)

ترجمہ: حماد بن سلمہ ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی برائی بیان کر کے برا کیا ہے، برا کیا ہے۔

(7) مورّخ اسلام امام ابن کثیر ؒ (م 774ھ) نے امام اوزاعی ؒ (م 156ھ) کے ترجمہ امام ابن معین ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: اَلْعُلَمَاءُ أَرْبَعَةٌ: الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَمَالِكٌ، وَالْأَوْزَاعِيُّ.(البدایۃ والنہایۃ، ج13 ص446؛ تاریخ دمشق ج35 ص179)

ترجمہ: علماء چار ہیں: امام سفیان ثوری ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ، امام مالک ؒ اور امام اوزاعی ؒ۔

حافظ صیمری ؒ (م 436ھ) نے بہ سند متصل امام ابن معین ؒ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يحيى بن معين يَقُول: "اَلْفُقَهَاءُ أَرْبَعَة: ابو حنيفة وسُفْيَان وَمَالك وَالْأَوْزَاعِيّ"۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص87)

ترجمہ: فقہاء چار ہیں: امام ابوحنیفہ ؒ، امام سفیان ثوری ؒ، امام مالک ؒ اور امام اوزاعی ؒ۔

(8) امام ابوعبداللہ صیمری ؒ (م436ھ) سند متصل کے ساتھ حافظ حسین بن حبّان ؒ تلمیذ امام یحییٰ بن معین ؒ سے ناقل ہیں:

كان يحيى بن معين اذا ذكر له: "من يتكلم فى ابى حنيفة"۔ يقول:

حسدوا الْفَتى إِذْ لم ينالوا سَعْيه
فالقوم أضداد لَهٗ و خصوم
كضرائر الْحَسْنَاء قُلْنَ لوجهها
حسدًا و بغياً إِنَّه لدميم

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص65)

ترجمہ: امام یحییٰ بن معین ؒ کے سامنے جب ذکر کیا جاتا کہ فلاں شخص امام ابوحنیفہ ؒ کے بارے میں تنقید کرتا ہے، تو آپ ؒ (اس کے جواب میں) یہ اشعار پڑھتے: لوگ جب اس جوان کی طرح مقام حاصل نہ کر سکے تو وہ اس کے ساتھ حسد کرنے لگے۔ چنانچہ اس وجہ سے وہ اس کے دشمن اور مخالف ہو گئے۔ جیسا کہ خوبصورت عورت کی سوکنیں اس کے ساتھ حسد اور دشمنی کی وجہ سے اس کو بدصورت کہتی ہیں۔

قارئین! حدیث اور اسماء الرجال کی بلند پایہ شخصیت امام یحییٰ بن معین ؒ کے امام اعظم ؒ کے بارے میں توثیقی اقوال میں سے صرف یہ چند اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔ ان سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی نظر میں امام اعظم ؒ کا محدثانہ مقام کس قدر بلند تھا؟ اور آپ ؒ ان کے نزدیک ثقاہت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے؟

ان مذکورہ اقوال میں سے پہلے قول سے تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ کم از کم امام یحییٰ بن معین ؒ کے زمانے تک کسی نے امام اعظم ؒ کو ضعیف نہیں کہا تھا۔

آخر میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ امام ابن معین ؒ سے امام صاحب ؒ کے متعلق صرف توثیقی اقوال ہی ثابت ہیں اور ان سے آپ ؒ کے بارے میں جرح کا کوئی ادنیٰ سا کلمہ بھی ثابت نہیں۔ جیسا کہ جماعت غیر مقلدین کے بزرگ عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے:

''امام یحییٰ بن معین ؒ جرح میں متشدِّدِین میں سے ہیں، باوجود اس کے وہ امام ابوحنیفہ ؒ پر جرح نہیں کرتے''۔ (تاریخ اہل حدیث، ص۸۰)

2 استاذ المحدثین امام علی بن مدینی ؒ (م204ھ)

یہ بھی علم حدیث واسماء الرجال کے بلند پایہ اور عظیم المرتبت امام ہیں۔ تمام مشہور ائمہ حدیث: امام بخاری ؒ، امام ذہلی ؒ اور امام ابوداؤد ؒ وغیرہ ان کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔ امام بخاری ؒ (م256ھ) فرمایا کرتے تھے:

ما استصغرت نفسي عند احد الا على بن المديني۔

(تذکرۃ الحفاظ ج2 ص14)

ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو سوائے امام علی بن مدینی ؒ کے کسی کے سامنے کمتر نہیں سمجھا۔

امام موصوف بھی امام اعظم ؒ کی توثیق کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) نے ان سے نقل کیا ہے:

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: "أَبُو حَنِيفَةَ رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَهُشَيْمٌ، وَوَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ لَا بَأْسَ بِهِ"۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1082 رقم 2112)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ، ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ، وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اور عباد بن عوام رحمۃ اللہ علیہ جیسے ائمہ نے حدیث روایت کی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

3 امیر المؤمنین فی الحدیث امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ علمِ حدیث میں اس قدر بلند تھا کہ محدثین میں یہ "امیر المؤمنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

حدیث اور اسماء الرجال کے اس عظیم المرتبت امام کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی لگاؤ تھا، اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی تعریف وتوصیف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) نے امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (م 203ھ) سے ان کا یہ قول بالسند نقل کیا ہے:

کان شعبة اذا سئل عن ابی حنیفة اطنب فی مدحه وکان یهدی الیه فی کل عام طرفة۔ (مناقب ابی حنیفۃ ص301 للمکی)

ترجمہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ تعریف کرتے اور ہر سال وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کوئی تحفہ بھیجتے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کیا ہے:

قَالَ سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. فَقَالَ: "ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا ضَعَّفَهُ، هَذَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَكْتُبُ إِلَيْهِ أَنْ يحدث ويأمره وَشُعْبَةُ شُعْبَةُ"۔ (الانتقاء، ص127۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں، میں نے کسی آدمی سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف کہتے ہوئے نہیں سنا۔ یہ شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اُن کو لکھ رہے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ آخر شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔

یعنی امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت امام جس شخص کو حدیث بیان کرنے کا کہہ رہے ہیں، کیا وہ غیر ثقہ یا علمِ حدیث میں کوئی معمولی شخص ہوسکتا ہے؟

اسی طرح حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام شبابہ بن سوار رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ)، جو ثقہ، حافظ الحدیث تھے (تقریب التہذیب، 1/410)، سے بہ سندِ متصل نقل کیا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ شَبَابَةَ بْنَ سَوَّارٍ يَقُولُ كَانَ شُعْبَةُ: "حَسَنَ الرَّأْيِ فِي أَبِي حَنِيفَةَ. وَكَانَ يَسْتَنْشِدُنِي أَبْيَاتَ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ:

إِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَايَسُونَا
بِآبِدَةٍ مِنَ الْفُتْيَا طَرِيفَةْ
رَمَيْنَاهُمْ بِمِقْيَاسٍ مُصِيبٍ
صَلِيبٍ مِنْ طِرَازِ أَبِي حَنِيفَةْ
إِذَا سَمِعَ الْفَقِيهُ بِهِ وَعَاهُ
وَ أَثْبَتَهُ بِحِبْرٍ فِي صَحِيفَةْ

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة ص126؛ جامع بیان العلم وفضلہ ج2 ص1082 رقم 2110، 2111؛ الکامل فی ضعفاء الرجال، ج8 ص241؛ فضائل ابی حنیفۃ، ص138)

ترجمہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور وہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں مساور ورّاق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار سنایا کرتے تھے۔ ان اشعار کا ترجمہ ہے: جب لوگ ہمارے عجیب اور عمدہ مسئلہ کا قیاس سے مقابلہ کرتے ہیں، تو ہم ان پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر ایسا درست اور مضبوط قیاس پھینکتے ہیں کہ جب

ایک فقیہ اس کو سنتا ہے تو اس کو یاد کر لیتا ہے اور سیاہی سے اس کو اپنے دفتر (رجسٹر) میں لکھ لیتا ہے۔

نیز امام ابوالقاسم بن کاس نخعی رحمۃ اللہ علیہ (م 324ھ) نے امام شبابہ بن سوار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان یوں نقل کیا ہے:

شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَ: "كَانَ شُعْبَةُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي أَبِي حَنِيفَةَ كَثِيرَ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِ". (مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص29؛ عقود الجمان، ص203)

ترجمہ: امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابت اچھی رائے رکھتے تھے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعائے رحمت کیا کرتے تھے۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

وانا أعلم أَنَّ الْعلم جليس النُّعْمَان كَمَا أعلم ان النَّهَار لَهُ ضوء يجلو ظلمَة اللَّيْل. (أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص23)

ترجمہ: میں علم (علم سے یہاں مراد علم حدیث ہے، کیونکہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے امام ہیں: ناقل) کو امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا ہم نشین ایسا ہی جانتا ہوں جیسا کہ میرے علم میں ہے کہ دن روشن ہے اور اس کی روشنی رات کے اندھیرے پر چھا جاتی ہے۔

علاوہ ازیں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث بھی کی ہے۔

(ناسخ الحديث ومنسوخه، ص474۔ المؤلف: أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن أزداذ البغدادي المعروف بـ ابن شاهين (ت 385هـ)۔ الناشر: مكتبة المنار- الزرقاء۔ الطبعة: الأولى، 1408هـ-1988م)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا بھی باقرار غیر مقلدین ایک مستقل دلیل ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ روایتِ حدیث میں ثقہ ہیں، کیونکہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ راوی سے ہی روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالرؤف سندھو غیر مقلد لکھتے ہیں:

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ (مشہور غیر مقلد عالم) فرماتے ہیں کہ محمد بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے شعبہ

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت لی ہے اور وہ ثقہ ہی سے روایت لیتے ہیں۔

(القول المقبول شرح صلوٰۃ الرسول، ص386)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے کوفہ سے علم کا نور گل ہو گیا، اور اب کوفہ والے ان جیسا شخص نہیں دیکھیں گے۔ (الانتقاء ص:127)

الحاصل، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علم حدیث میں مقام بہت بلند تھا اور ان کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ روایت حدیث میں ثقہ تھے۔

4 سیّد الحفاظ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی امامت، جلالتِ شان اور علمی کمالات پر سب کا اتفاق ہے۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین ان کو "امیر المؤمنین فی الحدیث" قرار دیتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص152)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ دونوں علوم میں استفادہ کیا، اور موصوف علمی مسائل میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر اتباع کرتے تھے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بھی زیادہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرتے ہیں"۔

علاوہ ازیں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں توثیق بھی کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اور حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے سندِ متصل کے ساتھ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًّا عَنْ حَرَمِ اللهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثِّقَاتُ، وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ صلى

اللہ عَلَیْہِ وَسلم، وَبِمَا أَدْرَکَ عَلَیْہِ عُلَمَاءَ الْکُوفَۃِ. ثُمَّ شَنَّعَ عَلَیْہِ قَوْمٌ. یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَھُمْ. (الانتقاء ص142؛ فضائل ابی حنیفۃؒ ص99)

ترجمہ: میں نے امام سفیان ثوری ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''امام ابوحنیفہ ؒ علم (حدیث) کو نہایت مضبوطی سے تھامنے والے تھے، اور حُدُودُ اللہ کی بے حرمتی کی بہت روک تھام کرنے والے تھے۔ آپ ؒ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو آپ ؒ کے نزدیک صحیح اور ثقہ راویوں سے مروی ہو، اور جس میں رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل مذکور ہو۔ نیز جس حدیث پر آپ ؒ نے علمائے کوفہ کو عمل پیرا ہوتے ہوئے پایا تھا۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگوں نے آپ ؒ پر (بلاوجہ) تنقید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور اُن لوگوں کی مغفرت فرمائے''۔

غور فرمائیں! حضرت امام ثوری ؒ نے کس اعلیٰ پیرایہ میں امام صاحب ؒ کے محدثانہ مقام کو اُجاگر کیا ہے اور کتنے عمدہ الفاظ میں آپ ؒ کی توثیق بیان فرمائی ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

نیز قاضی ابوالقاسم بن کاس ؒ (م 324ھ) اپنی سند کے ساتھ امام ثوری ؒ کے شاگرد امام محمد بن مہاجر ؒ سے نقل کرتے ہیں:

سمعت سفیان الثوری یقول: ان الذی یخالف اباحنیفۃ یحتاج ان یکون اعلیٰ منہ قدرا او اوفر علما، وبعید ما یوجد ذلک۔

(عقود الجمان، ص190)

ترجمہ: میں نے امام سفیان ثوری ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص امام ابوحنیفہ ؒ کی مخالفت کرتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ ؒ سے اونچے درجے کا ہو، اور آپ ؒ سے زیادہ علم والا ہو، لیکن کسی میں اس خوبی کا پایا جانا بعید ہے''۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب ؒ غیر مقلد اور ان کے شاگرد مولانا نذیر احمد رحمانی ؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حفاظِ حدیث میں سے یحییٰ بن معین ؒ، ابن المدینی ؒ، شعبہ ؒ اور سفیان

ثوری ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی توثیق کی ہے''۔

(تحقیق الکلام، ج2، ص145؛ انوار المصابیح ص146)

5 امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک ؒ (م 181ھ)

حضرت ابن المبارک ؒ نے بھی اپنے جلیل القدر استاذ امام ابوحنیفہ ؒ کی زبردست توثیق کی ہے اور ان سے آپ ؒ کے فضائل ومحامد میں بکثرت روایات مروی ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) فرماتے ہیں:

وَعَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ رِوَایَاتٌ کَثِیرَۃٌ فِی فَضَائِلِ أَبِی حَنِیفَۃَ. (الانتقاء، ص133)

ترجمہ: امام ابن المبارک ؒ سے امام ابوحنیفہ ؒ کے فضائل میں بہت سی روایات مروی ہیں۔

ان روایاتِ کثیرہ میں سے کچھ روایات ہم اس سلسلہ کے ساتویں حصہ: ''امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (7): فضائل ومناقب'' میں نقل کر چکے ہیں، یہاں چند روایات ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر ؒ ہی نے سندِ متصل کے ساتھ امام ابن المبارک ؒ کے شاگرد امام احمد بن محمد السراج ؒ سے نقل کیا ہے:

امام ابن المبارک ؒ کی مجلس میں کسی شخص نے امام ابوحنیفہ ؒ پر تنقید کی، تو انہوں نے اس کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

فَقَالَ لَہٗ: ''اسْکُتْ، وَاللّٰہِ! لَوْ رَأَیْتَ أَبَا حَنِیفَۃَ لَرَأَیْتَ عَقْلًا وَنُبْلًا.

(الانتقاء، ص133)

ترجمہ: خاموش ہوجا۔ اللہ کی قسم! اگر تو امام ابوحنیفہ ؒ کو دیکھ لیتا، تو یقیناً آپ ؒ کو ایک عقل منداور اونچے درجے کے شخص پاتا۔

امام ابومحمد حارثی ؒ (م 340ھ) نے امام حبان بن موسیٰ ؒ (م 233ھ) سے روایت کیا ہے کہ ایک دن امام عبداللہ بن مبارک ؒ حدیث کا درس دے رہے تھے

اور دورانِ درس فرمایا:

حَدَّثَنِی نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ۔

ترجمہ مجھ سے نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔

اس پر مجلس میں سے کسی شخص نے کہا: ''اے ابوعبدالرحمن! نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے کون شخص مراد ہیں؟''۔ فرمایا: ''میری مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ایک برگزیدہ عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ کہا، تو کچھ لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ منظر دیکھ کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا:

ایها الناس! ما اسوأ ادبکم، وما اجهلکم بالائمة، وما اقل معرفتکم بالعلم واهله، لیس احد ان یقتدی به من ابی حنیفة، لانه کان اماما تقیا نقیا ورعا عالما فقیها، کشف العلم کشفا لم یکشفه احد ببصر وفهم وفطنة وتقی، ثم خلف ان لایحدثهم شهرا۔

(کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة، ج2 ص238 رقم 2496۔ المؤلف: عبدالله بن محمد بن یعقوب ابی محمد الحارثی البخاری (المتوفی 340ھ)۔ حققه و علق علیه: لطیف الرحمٰن البهرائجی القاسمی۔ الناشر: مکتبة رشیدیه سرکی روڈ۔ کوئٹہ؛ المناقب للمکی: 371؛ عقود الجمان، ص189)

ترجمہ اے لوگو! تم کتنے بے ادب ہو؟ ائمہ کے مقام سے کس قدر ناواقف ہو؟ اور علم واہلِ علم کی کتنی کم معرفت رکھتے ہو؟ کوئی شخص بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اقتداء کے لائق نہیں ہے، اس لیے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، نقی تھے، پرہیزگار تھے، عالم اور فقیہ تھے۔ انہوں نے علم کو بصیرت، سمجھ داری، فطانت اور تقویٰ سے ایسے کھول کر بیان کیا کہ اس طرح کوئی نہیں کر سکا۔ پھر قسم اٹھائی کہ میں ایک مہینہ ان سے حدیث بیان نہیں کروں گا''۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اپنی سند کے ساتھ امام ابراہیم بن عبداللہ الخلال رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام عبداللہ بن مبارک

رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت (نشانی) تھے''۔ اس پر شرکاءِ مجلس میں سے ایک شخص نے کہہ دیا: ''اے ابوعبدالرحمن! وہ خیر میں آیت تھے یا شر میں؟''۔ امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فقال: "اُسکت یا هذا! فإنه یقال: "غایة فی الشر، وآیة فی الخیر"، ثم تلا هذه الآیة: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَأُمَّهُ آیَةً۔ [المؤمنون 50].

(تاریخ بغداد ج15 ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص336)

ترجمہ اے فلانے! خاموش ہو جا (آیت کا لفظ تو خیر میں ہی بولا جاتا ہے اور شر کے لیے غایت کا لفظ استعمال ہوتا ہے) جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''غَایَةٌ فِي الشَّرِّ'' (شر میں انتہا) اور ''آیَةٌ فی الخیر'' (خیر میں نشانی)۔ پھر استدلال میں یہ آیت پڑھی:

آیت 1:- وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَأُمَّهُ آیَةً۔ (المؤمنون: 50)

ترجمہ ہم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ان کی ماں کو نشانی بنایا۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ)، جو علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے استاذ ہیں، علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ ان کو صدوق اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو ثقہ اور صاحبِ حدیث کہتے ہیں (تاریخ بغداد وذیولہ، ج8، ص77؛ العبر، ج2، ص237)، نے امام محمد بن مقاتل عبادانی رحمۃ اللہ علیہ (م 206ھ) سے، جو صدوق اور عابد تھے (تقریب التہذیب، ج2، ص136)، بالسند نقل کیا ہے:

''ایک مرتبہ امام محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خراسان تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب ان کی آمد کا پتہ چلا، تو وہ ان کے اردگرد جمع ہو گئے، اور ان سے فقہی مسائل دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: ''فقہ تو کوفہ کے ایک نوجوان، جس کی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے، کا فن ہے''۔ لوگوں نے کہا: ''وہ حدیث نہیں جانتے''۔ وہاں امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو جواب دیا:

فَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَك: "کَیْفَ تَقُولُونَ لَهُ: لَا یعرف۔ لقد سُئِلَ عَنِ الرطب بِالتَّمْرِ، قَالَ: "لَا بَأْسَ بِهِ"۔ فَقَالُوا: "حَدِیث سعد"۔ فَقَالَ: "ذَاك

حدیث شاذ لا یُؤخذ بِروایۃ زید ابی عیّاش". فمن تکلم بِھٰذا لم یکن یعرف الحدیث". (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص26)

ترجمہ: تم لوگ کیسے کہتے ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث نہیں جانتے؟ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رطب کو تمر کے بدلے فروخت کرنے کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں''۔ اس کے جواب میں لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی (جس میں رطب کو تمر کے بدلے فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے)۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''یہ حدیث شاذ ہے، اس کو زید بن ابوعیاش رحمۃ اللہ علیہ راوی کی وجہ سے قبول نہیں کیا جا سکتا''۔ امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو شخص ایسی بات کرے، کیا وہ حدیث نہیں جانتا''۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے سندِ متصل کے ساتھ امام اسماعیل بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

قَالَ سَمِعت اسماعیل ابن دَاوٗد یَقُول: "کَانَ ابْنُ الْمُبَارك یذکر عَن أَبي حنیفَۃ کل خیر ویزکیہ ویقرضہ ویثنی عَلَیْہِ. وَکَانَ أَبُو الْحسن الفزاری یَکْرَہُ أَبَا حَنِیفَۃَ، وَکَانُوا إِذَا اجْتَمَعُوا لَمْ یجترئ ابو اسحق أَنْ یَذْکُرَ أَبَا حَنِیفَۃَ بِحَضْرَۃِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بشيءٍ". (الانتقاء، ص133)

ترجمہ: امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر خوبی کا ذکر کرتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق اور تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے، جب کہ ابوالحسن فزاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پسند نہیں کرتے تھے، لیکن جب یہ لوگ اکٹھے ہوتے، تو ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں یہ جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی برائی بیان کریں۔

اسی طرح حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے امام سلمہ بن سلیمان مروزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۳ھ) سے بالسند روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

سَمِعْتُ سَلَمَۃَ بْنَ سُلَیْمَانَ یَقُولُ: قُلْتُ لِابْنِ الْمُبَارَكِ: "وَضَعْتَ مِنْ رَأْيِ

أَبِي حَنِیفَۃَ وَلَمْ تَضَعْ مِنْ رَأْيِ مَالِكٍ. قَالَ: لَمْ أَرَہُ عِلْمًا". (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1107 رقم 2170)

ترجمہ: میں نے امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ تو لکھی ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کیوں نہیں لکھی؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے اس کو علم ہی نہیں سمجھا''۔

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے بہت کم ہے۔

نیز ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

قِیلَ لِابْنِ الْمُبَارَكِ: "فُلَانٌ یَتَکَلَّمُ فِي أَبِي حَنِیفَۃَ". فَأَنْشَدَ بَیْتَ ابْنِ الرُّقَیَّاتِ:

حَسَدُوكَ أَنْ رَأَوْكَ فَضَّلَكَ اللّٰ
ہُ بِمَا فُضِّلَتْ بِہِ النُّجَبَاءُ

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1116 رقم 2191)

ترجمہ: امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کہا گیا: ''فلاں شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائی بیان کرتا ہے''۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں ابن الرقیات شاعر کا یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: لوگ آپ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے حسد کرتے ہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ فضیلت عطا کی ہے جو فضیلت معزز لوگوں کو عطا کی جاتی ہے۔

حافظ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سندِ متصل ان سے نقل کیا ہے:

سَمِعت عبد اللہ بن الْمُبَارك یَقُول: "مَا رَأَیْت نَفسِي فِي مجْلِس أذلّ مِنْھَا فِي مجْلِس أبي حنیفَۃ". (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص139)

ترجمہ: میں اپنے آپ کو جتنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کمتر سمجھتا تھا، اتنا میں نے کسی مجلس میں اپنے کو کمتر نہیں سمجھا۔

نیز حافظ صیمری رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہ سند نقل کرتے ہیں:

ابْن الْمُبَارك یَقُول: "لَو کَانَ لأحد من أھل الزَّمَان أَن یَقُول بِرَأْیِہِ فَأَبُو

حنيفةَ أَحق أَن يَقُول بِرَأْيِه"۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص140)

ترجمہ اگر اہلِ زمانہ میں سے کسی کو اپنی رائے سے بات کرنے کی اجازت ہے تو پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اپنی رائے سے بات کریں۔

6 امام المحدثین حافظ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م 197ھ)

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔لیکن اس کے باوجود ان کا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اتنا گہرا تعلق تھا کہ فقہی مسائل میں یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے احادیث بھی بڑی تعداد میں سن رکھی تھیں، جو سب کی سب ان کو زبانی یاد تھیں۔

دراصل ان کا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے یہ اس قدر اعتناء اس لیے تھا کہ انہوں نے بڑے بڑے محدثین سے احادیث کا سماع کیا تھا۔لیکن روایتِ حدیث میں جو احتیاط انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھی، ایسی احتیاط انہوں نے کسی میں نہیں پائی۔ چنانچہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ (م340ھ) اپنی سند کے ساتھ ان سے نقل کرتے ہیں:

"لقد وُجد الورع عن ابی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ"۔

(کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة، ج1 ص280 رقم855؛ مناقب ابی حنیفۃ،ص172، للمکیؒ)

ترجمہ جو احتیاط حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پائی گئی ہے، ایسی احتیاط کسی دوسرے سے نہیں پائی گئی۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو فرماتے:

حدثنا ابوحنیفة وکان ورعا، عالما۔ (مناقب ابی حنیفۃ،ص109، للمکیؒ)

ترجمہ ہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان کی، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگار اور عالم تھے۔

امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ (م 340ھ) نے امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) سے نقل کیا ہے:

کان وکیع جیّد الرائی فی ابی حنیفة وکان یصفه بالورع وصحة الدین۔

(کشف الآثار الشریفة فی مناقب الامام ابی حنیفة، ج1 ص280، 281 رقم858؛ مناقب ابی حنیفۃ،ص72، للمکیؒ)

ترجمہ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پرہیزگاری اور صحتِ دین کے ساتھ موصوف کرتے تھے۔

نیز امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ امام احمد بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 311ھ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"عدل، ثقة، ماظنك بمن عدله ابن المبارك ووکیع"۔

(مناقب ابی حنیفۃ،ص101، للکردریؒ)

ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا عدل اور ثقہ ہیں، تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

7 حافظ الحدیث امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (م198ھ)

امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) ان کو"الحافظ" اور"شیخ الاسلام" کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م204ھ) فرمایا کرتے تھے:

"اگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا"۔

امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (م198ھ) فرماتے تھے:

"سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حجاز کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے"۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1،ص193)

اس عظیم اور جلیل القدر محدث کے بارے میں آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ ان کو سب سے پہلے بطورِ محدث متعارف کرانے والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس احسان کا ہمیشہ اقرار کرتے رہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان کا اپنا بیان نقل کیا ہے:

فاوّل من صيّرنی محدثا ابو حنيفة۔ (الجواہر المضیئۃ، ج1ص250)

ترجمہ سب سے پہلے جنہوں نے مجھے محدث بنایا، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ: أَوَّلُ مَنْ أَقْعَدَنِي لِلْحَدِيْثِ بِالْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ، أَقْعَدَنِي فِي الْجَامِعِ. وَقَالَ: هٰذَا أَقْعَدَ النَّاسَ بِحَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَحَدَّثْتُهُمْ.

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء (ابن عبد البر) ص128)

ترجمہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے مجھے حدیث بیان کرنے کے لیے کوفہ میں بٹھایا، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انھوں نے مجھے کوفہ کی مسجد میں بٹھایا، اور فرمایا: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کو بیان کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے بٹھایا۔ لہٰذا میں نے لوگوں سے حدیثیں بیان کیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں ان سے نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُوْلُ: "مَا مَقَلَتْ عَيْنِي مِثْلَ أَبِي حَنِيفَةَ"۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص30؛ تاریخ بغداد ج15ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ ج13 ص336؛ تهذيب الأسماء واللغات ج2ص219)

ترجمہ میری آنکھ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

سَمِعت ابن عُيَيْنَة قَالَ: "اَلْعلَماءُ أَرْبَعَة: ابن عَبَّاس فِي زَمَانه وَالشعْبِيّ فِي زَمَانه وَأَبُو حنيفَة فِي زَمَانه وَالثَّوْرِي فِي زَمَانه"۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص83)

ترجمہ علماء چار ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانے میں، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں۔

حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے مشہور محدث امام اسحاق بن ابی اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ (م 245ھ) سے بہ سند متصل نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ أَبِي إِسْرَائِيلَ، يَقُوْلُ: ذَكَرَ قَوْمٌ أَبَا حَنِيفَةَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَتَنَقَّصَهُ بَعْضُهُمْ. فَقَالَ سُفْيَانُ: "مَهْ! كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرَ النَّاسِ صَلَاةً، وَأَعْظَمَهُمْ أَمَانَةً، وَأَحْسَنَهُمْ مُرُوءَةً"۔

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص17؛ فضائل ابی حنیفۃ، ص48)

ترجمہ امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کسی شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ کہہ دیئے، تو انہوں نے اس کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: "اس سے باز آجا! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے، سب سے بڑے امانتدار اور سب سے اچھے اخلاق والے تھے"۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) سند متصل کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) سے روایت کرتے ہیں:

سَمِعت سُفْيَان ابْن عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ: "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ لَهُ مُرُوءَةٌ وَكَثْرَة صَلَاة"۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص130)

ترجمہ میں نے امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اچھے اخلاق اور کثرت سے نماز پڑھنے والے تھے"۔

8 امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن سعید قطان ؒ (م 198ھ)

امام طحاوی ؒ (م 321ھ) حدیث اور اسماء الرجال کے عظیم ثبوت امام یحییٰ بن سعید قطان ؒ (م 198ھ) سے امام صاحب ؒ کے بارے میں یہ قول نقل کرتے ہیں:

انه والله! لاعلم هذه الامة بما جاء عن الله ورسوله۔

(مقدمہ کتاب التعلیم لشیخ الاسلام مسعود بن شیبہ سندھیؒ بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث، ص 167)

ترجمہ: بخدا! امام ابوحنیفہ ؒ اس امت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جو کچھ وارد ہوا (یعنی قرآن وحدیث) اس کے سب سے بڑے عالم تھے۔

اسی طرح امام ابراہیم بن جنید ؒ (م 260ھ) نے اپنے استاذ امام یحییٰ بن معین ؒ (جو امام قطان ؒ کے شاگرد ہیں) سے نقل کیا ہے:

سمعت يحيى يقول: سمعت يحيى بن سعيد يقول: "أنا لا أكذب الله، ربما بلغنا الشيء من قول أبي حنيفة، فنستحسنه فنأخذ به"۔

(سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين ص368 رقم 395۔ المؤلف: أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد بن بسطام بن عبد الرحمن المري بالولاء، البغدادي (المتوفى: 233ھ)۔ دار النشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة)

ترجمہ: میں نے امام یحییٰ بن سعید قطان ؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کی قسم! میں اللہ پر جھوٹ نہیں بولتا، ہم (محدثین) کو بسا اوقات امام ابوحنیفہ ؒ کا کوئی قول مل جاتا ہے، تو ہم اس کو اچھا سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں''۔

محدث امام ابن ابی العوام ؒ (م 335ھ) اور محدث امام محمد بن یوسف صالحی ؒ (م 942ھ) وغیرہ نے ان کو امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت حدیث کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ (فضائل ابی حنیفہ، ص 194؛ عقود الجمان، ص 155)

حضرت امام عجلی ؒ فرماتے ہیں:

يحيى بن سعيد الْقطّان يكنى أَبَا سعيد بصري ثِقَة، نقي الحَدِيث، وَكَانَ لَا

يحدث إِلَّا عَن ثِقَة۔

(معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم، للعجلي، ج2 ص353 رقم 1978؛ تاریخ بغداد ج16 ص203؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج31 ص340؛ طبقات علماء الحديث ج1 ص433؛ تاریخ اسلام للذہبی ج4 ص1244؛ تذکرۃ الحفاظ ج1 ص219؛ سیر اعلام النبلاء ج7 ص582)

ترجمہ: امام یحییٰ قطان ؒ ثقہ ہیں، حدیث کی بڑی چھان بین کرتے تھے اور صرف ثقہ راوی سے ہی حدیث روایت کرتے تھے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابویحییٰ محمد شاہجہان پوری ؒ (م 1338ھ) حضرت امام اعظم ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور چونکہ امام صاحب ؒ اپنے وقت کے مشہور علماء میں سے تھے اور وکیع بن الجراح ؒ اور یحییٰ بن سعید ؒ کے طبقہ سے متقدم تھے۔ لہٰذا انہوں نے ان کے قول و مذہب کو لیا اور اس پر فتویٰ دیا۔ خصوصاً جب کہ ان کو امام صاحب ؒ سے کچھ علاقہ تلمذ کا بھی تھا''۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد، ص 174، 175)

اور مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب ؒ غیر مقلد نے تصریح کی ہے کہ امام قطان ؒ صرف ثقہ راوی سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بحوالہ امام عجلی ؒ لکھتے ہیں:

نقي الحَدِيث، وَكَانَ لَا يحدث إِلَّا عَن ثِقَة۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص 237)

ترجمہ: امام یحییٰ قطان ؒ حدیث کی بڑی چھان بین کرتے تھے اور صرف ثقہ راوی سے ہی حدیث روایت کرتے تھے۔

بنا بریں امام قطان ؒ کا امام صاحب ؒ کے فقہی اقوال کو قبول کرنا اور آپ ؒ سے احادیث کی سماعت اور روایت کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ امام صاحب ؒ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

9 شیخ الاسلام امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں بہت عظیم مقام رکھنے کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سے زیادہ حدیث کا ماہر سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اور ان کے استاذ امام ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کیا ہے:

وَكَانَ هُوَ أَبصر بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مِنِّي۔

(تاریخ بغداد ج15 ص459؛ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص25؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13 ص340)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے زیادہ صحیح حدیث کی بصیرت رکھتے تھے۔

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ يَقُولُ: "كُنَّا نَخْتَلِفُ فِي المسئلة فَيَأْتِي أَبُو حَنِيفَةَ فَنَسْأَلُهُ، فَكَأَنَّمَا يُخْرِجُهَا مِنْ كُمِّهِ، فَيَدْفَعُهَا إِلَيْنَا"۔ قَالَ: "وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِتَفْسِيرِ الْحَدِيثِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ"۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقهاء، ص 139؛ تاریخ بغداد ج 15 ص 459؛ فضائل ابی حنیفۃ ص87، 97؛ الجواهر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ ج1 ص28)

ترجمہ: ہمارا ایسا اوقات (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں) کسی مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لے آتے، تو ہم وہ مسئلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کو اس طرح حل کر دیتے، گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مسئلہ اپنی جیب سے نکال کر ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ نیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو حدیث کی تفسیر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جانتا ہو"۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے بہ سند متصل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

وَمن جعله بَينه وَبَين ربه فقد اسْتَبْرَأَ لدِينِهِ۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص83)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنا لے گا وہ اپنے دین کے بارے میں بری الذمہ ہو جائے گا۔

10 شیخ المحدثین امام حسن بن صالح بن حی رحمۃ اللہ علیہ (م 167ھ)

یہ کوفہ کے جلیل القدر محدث، عظیم الشان عابد اور بلند پایہ فقیہ تھے۔

موصوف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہیں لیکن اس معاصرت کے باوجود انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت حدیث کرنے کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔

نیز انہوں نے علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق بھی بڑے عمدہ الفاظ میں کی ہے۔

چنانچہ ثقہ امام حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) اور حافظ المغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے سند متصل کے ساتھ ان کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ يَقُولُ: "كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهْمًا عَالِمًا مُتَثَبِّتًا فِي عِلْمِهِ، إِذَا صَحَّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَمْ يَعْدُهُ إِلَى غَيْرِهِ۔

(الانتقاء ص128؛ فضائل ابی حنیفۃ ص 86؛ مغانی الأخيار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار ج3 ص136)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ عقلمند، عالم اور اپنے علم میں پختہ تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ثابت ہو جاتی، تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی اور طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

حافظ ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے ان سے نقل کیا ہے:

ثَنَا الْحسن بن صَالح قَالَ كَانَ ابو حنيفَة شَدِيد الفحص عَن النَّاسِخ من الحَدِيث والمنسوخ، فَيعْمل بِالْحَدِيثِ إِذا ثَبت عِنْده عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعَن أَصْحَابه وَكَانَ عَارِفًا بِحَدِيث أهل الْكُوفَة۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص25)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ناسخ اور منسوخ کی جانچ میں بہت شدت سے کام لیتے تھے۔ اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پر ضرور عمل پیرا ہوتے تھے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ کوفہ کی احادیث کے عالم بھی تھے۔

11 امام دار الہجرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (م 179ھ)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور ائمۂ متبوعین میں دوسرے بڑے امام اور محبوبِ دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ اور آخری قرارگاہ "مدینہ منورہ" کے کبار محدثین اور فقہاء میں سے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ حدیث بھی کی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے فائدہ مند بھی ہوئے تھے، جو کہ ان کی طرف سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم پر اعتماد اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت پر واضح دلیل ہے۔

نیز جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ زَادَھَا اللهُ شَرَفًا و کرامۃً میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لاتے، تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت تعظیم وتوقیر بجا لاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی بہت تعریف کرتے۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) سے نقل کیا ہے:

قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَك قَالَ: "كنت عِنْدَ مَالك بن أنس فدخل عَلَيْهِ رجل فرفعه، ثُمَّ قَالَ: "أَتَدْرُونَ من هٰذَا حِين خرج". قَالُوا: "لَا وعرفته أنا". فَقَالَ: "هٰذَا أَبُو حنيفَة الْعِرَاقِيّ، لَو قَالَ هٰذِه الاسطوانة من ذهب لخَرَجت كَمَا قَالَ. لقد وفق لَهُ الْفِقْه حَتّٰى مَا عَلَيْهِ فِيهِ كَبِير مُؤنَة". قَالَ: وَدخل عَلَيْهِ الثَّوْرِيّ فأجلسه دون الْموضع الَّذِي أَجْلس فِيهِ أَبَا حنيفَة، فَلَمَّا خرج قَالَ: "هٰذَا سُفْيَان" وَذكر من فقهه وورعه.

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ،ص81،82)

ترجمہ: میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک صاحب تشریف لائے، جن کو انہوں نے اونچی جگہ پر بٹھایا۔ جب وہ تشریف لے گئے، تو اپنے طلبہ سے فرمایا: "تم جانتے ہو یہ کون شخص تھے؟"۔ طلبہ نے کہا: "نہیں"۔ فرمایا: "یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عراقی تھے۔ اگر یہ کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے، تو وہ ایسا ہی ہو جاتا۔ ان کو فقہ میں ایسی توفیق دی گئی ہے کہ اس میں ان کو کوئی زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی"۔

اس کے بعد امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کم درجہ کی جگہ پر بٹھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: "یہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تھے"۔ اور پھر ان کے فقہ اور وَرع کا ذکر کیا۔

اسی طرح قاضی ابوالقاسم بن کاس رحمۃ اللہ علیہ (م 324ھ) اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) سے روایت کیا ہے:

میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟"۔ فرمایا: "ہاں! درمیانے درجے کے عالم تھے"۔ میں نے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟"۔ فرمایا: "ہاں! فصیح اور عالم تھے"۔ میں نے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟"۔ فرمایا:

"سبحان الله! لم ارمثله، تالله لوقال ابوحنيفة ان الاسطوانة من ذهب، لاقام الدليل القياسي على صحة قوله"۔

(عقود الجمان،ص186؛الانتقاء،ص146،147)

ترجمہ: سبحان اللہ! میں نے ان جیسا شخص کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے، تو وہ ضرور اپنی اس بات کو کسی دلیلِ قیاسی سے صحیح ثابت کر دیتے"۔

12 مجددِ قرنِ ثانی حضرت امام محمد بن ادریس شافعیؒ (م 204ھ)

امام شافعیؒ حضرت امام اعظمؒ کے علمی مقام کے بڑے معترف تھے اور تمام لوگوں کو فقہ میں امام صاحبؒ کا محتاج قرار دیتے تھے۔ چنانچہ امام ابن ابی العوامؒ (م 335ھ) علامہ خطیب بغدادیؒ (م 463ھ) اور علامہ ابن عبدالبرؒ (م 463ھ) وغیرہ محدثین نے بہ سند ان سے نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ، يَقُولُ: "النَّاسُ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص30؛ أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص26؛ تاریخ بغداد ج15 ص473؛ فضائل ابی حنیفۃ ص87؛ تاریخ بغداد و ذیولہ ج3، ص345؛ الانتقاء ص136؛ طبقات الفقهاء ص86؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد ص170؛ تهذيب الأسماء واللغات ج2 ص220؛ طبقات علماء الحديث ج1 ص261؛ الجواهر المضية فى طبقات الحنفية ج1 ص456)

ترجمہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے خوشہ چین ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

قال: سمعت محمد ابن إدريس الشافعي يقول: "... مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَبَحَّرَ فِي الفِقْهِ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ"۔ قال: وسمعته- يعني الشافعي- يقول: "كان أبو حنيفة ممن وفق له الفقه"۔

(تاریخ بغداد ج15 ص473؛ تاریخ بغداد، ج13، ص346؛ طبقات الفقهاء ص86؛ منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد ص173؛ تاریخ دمشق ج60 ص117؛ وفیات الاعیان، ج5 ص409؛ تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ج28 ص437، ج29 ص434؛ تذهيب تهذيب الكمال فى أسماء الرجال ج9 ص221؛ الجواهر المضية فى طبقات الحنفية ج1 ص456؛ مكانة الإمام أبي حنيفة فى الحديث ص93، 108؛ التاج المكلل، ص126)

ترجمہ: جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ امام ابوحنیفہؒ کا محتاج ہے۔

اور فرمایا: ''امام ابوحنیفہؒ ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ کی توفیق (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دی گئی تھی''۔

امام صیمریؒ (م 436ھ) نے بہ سندِ متصل امام شافعیؒ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قَالَ لِي الشَّافِعِي: "قول أبي حنيفة أعظم من أن يدفع بالهوينا"۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص87)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کا قول بہت عظیم المرتبت ہے، اس کو ہم اپنی خواہشات سے رد نہیں کر سکتے۔

نیز امام صیمریؒ نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعیؒ سے یہ بھی نقل کیا ہے:

قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي يَقُول: "من لم ينظر فِي كتب أبي حنيفة لم يتبحر فِي الْفِقْه"۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص87)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں نہیں دیکھے گا اس کو فقہ میں تبحر حاصل نہیں ہو سکے گا۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہم بھی امام صاحب (امام ابوحنیفہؒ) کے فضائل کے منکر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی امام شافعیؒ کو امام ابوحنیفہؒ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا، کیونکہ خود امام شافعیؒ نے اپنے اقرار سے سب لوگوں کو فقہ میں امام صاحبؒ کا عیال قرار دیا ہے''۔ (ماہنامہ الاعتصام، لاہور، 27 ستمبر 2002ء، ص28)

اسی طرح امام شافعیؒ اپنے اشعار کے ذریعے بھی امام صاحبؒ کے فقہی اور محدثانہ مقام کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا
إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَه
بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِقْهٍ
كَآيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَه

فَما	بِالمَشرِقَینِ	لَهُ	نَظیرٌ
وَلا	بِالمَغرِبَینِ	وَلا	بِکوفَه
فَرَحمَةُ	رَبِّنا	أَبَداً	عَلَیهِ
مَدی	الأَیّامِ	ما قُرِأَت	صَحیفَه

(دیوان الامام الشافعیؒ، ص77، طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: تمام شہروں اوران پر بسنے والے لوگوں کو مسلمانوں کے امام، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زینت بخشی ہے۔

احکامِ شرعیہ، احادیثِ نبویہ اور فقہ کے ساتھ جیسا کہ قرآن مجید کی آیتیں اوراق پر سجی ہوئی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر نہ مشرقی شہروں میں ہے، نہ مغربی شہروں میں، اور نہ ہی کوفہ میں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہمارے رب کی رحمتیں سدا بہار برستی رہیں، اور جب تک کہ اللہ کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت ہوتی رہے۔

13 امامِ اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور ائمۂ متبوعین میں سے چوتھے امام اور علم حدیث وفقہ کے عظیم سپوت ہیں۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حکومتِ وقت کے ظلم وستم کا نشانہ بنے اور جس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان جابر کی بات نہ ماننے کی پاداش میں کوڑوں سے زدوکوب کیے گئے، ایسے ہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فتنۂ خلقِ قرآن کے وقت حق بات کہنے کی وجہ سے کوڑوں سے اپنا جسم لہولہان کرانا پڑا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فتنۂ خلقِ قرآن میں کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا، تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سزا کو یاد کر کے اپنے غموں کو ہلکا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعائے رحمت مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۳ھ) نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

وکان احمد بن حنبل اذا ذکر ذلك بکٰی و ترحم علی ابی حنیفة، و ذلك بعد ان ضرب احمد۔ (تاریخ بغداد وذیولہ: ج13، ص328)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سزا کو یاد کرتے، تو رو پڑتے اور ان کے لیے دعائے رحمت کرتے۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کوڑوں سے زدوکوب ہونے کے بعد کی بات ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابوبکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ (م 292ھ)، جو ثقہ حافظ الحدیث تھے (تقریب التہذیب، ج1، ص42)، سے نقل کیا ہے:

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

سَمِعتُ أَبَا عَبدِ اللهِ أَحمَدَ بنَ حَنبَلٍ، یَقُولُ: "لَم یَصِحَّ عِندَنَا أَنَّ أَبَا حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: القُرآنُ مَخلُوقٌ"۔ فَقُلتُ: "الحَمدُ لِلّٰهِ، یَا أَبَا عَبدِ اللهِ! هُوَ مِنَ العِلمِ بِمَنزِلَةٍ!"۔ فَقَالَ: "سُبحَانَ اللهِ! هُوَ مِنَ العِلمِ، وَالوَرَعِ، وَالزُّهدِ، وَإِیثَارِ الدَّارِ الآخِرَةِ بِمَحَلٍّ لا یُدرِکُهُ فِیهِ أَحمَدُ، وَلَقَد ضُرِبَ بِالسِّیَاطِ عَلَی أَن یَلِیَ القَضَاءَ لِأَبِي جَعفَرٍ فَلَم یَفعَل"۔ (مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص43)

ترجمہ: ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے۔

میں نے کہا: ''اے ابوعبداللہ! (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو علم کے اونچے درجے پر فائز تھے''۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر فرمایا:

''سبحان اللہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ واقعی علم، پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے میں ایسے مقام پر فائز تھے کہ جس پر کوئی نہیں پہنچ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں عہدۂ قضاء قبول کرانے کے لیے کوڑوں سے زخمی کیا گیا لیکن پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے آمادہ نہیں ہوئے''۔

14 حافظ کبیر امام ابوعبدالرحمن عبداللہ بن یزید المقری ؒ (م 213ھ)

یہ ایک ثقہ محدث اور جلیل القدر حافظ الحدیث ہیں۔امام مقری ؒ کو حضرت امام صاحب ؒ سے خصوصی لگاؤ تھا اور یہ آپ ؒ کے محدثانہ مقام کے بڑے معترف تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) نے بالسند نقل کیا ہے:

''جب یہ امام ابوحنیفہ ؒ کی سند سے کوئی حدیث بیان کرتے، تو فرماتے: ''حدثنا شاھنشاہ''۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص344)

ترجمہ: ہم سے اس شخص نے حدیث بیان کی ہے جو سب محدثین کا شہنشاہ یعنی سرخیل تھا۔

نیز امام ابن ابی العوام ؒ (م 335ھ) اور حافظ ابن عبدالہادی مقدسی حنبلی ؒ (م 744ھ) نے نقل کیا ہے کہ جب امام مقری ؒ، امام صاحب ؒ کی سند سے حدیث بیان کرتے تو فرماتے:

حدثنی العالم الفقیہ ابوحنیفۃ۔

(فضائل ابی حنیفۃ، ص82؛ مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص67 للمقدسیؒ)

ترجمہ: مجھ سے عالم اور فقیہ امام ابوحنیفہ ؒ نے حدیث بیان کی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی ؒ (م 463ھ) نے امام مقری ؒ کے شاگرد امام محمد بن اسماعیل ضرائری ؒ، جو صدوق تھے (تقریب التہذیب، ج2، ص57)، سے روایت کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا عبد الرَّحْمٰنِ المقرئ يَقُوْل: وَاختلف النَّاس عِنْدَه قوم فَقَالَ قَوْمٌ: "حَدِّثْنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ"، وَقَالَ قَوْمٌ: "لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ". فَقَالَ الْمُقْرِئُ: وَيْحَكُمْ أَتَدْرُونَ مَنْ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ؟ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِثْلَ أَبِي حَنِيفَةَ". (الانتقاء، ص147)

ترجمہ: ایک دفعہ امام ابوعبدالرحمن مقری ؒ کی مجلس درس میں بعض لوگوں نے ان سے امام ابوحنیفہ ؒ کی احادیث سنانے کی فرمائش کی، جب کہ کچھ لوگوں نے اس سے

اختلاف کیا اور کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔امام مقری ؒ نے ان مخالفین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''تم لوگوں پر تعجب ہے، تم جانتے ہی نہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کون تھے؟ میں نے تو امام ابوحنیفہ ؒ جیسا شخص کوئی نہیں دیکھا''۔

15 فخر المحدثین امام عبیداللہ بن محمد المعروف بابن عائشہ ؒ (م 228ھ)

یہ بھی ایک بلند پایہ محدث اور امام احمد بن حنبل ؒ، امام ابوحاتم رازی ؒ، امام ابوزرعہ ؒ اور امام ابراہیم حربی ؒ وغیرہ جیسے کبار ائمہ حدیث کے استاذ ہیں۔ائمۂ حدیث کے یہ محبوب اور عظیم المرتبت استاذ بھی حضرت امام صاحب ؒ کے محدثانہ مقام کے بڑے معترف تھے اور کسی سے وہ آپ ؒ کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ امام احمد بن عبدہ ؒ (م 245ھ) قاضی ''رے'' نے اپنے والد امام عبدہ ؒ سے، جو کہ امام ابن عائشہ ؒ کے شاگرد ہیں، روایت کیا ہے:

''ایک دفعہ ہم امام ابن عائشہ ؒ کی مجلسِ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی سند سے ایک حدیث بیان کی۔اس پر مجلس میں سے کسی شخص نے کہہ دیا کہ ہمیں ان کی حدیث نہیں چاہیے''۔

امام ابن عائشہ ؒ نے اس کو جواب میں فرمایا:

اما انکم لو رأیتموہ لأردتموہ، وما اعرف لہ ولکم مثلاً الا ما قال الشاعر۔

ترجمہ: تم لوگوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کو دیکھا نہیں ہے، اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو ضرور ان کو چاہنے لگتے، تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

أقلوا علیه ویحکم لا أبا لکم
من اللوم أو سدوا المکان الذی سدا

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص365؛ تہذیب التہذیب، ج5، ص630)

ترجمہ: تمہارے لیے بُرا ہو، اور تمہارے والدین مرجائیں، اس پر ملامت کرنا کم کرو، یا اس جگہ کو پُر کرو جس کو اس نے پُر کیا تھا۔

یعنی وہ کام کر کے دکھاؤ جو انہوں (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) نے کر دکھایا۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد اس حوالہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! کیسے عجیب پیرائے میں اعلیٰ درجہ کی تعریف کی ہے۔

(تاریخ اہلِ حدیث ص 82)

16 محدث کبیر امام عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمۃ اللہ علیہ (م 213ھ)

موصوف حدیث کے جلیل القدر امام اور عظیم المرتبت حافظ الحدیث ہیں۔ امام خریبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کبیر نے اپنے متعدد بیانات میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست الفاظ میں توثیق کی ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ (م 242ھ) سے نقل کیا ہے:

ان الخريبي قيل له رجع ابوحنيفة عن مسائل كثيرة. قال: "انما يرجع الفقيه اذا اتسع علمه". (تذکرۃ الحفاظ، ج 1 ص 247)

ترجمہ: امام خریبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مسائل سے رجوع کر لیا تھا''۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ''فقیہ رجوع اس وقت کرتا ہے جب اس کا علم وسیع ہوتا ہے''۔ (لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان مسائل سے رجوع کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع العلم ہونے کی دلیل ہے)۔

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے بھی امام خریبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح کا قول بہ سند متصل نقل کیا ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ ص 85)

نیز علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اور ان کے استاذ امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) نے بہ سندِ متصل خود امام خریبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

الناس في ابي حنيفة حاسد و جاهل، واحسنهم عندي حالاً الجاهل۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج 13 ص 349؛ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص 85)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والے لوگ دو طرح کے ہیں: ایک حاسدین ہیں جو حسد کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جاہل لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سے ناواقف ہیں۔ اور میرے نزدیک حاسد سے جاہل اچھی حالت میں ہے۔

اسی طرح امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) سندِ متصل کے ساتھ امام سعد بن روح رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں کہ ایک شخص نے امام خریبی رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ناقدین کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

واللہ! ما عابوا عليه في شئ الا انه قال فاصاب، وقالوا فاخطأوا ولقد رأيته يسعى بين الصفا والمروة وانا معهٗ وكانت الاعين محيطة به۔

(فضائل ابی حنیفۃ، ص 86؛ الجواہر المضیۃ، ج 1 ص 375)

ترجمہ: اللہ کی قسم! ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جس چیز میں بھی نکتہ چینی کی ہے، اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درست تھے اور یہ لوگ غلطی پر تھے۔ میں اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے۔ اس دوران میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب کی نظریں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جمی ہوئی تھیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں میں بڑی مقبولیت دے رکھی تھی جس کی وجہ سے حاسدین آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حسد کرتے تھے)۔

نیز امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ ان سے یہ قول نقل کیا ہے:

كان واللہ! ابوحنيفة انفع للمسلمين منهما۔ يعني حماد بن سلمة وحماد بن زيد۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص 85)

ترجمہ: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ (یہ دونوں جلیل القدر محدث ہیں۔ ناقل) سے بھی زیادہ امتِ مسلمہ کے لیے نفع مند تھے۔

17 عابد الحرمین امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م 187ھ)

یہ جلیل القدر محدث اور مشہور ولی اللہ ہیں۔ موصوف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں، جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کے تلامذہ میں داخل ہیں۔ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) بحوالہ حافظ ابوعبداللہ صمیری رحمۃ اللہ علیہ (م 436ھ) لکھتے ہیں:

انه احد من اخذ الفقه عن ابی حنیفة و روی عنه الامام الشافعی فاخذ عن امام عظیم واخذ عنه امام عظیم وهو امام عظیم نفعنا الله بهم آمین۔ (الجواہر المضیئۃ، ج1، ص409)

ترجمہ: امام فضیل رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علمِ فقہ کی تحصیل کی، جب کہ خود ان سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ایک عظیم الشان امام (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے علم حاصل کیا، اور خود ان سے ایک عظیم الشان امام (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) نے اخذِ علم کیا اور یہ خود بھی عظیم الشان امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان سب سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

موصوف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مداح ہیں اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کو بڑا سراہا ہے۔ چنانچہ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) وغیرہ محدثین نے ان سے نقل کیا ہے:

کان ابوحنیفة رجلا فقیها معروفا بالفقه مشهورا بالورع، واسع المال معروفًا بالافضال علی کل من یطیف به صبورًا علی تعلیم العلم باللیل والنهار، حسن اللیل کثیرا لصمت قلیل الکلام حتی ترد مسئلة فی حرام او حلال، وکان یحسن یدل علی الحق هاربا من مال السلطان واذا وردت علیه مسئلة فیها حدیث صحیح اتبعه، وان کان عن الصحابة والتابعین، والاقاس فاحسن القیاس۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص340؛ کتاب الانساب، ج2، ص290)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک فقیہ تھے۔ علم فقہ کے ساتھ معروف اور ورع وتقویٰ کے ساتھ مشہور تھے۔ بڑے مالدار تھے۔ اپنے پاس آنے والے حاجت مندوں پر سخاوت کرنے میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ رات دن تعلیمِ علم میں مصروف رہتے، رات کو عبادت کرتے، اکثر خاموش رہتے اور بہت کم بات کرتے تھے۔ لیکن جب کوئی حلال یا حرام کا مسئلہ ان کے سامنے پیش ہوتا، تو پھر بہت اچھی طرح سے حق بات پر دلیل قائم کرتے۔ بادشاہوں کے مال سے دور بھاگنے والے تھے۔ جب کوئی ان کے سامنے مسئلہ پیش ہوتا، تو اگر اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث وارد ہوتی، تو اس کی پیروی کرتے۔ اگر صحیح حدیث نہ ملتی، تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی کا قول مل جاتا تو اس کو لے لیتے، ورنہ قیاس کرتے اور قیاس کرنے میں بڑی عمدگی دکھاتے تھے۔

غور فرمائیں! کس قدر عمدہ پیرائے میں امام فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علمی وعملی کمالات کو اُجاگر کیا ہے، اور کس احسن انداز میں واضح کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ محدث بھی تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح حدیث کو پہچان کر اس پر عمل پیرا ہوتے۔ اور اگر صحیح حدیث نہ ملتی، تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے آثار کی پیروی کرتے۔ اور اگر ان کے آثار بھی نہ ملتے، تو تب جا کر قیاس کرتے اور قیاس بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا عمدہ ہوتا تھا۔

اب کسی شخص کے محدثانہ مقام کو اس سے بہتر کیسے بیان کیا جا سکتا ہے؟

18 حافظ الحدیث امام عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ (م 187ھ)

امام عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ مشہور حافظ الحدیث اور نہایت بلند پایہ محدث ہیں۔ ان کے بھائی امام اسحاق بن یونس رحمۃ اللہ علیہ، والد امام یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور دادا امام أبو إسحاق عمرو بن عبد اللہ السبیعی (33ھ-127ھ) رحمۃ اللہ علیہ (استاذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بھی جلیل القدر ائمۂ حدیث ہیں۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلالتِ قدر کے باوجود امام

ابوحنیفہ ؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے اور آپ ؒ سے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ امام موفق بن احمد مکی ؒ (م 568ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

اکثر عن ابی حنیفة الروایة فی الحدیث والفقه۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص 172، للمکیؒ)

ترجمہ: انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے حدیث اور فقہ کی بکثرت روایت کی ہے۔

''سنن النسائی'' میں امام صاحب ؒ کی جو حدیث مروی ہے، اُس کو بھی آپ ؒ سے روایت کرنے والے یہی ہیں۔ (سنن کبریٰ نسائی رقم 7301)

نیز امام مکی ؒ نے ان کے شاگرد امام محمد بن داؤد ؒ (م 250ھ) سے نقل کیا ہے:

''ایک دفعہ عیسیٰ بن یونس ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی ایک کتاب نکالی، جس کا وہ ہمیں درس دینا چاہتے تھے۔ اس پر اہلِ مجلس میں سے ایک شخص نے ان سے کہہ دیا کہ آپ ؒ امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے اس سے فرمایا:

رضیت به حیا، افلا ارضی به بعد الموت۔ (مناقب ابی حنیفۃ، ص 172، للمکیؒ)

ترجمہ: میں جب امام صاحب ؒ سے آپ ؒ کی زندگی میں راضی رہا، تو اب آپ ؒ کی وفات کے بعد کیسے نہ آپ سے راضی رہوں گا؟

حافظ ابن عبدالبر مالکی ؒ (م 463ھ) نے سندِ متصل کے ساتھ موصوف کے شاگرد حافظ سلیمان شاذکونی ؒ (م 234ھ) سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے امام عیسیٰ بن یونس ؒ نے فرمایا:

قَالَ عِيسَى بن يُونُس: «لا تتكلمن فِي أَبِي حَنِيفَةَ بِسُوءٍ وَلا تُصَدِّقَنَّ أَحَدًا يسئ الْقَوْلَ فِيهِ، فَإِنِّي وَاللهِ! مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَلا أَوْرَعَ مِنْهُ، وَلا أَفْقَهَ مِنْهُ». (الانتقاء، ص 136، 137)

ترجمہ: تم امام ابوحنیفہ ؒ کے بارے میں ہرگز کوئی بری بات زبان پر نہ لانا، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کی تصدیق کرنا جو امام صاحب ؒ کو برائی سے یاد کر رہا ہو، اس لیے کہ

بخدا! میں نے کوئی شخص آپ ؒ سے افضل نہیں دیکھا، اور نہ ہی کوئی آپ ؒ سے بڑا پارسا اور آپ سے زیادہ فقیہ دیکھا ہے۔

19 سیّد الحفاظ والمحدثین امام ابوعبدالرحمن نسائی ؒ (م 303ھ)

علمِ حدیث واسماء الرجال کے یہ مشہور اور عظیم الشان امام ہیں۔ ان کا مجموعۂ حدیث، جو ''سنن نسائی'' کے نام سے مشہور ہے، صحاحِ ستہ میں شامل ہے۔ امام موصوف شروع میں امام ابوحنیفہ ؒ سے کچھ بدظن تھے، اور اسی بدظنی میں آپ ؒ پر تنقید بھی کر ڈالی۔ لیکن بعد میں جب آپ ؒ کا عظیم علمی مقام ان پر واضح ہوا، تو انہوں نے اپنی اس جرح سے رجوع کر لیا اور آپ ؒ کی روایت کو اپنی ''سنن'' میں بھی نقل کیا۔

چنانچہ ''باب: مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:

حدیث 1:۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ النُّعْمَانِ يَعْنِي أَبَا حَنِيفَةَ، عَنْ عَاصِمٍ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَيْسَ عَلَى مَنْ أَتَى بَهِيمَةً حَدٌّ». قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَالْأَوَّلُ هُوَ الْمَحْفُوظُ». (سنن کبریٰ نسائی رقم 7301)

ترجمہ: ہم سے علی بن حجر ؒ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس ؒ نے بیان کیا، وہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ عاصم یعنی ابن عمر ؒ سے، وہ ابورزین ؒ سے، اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

یہ حدیث حضرت عمر بن خطاب ؓ سے بھی حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی سند سے مروی ہے۔

حدیث 2:۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «لَيْسَ عَلَى مَنْ أَتَى بَهِيمَةً حَدٌّ».

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم 28507)

ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

حدیث 3:۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ الْكِنْدِيُّ، بِمَكَّةَ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُجْبٍ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَلَّامٍ، أنبأ مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: "لَيْسَ عَلَى مَنْ أَتَى بَهِيمَةً حَدٌّ"۔

(مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعيم ص190)

ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسرے محدثین بھی روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روایت کرنے والے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ بھی روایت کرتے ہیں۔

حدیث 4:۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَأَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم 28503)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

حدیث 5:۔ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ"۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الحَدِيثِ الأَوَّلِ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا

عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. (ترمذی تحت رقم 1455)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

حدیث 6:۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: "مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ"۔

[التعليق - من تلخيص الذهبي] - سكت عنه الذهبي في التلخيص

(مستدرک حاکم رقم 8051)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

حدیث 7:۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، أَنَّ شَرِيكًا، وَأَبَا الْأَحْوَصِ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ حَدَّثُوهُمْ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ"۔ (ابوداود رقم 4465 [حكم الألباني]: حسن)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے، اس پر حد نہیں ہے''۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: "هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَالْأَوَّلُ هُوَ الْمَحْفُوظُ"۔

(سنن کبریٰ نسائی رقم 7301)

ترجمہ یہ غیر معروف ہے اور پہلی روایت محفوظ ہے۔

جب کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کے برعکس اس روایت کو زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں:

وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الحَدِيثِ الأَوَّلِ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. (ترمذی تحت رقم 1455)

ترجمہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ یہی قول حضرت

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ بھی اس پہلی روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هٰذَا بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ: یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

اور دوسری حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو".

(ابوداؤد رقم 4465)

ترجمہ: عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث (یعنی دوسری حدیث) عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث (پہلی حدیث) کو ضعیف قرار دیتی ہے۔

تنبیہ: امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو غیر معروف تو کہا ہے، مگر اس کے کسی راوی کو ضعیف نہیں کہا ہے۔ اب اگر اُن کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضعیف اور غیر ثقہ ہوتے، تو پہلے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف قرار دیتے۔ معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اور اس سے پہلے انہوں نے اپنی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جو جرح کی تھی، اس سے رجوع کرلیا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

20 ناقد الرجال امام ابواحمد عبداللہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فن اسماء الرجال کے جلیل القدر امام ہیں اور ان کی تصنیف ''الکامل'' فنِ اسماء الرجال کی ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔

موصوف شروع میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے سخت مخالف تھے اور اپنی کتاب ''الکامل'' میں علمائے احناف کے خلاف سخت تعصب کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ضعیف کہہ ڈالا۔ لیکن جب مصر گئے اور وہاں سرخیلِ احناف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) کی شاگردی اختیار کی، تو پھر علمائے احناف کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی اور انہوں نے اپنے سابقہ نظریات سے رجوع

کرلیا، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو سخت ریمارکس دیے تھے، ان کے کفارہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کو ''مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے تالیف کیا۔ (تانیب الخطیب، ص169، للعلامۃ الکوثریؒ)

نامور غیر مقلد عالم مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی طرح امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کو بھی ان کے تعنت (تشدد) کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: ''ظاہر ہے کہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کو بھی کم از کم امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تو تعنت ہی قرار دیا جائے گا۔ (انوار المصابیح ص111)

موصوف جس زمانہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کٹر مخالف تھے اور اس مخالفت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف تک کہہ دیا تھا، لیکن اس مخالفت کے زمانے میں بھی انہوں نے یہ تسلیم کیا تھا:

قال الشَّيْخ: "وأبو حنيفة لَهُ أحاديث صالحة".

(الكامل في ضعفاء الرجال، ج8 ص 246 رقم 1954۔ المؤلف: أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365ھ)۔ الناشر: الكتب العلمية-بيروت-لبنان)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث درست ہیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد ایک راوی، جس کے متعلق امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہی الفاظ منقول ہیں، کے بارے میں لکھتے ہیں:

سوال یہ ہے کہ اگر اس کی حدیث مطلقاً ضعیف ہے، تو احادیثِ صالحہ کا کیا فائدہ؟

ع: کوئی بتلائے کہ ہم انہیں سمجھائیں کیا (توضیح الکلام، 1/328)

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی ہم غیر مقلدین حضرات سے ایسے ہی فیصلے کی توقع رکھ سکتے تھے؟ دیدہ باید۔

21 حافظ کبیر امام ابوحاتم محمد بن حبان ؒ (م 354ھ)

امام ابن حبان ؒ، جو کہ ''حدیث و اسماء الرجال'' کی عظیم شخصیت ہیں۔ امام ابن حبان ؒ نے اپنی اس ''صحیح ابن حبان'' میں امام ابوحنیفہ ؒ کی روایت سے حجت پکڑی ہے، جیسا کہ امام ابن الترکمانی ؒ کے حوالے سے گزرا ہے۔

اس کی تفصیل اس سے اگلی جلد''امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (4): مرویاتِ امام ابوحنیفہ ؒ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

محدث جلیل امام علی بن عثمان ماردینی ؒ المعروف بہ ابن الترکمانی ؒ (م 750ھ) نے بھی آپ ؒ کے متعلق تصریح کی ہے:

وان تکلم فیہ بعضھم فقد وثقہ کثیرون، واخرج لہ ابن حبان فی صحیحہ واستشھد بہ الحاکم ومثلہ فی دینہ وورعہ وعلمہ لایقدح فیہ کلام اولئک۔ (الجوہر النقی مع السنن الکبریٰ للبیہقیؒ، 8/203، طبع: مکتبۃ المعارف الریاض)

ترجمہ: آپ ؒ کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اکثر محدثین نے آپ ؒ کی توثیق کی ہے۔ امام ابن حبان ؒ نے اپنی ''صحیح'' میں آپ ؒ سے حدیث کی تخریج کی ہے اور امام حاکم ؒ نے ''المستدرک'' میں آپ ؒ کی حدیث سے استشہاد (یعنی اس کو بطورِ شہادت پیش) کیا ہے۔ لہٰذا آپ ؒ جیسے دیندار، پارسا اور اہلِ علم شخص کے بارے میں ان بعض لوگوں کا کلام کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

اور ان کا اپنی صحیح میں امام صاحب ؒ سے احتجاج کرنا، باقرار غیر مقلدین امام صاحب ؒ کے صحیح الحدیث اور ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان ؒ اور مولانا محمد شاہجہان پوری ؒ وغیرہ علمائے غیر مقلدین نے تصریح کی ہے کہ امام ابن حبان ؒ نے اپنی ''صحیح'' میں صحت کا التزام کیا ہے، اور اس میں ذکر کردہ سب احادیث صحیح ہیں۔

(لغات الحدیث، جلد 1، کتاب ص، ص 23؛ الارشاد الی سبیل الرشاد ص 249)

نیز حافظ زبیر علی زئی ؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اصحاب صحیح کا کسی راوی سے صحیح میں اخراج اس راوی کی ان کے نزدیک توثیق ہوتی ہے''۔ (تعداد رکعات قیام رمضان، ص 71)

لہٰذا امام ابن حبان ؒ کا اپنی ''صحیح'' میں امام ابوحنیفہ ؒ کی حدیث کی تخریج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ؒ ان کے نزدیک صحیح الحدیث اور ثقہ ہیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام ابن حبان ؒ نے اپنی کتاب ''المجروحین'' میں امام اعظم ؒ پر جو جرح کی ہے، وہ ان کی توثیق کے مقابلے میں مرجوح ہے، کیونکہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری نے تصریح کی ہے:

''ایک ہی امام کے قول میں اختلاف ہو تو ترجیح توثیق کو ہوتی ہے''۔

(توضیح الکلام، 1/534)

22 محدث شہیر امام محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری ؒ (م 405ھ)

امام حاکم ؒ کی شخصیت علمِ حدیث میں کسی تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ نیز امام حاکم ؒ ایک حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ وَصَلَ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، جَمَاعَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ غَيْرُ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْهُمْ: أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرَقَبَةُ بْنُ مَصْقَلَةَ الْعَبْدِيُّ، وَمُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ الْحَارِثِيُّ، وَعَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ الْحَسَنِ الْهِلَالِيُّ، وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَغَيْرُهُمْ. (المستدرک علی الصحیحین، ج2، ص187، رقم 2714)

ترجمہ: اس حدیث کو مذکورہ محدثین کے علاوہ ائمۂ مسلمین کی ایک جماعت نے بھی موصولاً بیان کیا ہے، جن میں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ، امام رقبہ بن مصقلہ عبدی ؒ، امام مطرف بن طریف حارثی ؒ، امام عبدالحمید بن الحسن الہلالی ؒ، امام زکریا بن ابی زائدہ ؒ وغیرہ شامل ہیں۔

اس بیان میں امام حاکم ؒ نے امام صاحب ؒ کی حدیث سے نہ صرف یہ کہ

استشہاد کیا ہے، بلکہ آپ ؒ کو ان ائمۂ مسلمین میں شمار کیا ہے جن پر تحقیقاتِ حدیث میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور پھر ان ائمۂ مسلمین میں بھی آپ ؒ کو سرِ فہرست ذکر کیا ہے۔

23 مورّخ کبیر امام احمد بن عبداللہ العجلی ؒ (م 261ھ)

امام عجلی ؒ تیسری صدی کے عظیم محدث ہیں۔ انہوں نے اپنی ''تاریخ الثقات'' (جس میں انہوں نے ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے) میں حضرت امام صاحب ؒ کے ثقہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ (تاریخ الثقات، رقم الترجمہ 1853، ج2، ص314)

24 محدث جلیل امام عمر بن احمد المعروف بابن شاہین ؒ (م385ھ)

امام ابن شاہین ؒ ایک جلیل القدر محدث ہیں۔ امام موصوف ؒ بھی حضرت امام اعظم ؒ اور آپ ؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف ؒ کو ''ثقات'' (ثقہ راویوں) میں شمار کرتے ہیں۔ (تاریخ اسماء الثقات، رقم الترجمۃ 1506، ص309)

نیز امام حمزہ بن یوسف سہمی ؒ (م427ھ) نے اپنی ''تاریخ جرجان'' کے آخر میں چند رواۃ (راویوں) سے متعلق امام ابن شاہین ؒ کی آراء نقل کی ہیں۔ وہاں انہوں نے ابان بن ابی عیاش ؒ کے بارے میں امام ابن شاہین ؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے کئی ثقہ راویوں نے روایت کی ہے، اور پھر ان ثقہ راویوں میں انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ اور آپ ؒ کے تلامذہ امام ابو یوسف ؒ اور امام زفر ؒ کو بھی شمار کیا ہے۔ (تاریخ جرجان، ص265۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

25 عظیم المرتبت محدث امام عبدالقادر قرشی ؒ (م775ھ)

امام قرشی ؒ، حافظ عراقی ؒ وغیرہ جیسے نامور محدثین کے استاذ ہیں۔ حافظ تقی الدین الفاسی المکی ؒ نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، اور ان کے بارے میں تصریح کی ہے کہ یہ فقہ، حدیث اور دیگر علوم کے ماہر اور صاحبِ فضیلت شخص تھے۔

(ذيل التقييد في رواة السنن والأسانيد، ج2 ص140 رقم 1307۔ المؤلف: محمد بن أحمد بن علي، تقي الدين، أبو الطيب المكي الحسني الفاسي (المتوفى: 832ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

امام موصوف بھی امام ابوحنیفہ ؒ کو ثقہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ آپ ؒ کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

والاسناد اسناد صحيح وابو حنيفة ابو حنيفة۔

(الحاوی فی بیان آثار الطحاوی، 1/326)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور امام ابوحنیفہ ؒ تو پھر ابوحنیفہ ؒ ہیں۔

یعنی امام صاحب ؒ کی ثقاہت وجلالتِ شان ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے۔

نیز امام قرشی ؒ نے آپ ؒ کی ایک اور حدیث کو بھی صحیح کہا ہے اور لکھا ہے:

كله علماء اخيار۔ (الحاوی فی بیان آثار الطحاوی، 1/326)

ترجمہ: اس سند کے سارے راوی باکمال اہل علم ہیں۔

26 مورّخ اسلام علامہ شمس الدین احمد بن خلکان شافعی ؒ (م681ھ)

علامہ ابن خلکان ؒ ایک جلیل القدر عالم اور مشہور مورّخ ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وكان كريمًا، جوادًا، سريًا، ذكيًا، أحوزيًا، عارفًا بأيام الناس.

(العبر في خبر من غبر، ج3 ص347۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

ترجمہ: یہ کریم، نہایت سخی، صاحب مروّت، ذہین، ماہر اور تاریخ کے عالم تھے۔

ممدوح نے اپنی شاندار کتاب ''وفیات الاعیان''، جو تاریخ ابن خلکان ؒ کے نام سے مشہور ہے، میں امام اعظم ؒ کا بڑا عمدہ اور مبسوط ترجمہ لکھا ہے اور اس ترجمہ میں دیگر ائمہ سے آپ ؒ کے مناقب نقل کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی ان الفاظ سے

آپ کی توثیق وتوصیف کی ہے:

وكان عاملاً، زاهداً، عابداً، ورعاً، تقياً، كثير الخشوع، دائم التضرع إلى الله تعالى.

(وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ج5 ص406۔ المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681ھ)۔ الناشر: دار صادر - بيروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عالم، باعمل، زاہد، پرہیزگار، متقی، بہت خشوع کرنے والے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

نیز لکھتے ہیں:

ومناقبه وفضائله كثيرة... فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه، ولا في روعه وتحفظه۔ (وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ج5 ص406)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام کے دیندار، پارسا اور متقی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

27 شیخ المتاخرین امام ابوالحجاج یوسف بن زکی المزی رحمۃ اللہ علیہ (م742ھ)

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ تمام مشہور متاخرین محدثین: ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے استاذ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تعارف ان الفاظ سے کرایا ہے:

شيخنا الامام، العالم، الحبر، الحافظ الاوحد، محدث الشام۔

(تذکرۃ الحفاظ، 4/193)

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے راویان حدیث کے حالات پر مشتمل اپنی لاجواب کتاب ''تہذیب الکمال'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار ترجمہ لکھا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق متعدد محدثین سے نقل کی ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کسی قسم کی جرح ذکر نہیں کی۔ (تہذیب الکمال ج29 ص417 تا445 رقم6439۔ الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ہی راجح ہے۔

28 مورّخ شہیر، محدث کبیر، علامہ عماد الدین اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م774ھ)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی شخصیت سے کون ناواقف ہوگا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر، حدیث اور تاریخ تینوں علوم میں عبور رکھتے ہیں۔ ان کے عظیم الشان ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ خود ان کے اپنے اساتذہ ان کے مقامِ علمی کی تعریف کرنے والوں میں شامل ہیں۔ مثلاً حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ)، جو ان کے مشہور استاذ ہیں، اپنے اس باکمال شاگرد کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

الامام، المحدث، المفتي، البارع...... (معجم محدثی الذہبی ص56)

موصوف کی تصنیف ''البدایۃ والنہایۃ''، جو تاریخ ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے، ایک لاجواب کتاب ہے اور عوام وخواص میں یکساں مقبول ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار اور مبسوط ترجمہ لکھا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب وفضائل میں متعدد جلیل القدر محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں اور خود بھی بڑے اعلیٰ الفاظ میں آپ کی توثیق وتوصیف کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ، وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّيْمِيُّ، مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ، فَقِيهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمُتَّبَعَةِ۔

(البداية والنهاية، ج13 ص415، 416)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نعمان بن ثابت تیمی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عراق کے فقیہ، ائمۂ اسلام اور علماء کے سرداروں میں سے ایک، بلند پایہ علماء میں سے ایک، اور ائمۂ اربعہ کہ جن کے مذاہب کی پیروی کی جاتی ہے، میں سے ایک ہیں۔

29 محدث بحر امام جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (م762ھ)

امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ایک متبحر اور کثیر الاستحضار محدث ہیں۔ اور یہ ان اہلِ علم میں سے ہیں کہ

جن کی غیر جانبداری اور عدم تعصب سب کو تسلیم ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے ان کے محدثانہ مقام کی بڑی تعریف کی ہے۔

(الدرر الکامنۃ،2/188،189)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور پختہ کار محدث ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ کم ازکم دو احادیث کی اسناد کو جیّد قرار دیا ہے۔

(نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي، ج3 ص240؛ ج4 ص53۔ المؤلف: جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي (المتوفى: 762ھ)۔الناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت -لبنان/دار القبلة للثقافة الإسلامية-جدة-السعودية)

معلوم ہوا ان کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ روایتِ حدیث میں ثقہ اور جیّد الحدیث ہیں۔

30 علامۃ الدہر امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (م 741ھ)

موصوف اپنے وقت میں حدیث کے علّامہ اور فصاحت وبلاغت کے امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں زیادہ مشہور ''مشکٰوۃ المصابیح'' ہے، جو کہ حدیث کی نہایت مقبول ومتداول کتاب ہے اور درسِ نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔ کئی علمائے کبار، مثلاً: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ حسن طیبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔ انہوں نے رجالِ مشکٰوۃ پر بھی ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''اکمال فی اسماء الرجال'' ہے، جو کہ مشکٰوۃ کے آخر میں بھی طبع ہے اور علیحدہ بھی چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ترجمہ لکھا ہے، حالانکہ مشکٰوۃ میں وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

فانه كان عالما، عاملا، ورعا، زاهدا، عابدًا، امامًا في علوم الشريعة،

والغرض بأيراد ذكره في هذا الكتاب، وان لم نروعنه حديثا في المشكاة للتبرك به لعلو مرتبته ووفور علمه۔

(اکمال فی اسماء الرجال مع مشکٰوۃ المصابیح،2/647)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عالم، باعمل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علوم شریعت میں امام تھے۔ اگرچہ ہم نے ''مشکٰوۃ المصابیح'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب (اکمال) میں ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ اس لیے کر رہے ہیں تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالی المرتبت اور وافر العلم (کثیر العلم) تھے۔

31 محدثِ جلیل امام محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 744ھ)

موصوف جو کہ ''ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ'' سے مشہور ہیں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تعارف:

الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الْعَلَّامَةُ النَّاقِدُ الْبَارِعُ۔

(البداية والنهاية، ج18 ص466۔المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ)۔الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان)

الشیخ، الامام، العالم، العلّامۃ، الناقد اور البارع جیسے عظیم القاب سے کرایا ہے۔

یہ عظیم الالقاب بزرگ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محدثانہ مقام کے بڑے معترف ہیں، چنانچہ انہوں نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں ایک بڑی عمدہ کتاب ''مناقب الائمۃ الاربعۃ'' کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف کا آغاز: احد الائمۃ الاعلام اور فقیہ العراق کے القاب سے کیا۔ (مناقب الائمۃ الاربعۃ، ص۵۸-۸۷، طبع: دار المؤید، بیروت)

اور پھر تفصیل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کیے۔

نیز انہوں نے ''محدثین وحفاظِ حدیث'' کے حالات پر مشتمل اپنی کتاب ''طبقات علماء الحدیث'' میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا عمدہ ترجمہ لکھا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا آغاز

انہوں نے الامام، فقیہ العراقین کے القاب سے کیا۔ نیز آپ ؒ کے بارے میں لکھا ہے:

وكان إمامًا، ورعًا، عالمًا، عاملًا، مُتعبدًا، كبير الشأن، لا يقبل جوائز السلطان، بل يَتَّجِرُ وَيَتَكَسَّبُ.

(طبقات علماء الحديث، ج 1 ص 260۔ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الهادي الدمشقي الصالحي (المتوفى: 744 ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت-لبنان)

ترجمہ: آپ ؒ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار اور کبیر الشان تھے۔ آپ ؒ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

32 محدث ناقد حافظ شمس الدین الذہبی ؒ (م 748ھ)

حافظ ذہبی ؒ حدیث، اسماء الرجال اور تاریخ وغیرہ علوم کے عظیم سپوت ہیں، اور ان علوم میں ان کو جو تبحر اور فضل وکمال حاصل ہے، اس کی نظیر متاخرین محدثین میں ملنی مشکل ہے۔ یہ علوم حدیث کے علّامہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے عظیم محدثانہ مقام کو بہت سراہتے ہیں، اور انہوں نے اپنے متعدد ریمارکس میں آپ ؒ کی زبردست توثیق کی ہے۔ انہوں نے امام صاحب ؒ کو محدثین کے طبقے میں شمار کیا ہے، اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب ؒ نے بڑے اہتمام سے علمِ حدیث کو حاصل کیا تھا۔ اور طلبِ حدیث میں دیگر بلادِ اسلامیہ کی طرف رحلتِ سفر بھی باندھا تھا۔

علاوہ ازیں حافظ ذہبی ؒ نے علمِ حدیث میں آپ ؒ کی عظمتِ شان کو تسلیم کرتے ہوئے آپ ؒ کو امام بخاری ؒ وغیرہ جیسے ائمہ کے زمرے میں سے قرار دیا، اور جیسے انہوں نے امام بخاری ؒ وغیرہ ائمہ کو اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' (جس میں آپ ؒ نے صرف ضعیف اور متکلم فیہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے) میں ذکر

نہیں کیا، اسے ہی انہوں نے اس کتاب میں امام اعظم ؒ کا بھی کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

حافظ ذہبی ؒ آپ ؒ کی جلالتِ شان کے بدِل (دل سے) قائل ہیں، چنانچہ اپنی مایہ ناز کتاب ''میزان الاعتدال'' کے شروع میں فرماتے ہیں:

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة، والشافعي، والبخاري.

(ميزان الاعتدال في نقد الرجال، ج 1 ص 2۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)۔ الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت-لبنان)

ترجمہ: اور اسی طرح میں اس کتاب میں ان ائمہ کا ذکر نہیں کروں گا جن کی احکامِ شریعت (فروع) میں پیروی کی جاتی ہے، کیونکہ ان کی شان اسلام میں بہت بڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عظمت بہت ہے، مثلاً: امام ابوحنیفہ ؒ اور امام شافعی ؒ اور امام بخاری۔

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی ؒ کے نزدیک امام صاحب ؒ امام بخاری ؒ وغیرہ جیسے ائمہ کے زمرے میں سے ہیں، اور آپ ؒ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کو ضعیف اور متکلم فیہ راویوں میں ذکر کرنا غیر مناسب ہے۔

نیز حافظ موصوف ؒ نے محدثین اور حفاظ حدیث کے حالات پر جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے تقریباً ہر کتاب میں انہوں نے امام صاحب ؒ کا ترجمہ لکھا ہے، اور بڑے شاندار الفاظ میں آپ ؒ کی توثیق وتوصیف کی ہے۔

مثلاً موصوف نے حفاظ حدیث پر مشتمل اپنی لاجواب کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ ؒ کا بہترین ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز انہوں نے آپ ؒ کے بارے میں یہ القاب کہہ کر کیا ہے،

الامام الاعظم، فقيه العراق...

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے:

وكان إماما، ورعا، عالما، عاملا، متعبدا، كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص127)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام (دین کے پیشوا) تھے، نہایت پرہیز گار تھے، عالمِ باعمل تھے، عبادت گزار اور بڑی شان والے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ خود تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''سبحان اللہ! کیسے مختصر الفاظ میں کس خوبی سے ساری حیاتِ طیبہ کا نقشہ سامنے رکھ دیا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر علمی و عملی شعبہ اور قبولیتِ عامہ اور غنائے قلبی اور احکام و سلاطین سے بے تعلقی وغیرہ فضائل میں کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ کر نہیں رکھا''۔ (تاریخ اہل حدیث (ص79، 80)

اسی طرح ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفِ لطیف ''سیر اعلام النبلاء'' میں بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مبسوط ترجمہ لکھا ہے، اور اس میں دیگر ائمہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں توثیقی اقوال نقل کرنے کے علاوہ خود بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان اوصاف سے یاد کیا ہے:

أَبُو حَنِيْفَةَ: النُّعْمَانُ بنُ ثَابِتِ بنِ زُوْطَى التيمي الكوفي: الإِمَامُ، فَقِيْهُ المِلَّةِ، عَالِمُ العِرَاقِ. (سیر اعلام النبلاء، ج 6 ص390)

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے آخر میں لکھا ہے کہ:

وَسِيْرَتُه تَحْتَمِلُ أَنْ تُفْرَدَ فِي مُجَلَّدَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَحِمَهُ.

(سير أعلام النبلاء، ج6 ص403۔ المؤلف : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ) الناشر : مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مستقل دو جلدوں میں ہی بیان کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے راضی ہو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے۔

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان دس کبار ائمہ میں سے قرار دیا ہے جن پر علمِ حدیث

کا مدار ہے۔ جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تفوقِ حدیث کے بیان میں بحوالہ گزر رہا ہے۔

اسی طرح حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''العبر'' میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز ''فقیہ العراق اور الامام'' جیسے القاب سے کیا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی ہے:

وكان من اذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء۔

(العبر فی خبر من غبر، 1/164)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ذہین ترین انسانوں میں سے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ، عبادت، ورع اور سخاوت کے جامع تھے۔

حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (م 742ھ) نے رواتِ حدیث کے حالات پر ایک بے نظیر کتاب بنام ''تہذیب الکمال'' لکھی ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اختصار ''تذہیب تہذیب الکمال'' کے نام سے کیا ہے۔ اس کتاب میں بھی انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ لکھا ہے اور اس میں انہوں نے متعدد ائمہ سے آپ کی توثیق نقل کی ہے، اور آخر میں لکھا ہے:

قد احسن شيخنا ابوالحجاج حيث لم يورد شيئا يلزم منه التضعيف۔ (تذہیب تہذیب الکمال، 9/225، طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاہرۃ)

ترجمہ: ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بہت اچھا کیا کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی ایسا قول نقل نہیں کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ضعیف ہونا لازم آئے۔

گویا حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کالعدم ہے۔

نیز حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں مستقل ایک رسالہ لکھا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو نامور تلامذہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں بھی علیحدہ علیحدہ رسالے تصنیف کیے ہیں۔ یہ تینوں رسالے یکجا ''مناقب ابی حنیفۃ و صاحبیہ'' کے نام سے مطبوعہ ہیں۔ اس

رسالہ میں انہوں نے امام صاحب ؒ کے مناقب وفضائل بسط سے لکھے ہیں۔

جَزَاهُ اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

مزید برآں حافظ ذہبی ؒ نے امام حاکم نیشاپوری ؒ (م 405ھ) کی کتاب ''المستدرک'' کا جو خلاصہ بنام ''تلخیص المستدرک'' لکھا ہے، اس میں انہوں نے آپ ؒ کی حدیث کو نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے اور کسی قسم کی جرح نہیں کی۔

(حاشیۃ المستدرک، ج3 ص373، رقم 5070)

اور غیر مقلدین حضرات کے محدث مولانا عبداللہ روپڑوی ؒ نے تصریح کی ہے:

''جس حدیث پر ذہبی ؒ مختصر (تلخیص المستدرک) میں سکوت کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہے''۔ (فتاویٰ اہل حدیث، 1/635)

لہٰذا ذہبی ؒ کا امام صاحب ؒ کی حدیث پر سکوت کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ؒ ان کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں۔

اسی طرح حافظ ذہبی ؒ نے آپ ؒ کی کئی احادیث کو نقل کر کے ان کی اسناد کو عالی قرار دیا ہے۔ مثلاً: وہ آپ ؒ کی ایک حدیث کو بہ سند روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا اسناده متصل عال۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/215، ترجمہ امام ابو یوسفؒ)

ترجمہ: اس حدیث کی سند متصل اور عالی ہے۔

نیز وہ آپ ؒ کی ایک اور حدیث، جس کو آپ ؒ سے امام ابوعبدالرحمٰن المقری ؒ نے روایت کیا ہے، کو بہ سند نقل کرنے کے بعد اس کو بھی سندِ عالی سے تعبیر کرتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 8، ص319، رقم الترجمہ 1566)

اور ''سندِ عالی'' کی تعریف کیا ہے؟ اس بارے میں مشہور غیر مقلد عالم و ادیب مولانا محمد حنیف ندوی ؒ کا بیان ملاحظہ کریں، جس میں وہ سندِ عالی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سند کے عالی ہونے کے معنی وہ نہیں جو عوام کے ذہن میں ہیں، یعنی یہ کہ سلسلۂ

روایت جس قدر مختصر ہوگا اور رواۃ کی تعداد جس قدر کم ہوگی، اسی نسبت سے اس میں علو اُبھر آئے گا۔ اس کے برعکس علو سے مراد یہ ہے اس کو ایسے جلیل القدر محدث کا قرب حاصل ہے کہ جس کی ثقاہت، تثبت اور فقۂ حدیث امورِ مسلّم میں سے ہو، چاہے رواۃ کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ (مطالعہ حدیث، ص127)

اس بیان سے یہ حقیقت بالکل آشکارا ہوگئی کہ حافظ ذہبی ؒ کے نزدیک حضرت امام اعظم ؒ کی ثقاہت، تثبت (علم حدیث میں پختگی) اور فقاہتِ حدیث امورِ مسلّم میں سے ہیں۔

33 عُمْدَۃُ الْمُؤرخین امام تقی الدین احمد بن علی المقریزی ؒ (م ۸۴۵ھ)

امام مقریزی ؒ ایک بلند پایہ محدث و مؤرخ ہیں۔ امام موصوف ؒ بھی اگرچہ احناف کے خلاف تعصب رکھتے ہیں، جیسا کہ امام ابن العماد ؒ نے تصریح کی ہے۔ (شذرات الذھب، 7/254، 255)

لیکن اس تعصب کے باوجود ان کو بھی یہ تسلیم ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے خلاف جرح مردود ہے، اور آپ ؒ کی توثیق ہی راجح ہے، چنانچہ انہوں نے امام ابن عدی ؒ کی کتاب ''الکامل'' کی جو تلخیص کی ہے، اس میں انہوں نے امام صاحب ؒ کی عظمتِ شان کے پیشِ نظر آپ ؒ کے ترجمہ کو عمداً حذف کر دیا ہے، کیونکہ اس میں امام ابن عدی ؒ نے امام صاحب ؒ کے خلاف جرح نقل کی ہے۔

(مختصر الکامل، ص752، مع الحاشیہ)

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام صاحب ؒ ثقہ ہیں، اور ابن عدی ؒ نے آپ ؒ کے خلاف جو جرح نقل کی ہے وہ کالعدم ہے۔

34 مؤرخ باکمال امام جمال الدین ابن تغری بردی ؒ (م 874ھ)

موصوف تاریخ واسماء الرجال کے ایک بے مثل و باکمال عالم ہیں۔ امام ابن العماد حنبلی ؒ نے ان کا بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز ان القاب سے کیا ہے:

الامام. العلّامة......(شذرات الذهب، 7/317)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کے بڑے معترف ہیں، چنانچہ انہوں نے ان کا تعارف ''الامام اعظم'' کے عظیم لقب سے کرایا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

برع في الفقه والرأي، وساد اهل زمانه بلا مدافعة في علوم شتى.

(النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، ۲/۱۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اور رائے میں کمال حاصل کیا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ متعدد علوم میں اپنے تمام معاصرین کے سرخیل ہیں۔

35 حافظ الدنیا امام ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علومِ حدیث میں جس شخص نے زیادہ شہرت کمائی، وہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) ان کو: شیخ الاسلام، امام الحفاظ فی زمانہ (اپنے زمانے میں حفاظِ حدیث کے امام)، حافظ الدیار المصریہ اور حافظ الدنیا جیسے عظیم القاب سے مُلقّب کرتے ہیں۔ (طبقات الحفاظ، ص552)

حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرنے والوں میں سے ہیں۔

چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھئے! علومِ حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تبحر وفضل وکمال اور احوالِ رجال سے آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ''تہذیب التہذیب'' میں جو اصل میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تہذیب'' کی تہذیب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیتِ عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے۔ بلکہ بزرگانِ دین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی از حد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے

ہیں:

''الناس في ابي حنيفة حاسد وجاهل''

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق (بری رائے رکھنے والے) لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں۔ سبحان اللہ! کیسے اختصار سے دو حرفوں میں معاملہ صاف کر دیا''۔ (تاریخ اہل حدیث، ص81، 82)

تنبیہ: یہ مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا تسامح ہے کہ ''تہذیب التہذیب'' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تہذیب کی تہذیب ہے، بلکہ یہ اصل میں حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تہذیب الکمال'' کی تہذیب ہے۔

مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی جس کتاب ''تہذیب التہذیب'' کا حوالہ دیا ہے، وہ حافظ خریبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:-

قال بن أبي داود عن نصر بن علي سمعت بن داود يعني الخريبي يقول: الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل.

(تهذيب التهذيب، ج10 ص451 رقم817)

اس میں حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق وتوصیف میں متعدد ائمۂ حدیث کے اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھا ہے:

ومناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله تعالى عنه واسكنه الفردوس آمين.

(تهذيب التهذيب، ج 10 ص 452 رقم 817. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند. الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے راضی ہو، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں ٹھکانہ نصیب فرمائے۔ آمین

نیز ماقبل بحوالہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ گزرا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے خلاف امام نسائی ؒ کی جرح کو کالعدم قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے: "امام صاحب ؒ ان لوگوں میں سے ہیں جو پل عبور کر چکے ہیں"۔ یعنی اب آپ ؒ کی توثیق ہی راجح ہے اور آپ ؒ کے خلاف جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ امام سخاوی ؒ نے حافظ ابن حجر ؒ کے اس کلام کو "توثیق ابی حنیفۃ ؒ" کے عنوان سے بیان کیا ہے۔

نیز حافظ موصوف ؒ نے اپنی دوسری مشہور کتاب "لسان المیزان" میں سابق بن عبداللہ الرقی ؒ کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں:

لان الرقی احادیثه مستقیمة عن مطرف وابی حنیفة۔

(لسان المیزان، ۳/۳)

ترجمہ: امام رقی ؒ نے امام مطرف ؒ اور امام ابوحنیفہ ؒ سے درست (صحیح) احادیث روایت کی ہیں۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر ؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہ ؒ کی روایت کردہ احادیث درست اور صحیح ہیں، کیونکہ اگر آپ ؒ کی احادیث صحیح نہیں تھیں، تو پھر امام رقی ؒ نے آپ ؒ سے احادیث مستقیمہ کیسے روایت کر لی ہیں؟

اور مولانا عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے یہ تصریح کی ہے کہ جب کسی حدیث کو صحیح کہا جاتا ہے تو اس کے ضمن میں اس کے راویوں کی توثیق بھی آجاتی ہے۔

(تعداد تراویح ص46)

لہٰذا حافظ ابن حجر ؒ کا امام ابوحنیفہ ؒ کی احادیث کو مستقیمہ (جو احادیث صحیحہ کے حکم میں ہیں) قرار دینے سے ان کے نزدیک آپ ؒ کا ثقہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

36 محدث جلیل وفقیہ نبیل امام بدرالدین عینی ؒ (م 855ھ)

امام عینی ؒ حدیث، فقہ، تاریخ اور اسماء الرجال وغیرہ علوم کے عظیم امام اور "صحیح بخاری" اور "ہدایہ" وغیرہ کتب کے بلند مرتبت شارح ہیں۔ علامہ ابن العماد ؒ نے

ان کا بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز انہوں نے آپ ؒ کے شاگرد امام ابن تغری ؒ کے ان الفاظ سے کیا ہے:

العلّامة، فريد عصره، وحيد دهره، عمدة المؤرخين، مقصد الطالبين۔

(شذرات الذهب، 7/786)

امام عینی ؒ جیسے عظیم المرتبت بھی امام ابوحنیفہ ؒ کو اعلیٰ درجہ کا ثقہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ آپ ؒ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

قلت: الزيادة من الثقة مقبولة ولا سيما مثل أبي حنيفة رحمه الله۔

(البناية شرح الهداية، ج1 ص242۔ المؤلف: محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن الحسين المعروف بـ »بدر الدين العينى« الحنفى (ت ۸۵۵ ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان۔ تحقيق: أيمن صالح شعبان۔ الطبعة: الأولى، ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م)

ترجمہ: ثقہ کی زیادت مقبول ہے، بالخصوص جب وہ ثقہ امام ابوحنیفہ ؒ جیسا شخص ہو۔

اس سے واضح ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ ؒ ثقاہت کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں کہ آپ ؒ کی روایت ہر حال میں مقبول ہے۔

37 محدث و مؤرخ امام صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی ؒ (م 764ھ)

امام صفدی ؒ حدیث اور تاریخ وغیرہ علوم کے نامور امام ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) جو اُن کے استاذ ہیں وہ بھی ان کی تعریف کرتے ہیں، اور ان کو: الامام العادل، الادیب البلیغ الاکمل، کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

(معجم محدثی الذھبی ص67)

انہوں نے اپنی تاریخ میں امام اعظم ؒ کا بڑا شاندار اور مبسوط ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز: الامام، العَلَم (علم کے پہاڑ) سے کیا ہے۔

اور پھر آپ ؒ کے حق میں متعدد محدثین کے توثیقی اقوال نقل کیے ہیں، اور خود بھی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر کمالات کو خوب بیان کیا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے:

وَلم یکن فِی أَبی حنیفَة رضی الله عنه مَا یُعاب بِهِ غیر اللّحن

(الوافی بالوفیات، ج 27 ص 92. المؤلف: صلاح الدین خلیل بن أیبك بن عبد الله الصفدی (ت 764 ھ). المحقق: أحمد الأرناؤوط وترکی مصطفی. الناشر: دار إحیاء التراث-بیروت. عام النشر: 1420ھ-2000م. عدد الأجزاء: 29)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عیب دار بنائے، سوائے کلام میں ایک غلطی کے۔

پھر انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کلام ذکر کر کے خود ہی اس کا عالمانہ جواب دیا، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کو درست قرار دیا۔ (الوافی بالوفیات، 27/89-95)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں (روایتِ حدیث میں ضُعف وغیرہ کا) کوئی عیب نہیں ہے۔

38 محدث شہیر امام صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ (م 923ھ)

امام خزرجی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں۔ انہوں نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تذھیب تھذیب الکمال'' کی تلخیص لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا آغاز: ''النُّعمَان بن ثَابت الفَارِسِی أَبُو حنیفَة إِمَام الْعرَاق وفقیه الأمة'' کے القاب سے کیا، اور پھر کئی محدثین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق نقل کی، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ادنیٰ سی جرح بھی ذکر نہیں کی۔

(خلاصة تذهیب تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، ص 402. المؤلف: أحمد بن عبد الله بن أبی الخیر بن عبد العلیم الخزرجی الأنصاری الساعدی الیمنی، صفی الدین (المتوفی: بعد 923ھ). الناشر: مکتب المطبوعات الإسلامیة/دار البشائر-حلب/بیروت)

اور یہ بات خود غیر مقلدین کو بھی تسلیم ہے کہ امام خزرجی رحمۃ اللہ علیہ جس کے خلاف جرح نقل

نہ کریں وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ (ماہنامہ الحدیث ش 49 ص 40)

39 محدث فاضل امام محمد بن عبدالرحمان ابن الغزی رحمۃ اللہ علیہ (م 1167ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ شافعی المذہب محدث مؤرخ ہیں۔ امام محمد بن خلیل مرادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1206ھ) نے ان کا تعارف ان الفاظ سے کرایا ہے:

عالم، فاضل، محدث، نحریر۔ (سلك الدرر فی القرن الثانی عشر، 4/54)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرنے والوں میں سے ہیں، چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان عظیم القاب سے مُلقّب کرتے ہیں:

الإمام أبو حنیفة: النعمان بن ثابت بن زوطی. الحبر، البحر، المجتهد، الإمام الأعظم، الورع، الزاهد، العابد، الکوفی التابعی الجلیل.

(دیوان الاسلام، ج 2 ص 151، 152)

ترجمہ: اَلْحِبر (بہت بڑے عالم)، اَلْبَحر (علم کے سمندر)، المجتہد، الامام الاعظم، الورع (پارسا)، الزاہد (پرہیزگار)، العابد (عبادت گزار)، التابعیؒ الجلیل (جلیل القدر تابعی)

اب اس سے بڑی وزنی توثیق اور کیا ہو سکتی ہے؟

40 محدث علامہ اسماعیل العجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1162ھ)

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر محدث اور عظیم المرتبت شافعی عالم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب عِقْدُ اللَّآلِیِٔ وَالْمَرْجَانِ فِیْ تَرْجَمَةِ الْإِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے:

فهو رضی الله عنه حافظ، حجة، فقیه.

(مقدمة الاربعون العجلونیة، ص 20، طبع دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث، راویت حدیث میں حجت اور فقیہ ہیں۔

اس بیان میں علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ الحدیث قرار دینے کے

علاوہ ''حُجَّۃُ الْحَدِیْث'' بھی کہا ہے جو کہ ان کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک زبردست توثیق ہے، کیونکہ لفظ ''حجۃ'' الفاظ توثیق میں سے ہے، اور یہ لفظ ''ثقہ'' سے بھی اعلیٰ ہے، چنانچہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) بحوالہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) لکھتے ہیں:

الحجة فوق الثقة۔ (طبقات الحفاظ ص389)

ترجمہ: حجت الحدیث ثقہ سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (7): فضائل ومناقب

☆ قارئین! حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ائمۂ حدیث اور اربابِ جرح و تعدیل کے یہ چیدہ چیدہ توثیقی اقوال نقل کیے گئے ہیں، ورنہ اس طرح کے سینکڑوں اقوال کتبِ رجال میں منقول ہیں، جن کو اختصار کے سبب ذکر نہیں کیا گیا، اس لیے کہ ایک انصاف پسند شخص ان مذکورہ اقوال سے ہی یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کا روایتِ حدیث میں کس قدر بلند مقام تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت وتثبت کتنی زیادہ بلند تھی؟ رہا ضدی اور متعصب تو اس کے لیے دلائل کے دفتروں کے دفتر بھی بے کار ہیں، کیونکہ: ؎

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا!

41 علمائے غیر مقلدین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق

گذشتہ صفحات میں آپ محدثین وائمہ رجال سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد اب علمائے غیر مقلدین میں سے چند مشہور حضرات کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق سے متعلق اقوال پیش کیے جاتے ہیں کیونکہ:

ع وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔

1 ماقبل آپ مشہور غیر مقلد عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1339ھ) کا بیان

پڑھ چکے ہیں، جس میں انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے عمدہ الفاظ میں تعریف کی ہے اور صاف اقرار کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

2 اسی طرح مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (جو جماعت غیر مقلدین میں ''امام المسلمین'' کے لقب سے مشہور ہیں) سے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں متعدد توثیقی اقوال گزر چکے ہیں۔

3 مولانا عبدالقادر سندھی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد فاضل مدینہ یونیورسٹی، جو شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے، یہ بھی صاف اقرار کرتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، عادل، عظیم امام اور حجت ہیں''۔ (مسئلہ رفع الیدین مترجم ص92)

4 مشہور صاحب التصانیف غیر مقلد عالم مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م 1340ھ) بھی تصریح کرتے ہیں:

''امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پختہ اہل حدیث تھے''۔ (مشکوٰۃ محمدی ص217)

5 غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

باقی کسی ثقہ کا کسی سے روایت کرنا مَرْوِیْ عَنْہ کے ثقہ ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

كَمَا رَوٰى اَبُوْ حنيفةَ عَنْ جَابِرِ الْجُعْفِي۔

ترجمہ: جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے......

(التحقیق الراسخ ص124)

مولانا گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا صاف مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ ہونے کے باوجود جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لی ہے جو کہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کو مستلزم نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ مولانا گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں۔

6 دمشق کے مشہور غیر مقلد عالم شیخ محمد جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (م 1332ھ) نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے عمدہ الفاظ میں توثیق وتعریف کی ہے۔ چنانچہ موصوف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وکان عالما، عاملا، زاھدا، ورعا، تقیا، کثیر الخشوع، دائم التضرع۔

(الفضل المبین علی عقد الجوھر الثمین، ص249)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ عالم، باعمل، زاہد، صاحب ورع، پرہیزگار، کثیر الخشوع اور ہمیشہ عاجزی کرنے والے تھے۔

7 آخر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ امام اعظم ؒ سے جن محدثین نے روایتِ حدیث کی ہے وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا، جیسا کہ امام اعظم ؒ کے تلامذہ کے بیان میں بحوالہ حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) وغیرہ محدثین گزرا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (1): حیات وخدمات)

یہ بھی باقرارِ غیرمقلدین امام اعظم ؒ کی توثیق پر ایک مستقل وٹھوس دلیل ہے۔ چنانچہ غیرمقلدین کے نامور مناظر مولانا عبداللہ لائل پوری ؒ نے تمنا عمادی (منکرِ حدیث) کے قول: زہری ؒ کے ہزاروں شاگرد تھے، کے ذیل میں لکھا ہے:

”زہری ؒ کی توثیق کے لیے یہی کافی ہے“۔

(حاشیہ مقالاتِ حدیث، ص457، از: مولانا اسماعیل سلفی ؒ غیرمقلد)

بنابریں امام اعظم ؒ سے بھی بے شمار محدثین کا روایت حدیث کرنا بھی آپ ؒ کی توثیق کے لیے کافی ہے۔ لہٰذا آپ ؒ کی ثقاہت پر غیرمقلدین کے اعتراض کا باطل ہونا خود اُن کے اپنے نامور مناظر سے ثابت ہوگیا۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

باب 7

امام اعظم ؒ کا بلند پایہ حافظہ اور ضبطِ حدیث کے بیس دلائل

امام اعظم ؒ حدیث میں نہایت ثقہ اور عظیم محدثانہ شان کے مالک تھے۔ آپ ؒ بلند پایہ حافظ الحدیث بھی تھے اور الفاظِ حدیث کے حفظ اور ضبط کے لیے آپ ؒ کا حافظہ نہایت قوی تھا۔

ذیل میں آپ ؒ کے حفظِ حدیث سے متعلق کچھ دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل 1 امام یحییٰ بن معین ؒ، امام علی بن مدینی ؒ، امام عبداللہ بن مبارک ؒ، امام عجلی ؒ، امام ابن شاہین ؒ اور امام حاکم ؒ وغیرہ ائمۂ حدیث نے بالتصریح امام صاحب ؒ کو ثقہ کہا ہے جو کہ باقرار علمائے غیرمقلدین آپ ؒ کے قَوِیُّ الْحَافِظَۃ اور ضَابِطُ الْحَدِیْث ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ غیرمقلدین کے محقق اعظم مولانا عبدالرحمن مبارکپوری ؒ (م1353ھ) فرماتے ہیں:

”ثقہ اس راوی کو کہتے ہیں جو عادل اور ضابط ہو۔ پس جو راوی عادل ہو اور ضابط نہ ہو، یا ضابط ہو عادل نہ ہو تو اس کو ثقہ نہیں کہیں گے“۔ (تحقیق الکلام، ج1، ص80)

مولانا مبارکپوری صاحب ؒ کی اس تصریح کے مطابق جن ائمہ حدیث نے امام صاحب ؒ کو ثقہ کہا ہے، ان کے نزدیک آپ ؒ ضَابِطُ الْحَدِیْث (حدیث کو یاد رکھنے میں پختہ) بھی ہیں۔

دلیل 2 امام صاحب ؒ روایتِ حدیث میں کیسے قَوِیُّ الْحِفْظ نہ تھے، حالانکہ روایتِ حدیث کے لیے آپ ؒ نے یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ آدمی کو صرف وہی حدیث بیان کرنی

چاہیے جس کو اس نے سماع کے وقت سے لے کر روایت کرنے کے وقت تک برابر یاد رکھا ہو۔ حافظ ابن عبدالبر ؒ (م 463ھ) اور حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) وغیرہ محدثین نے آپ ؒ کے شاگردِ رشید امام ابویوسف ؒ (م 182ھ) سے آپ ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

قَالَ أَبُو يُوسُفَ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: "لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُحَدِّثَ مِنَ الْحَدِيثِ، إِلَّا مَا يَحْفَظُهُ مِنْ وَقْتِ مَا سَمِعَهُ".

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، للذهبي، ص35؛ الانتقاء ص139، لابن عبدالبرؒ؛ سیر اعلام النبلاء، ج6، ص536، للذہبیؒ؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ص31، 257؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص73)

ترجمہ: آدمی کو اس وقت تک حدیث بیان نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ وہ حدیث اس کو سننے کے دن سے لے کر بیان کرنے کے دن تک برابر یاد نہ ہو۔

دلیل 3: آپ ؒ نے اس مذکورہ شرط پر عمل بھی کر کے دکھایا اور کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جس کے آپ ؒ حافظ نہ تھے۔ چنانچہ امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین ؒ (م 233ھ) کا یہ بیان امام صاحب ؒ کی توثیق میں گزر چکا ہے:

سَمِعْتُ يَحْيَى بن معين، يَقُولُ: "كَانَ أَبُو حنيفة ثقة، لا يحدث [ص:581] بالحديث إلا ما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ".

(تاریخ بغداد ج15 ص580، 581؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج29 ص424؛ سير أعلام النبلاء ج6 ص395؛ تهذيب التهذيب ج10 ص450؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج3 ص134؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص88، 123، 126)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ حدیث میں ثقہ تھے، اور آپ ؒ صرف وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ ؒ کو حفظ ہوتی تھی، اور جو حفظ نہیں ہوتی تھی آپ ؒ اس کو بیان نہیں کرتے تھے۔

امام یحییٰ ؒ کے مذکورہ بیان سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ امام صاحب ؒ اپنی تمام مرویات کے حافظ تھے۔

دلیل 4: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْث امام شعبہ بن حجاج ؒ (م 160ھ)، جن کو علم حدیث و اسماء الرجال میں وہ مقام حاصل ہے کہ جس کے سامنے سب محدثین کی نظریں نیچی ہیں۔ علم حدیث کے یہ جَبَلِ علم بھی روایت حدیث میں امام صاحب ؒ کے "جَیِّدُ الْحِفْظ" ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابوعبداللہ صیمری ؒ (م 436ھ) نے موصوف کا امام صاحب ؒ کے بارے میں یہ بیان نقل کیا ہے:

وكان والله! حسن الفهم، جيّد الحفظ حتى شنعوا عليه بما هو والله اعلم به منهم. (أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص23)

ترجمہ: اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ ؒ عمدہ فہم اور پختہ حافظہ کے مالک تھے۔ اللہ کی قسم! آپ ؒ کے مخالفین نے آپ ؒ پر جو طعن و تشنیع کی ہے، آپ ؒ اس کو اُن سے بہتر جانتے تھے۔

دلیل 5: جلیل القدر محدث امام اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق ؒ (م 162ھ)، جن کو حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) حافظ، حجۃ، صالح، خاشع اور وِعاء العلم کے القاب سے یاد کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص158)، ان سے علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) نے سندِ متصل کے ساتھ یہ بیان نقل کیا ہے:

كان نعم الرجل النعمان، ما كان احفظه لكل حديث فيه فقه، واشد فحصه عنه، واعلمه بما فيه من الفقه، وكان قد ضبط عن حماد فاحسن الضبط عنه.

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص23؛ تاریخ بغداد ج15 ص459؛ الجواهر المضية ج1 ص141)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ؒ کیا ہی اچھے انسان تھے کہ ہر وہ حدیث جو فقہ سے متعلق تھی، آپ ؒ کو اچھی طرح حفظ تھی اور ایسی حدیث کی آپ ؒ کو بے حد

جستجو رہتی تھی، اور اس میں جو کچھ فقہی نکات ہوتے تھے، ان کو بھی آپ ؒ اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ ؒ نے اپنے استاذ امام حماد ؒ سے احادیث یاد کی تھیں اور خوب ان کو ضبط کیا تھا۔

دلیل 6 شیخ المحدثین امام حسن بن صالح بن حی ؒ (م 167ھ) بھی امام صاحب ؒ کو حافظ الحدیث تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابوعبداللہ صیمری ؒ (م 436ھ) نے ان سے امام صاحب ؒ کے بارے میں یہ قول روایت کیا ہے:

وَكَانَ حَافِظًا لفعل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْأَخير الَّذِي قبض عَلَيْهِ مِمَّا وصل إِلَى أهل بَلَده (أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص25)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ کو رسول اللہ ﷺ کے آخری دور سے متعلق وہ تمام احادیث حفظ تھیں، جو آپ ؒ کے شہر کوفہ والوں تک پہنچی تھیں۔

نیز امام صاحب ؒ کی توثیق میں امام حسن بن صالح ؒ کا طویل بیان گزر چکا ہے، جس میں یہ بھی تھا کہ امام ابوحنیفہ ؒ "متثبت فی العلم" (پختہ کار عالم) تھے۔ یہ بھی ان کی طرف سے امام صاحب ؒ کے جیّد الحفظ ہونے کی قوی شہادت ہے، کیونکہ اگر آپ ؒ کا حافظہ قوی نہیں تھا تو پھر آپ ؒ کا علم پختہ کیسے ہوگیا؟

دلیل 7 مشہور حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون ؒ (م 206ھ)، جن کے ترجمہ میں آپ امام بخاری ؒ کے استاذ امام علی بن مدینی ؒ (م 204ھ) کا یہ بیان پڑھ چکے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں ان سے بڑا حافظ الحدیث کوئی نہیں دیکھا، حافظ ابو عبداللہ صیمری ؒ (م 436ھ) نے ان کے شاگرد امام تمیم بن منتصر ؒ (م 244ھ)، جو ثقہ اور ضابط تھے (تقریب التہذیب، ج1، ص144)، کے حوالہ سے ان کا یہ بیان نقل کیا ہے:

كَانَ أَبُو حنيفَة تقيا نقيا زاهدا عَالما صَدُوق اللِّسَان احفظ اهل زَمَانه۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص48)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ متقی، پاکباز، دنیا سے بے رغبت، نہایت راست باز اور اپنے زمانہ

میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

غور کیجیے کہ جس شخص کو امام بخاری ؒ کے استاذ امام علی بن مدینی ؒ سب سے بڑے حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، وہ امام صاحب ؒ کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ اس عظیم حافظ الحدیث کی گواہی کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے "اَحْفَظُ الْحَدِیْث" ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

دلیل 8 استاذ المحدثین امام مکی بن ابراہیم بلخی ؒ (م 215ھ)، جو امام بخاری ؒ کے کبار اساتذہ میں سے ہیں، اور امام بخاری ؒ نے اپنی "صحیح" میں بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ ثلاثیات ان ہی کی سند سے روایت کی ہیں، یہ محدثِ جلیل بھی امام صاحب ؒ کو صرف حافظ الحدیث ہی نہیں بلکہ اَحْفَظُ الْحَدِیْث قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابواحمد عسکری ؒ (م 383ھ) نے اپنی سند کے ساتھ ان سے یہ قول نقل کیا ہے:

كَانَ أَبُو حنيفَة تقيا، زاهدا، عَالما، راغبا فى الآخرة، صَدُوق اللِّسَان، احفظ اهل زَمَانه۔ (مناقب ابی حنیفۃ ص190 للمکی)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ متقی، زاہد، عالم، آخرت کی طرف راغب، بڑے راست باز اور اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

دلیل 9 محدثِ کبیر اور عابدِ شہیر امام عبداللہ بن داؤد الخریبی ؒ (م 213ھ) امام صاحب ؒ کے حافظ الحدیث اور قوی الحفظ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) بہ سندِ متصل ان سے یہ بیان نقل کرتے ہیں:

سمعت عبد الله بن داود الخريبي، يقول: "يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم، قال: "وذكر حفظه عليهم السنن والفقه"۔

(تاریخ بغداد، ج15، ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص344؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج29 ص432؛ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص32؛ مغاني الأخيار

فی شرح أسامی رجال معانی الآثار ج 3 ص 125؛ التّکمیل فی الجَرح والتّعدِیل ومَعرِفة الثِّقات والضُّعفاء والمجَاھِیل ج1 ص377)

ترجمہ: اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے دعا کریں، کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے اہلِ اسلام کے لیے سنن (احادیث) اور فقہ کو محفوظ کر دیا ہے۔

اس بیان سے امام صاحب رحمہ اللہ کا حافظ الحدیث ہونا بالکل واضح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اگر آپ رحمہ اللہ احادیث کے حافظ نہیں تھے یا آپ رحمہ اللہ کا حافظہ قوی نہیں تھا، تو پھر آپ رحمہ اللہ نے احادیث کو محفوظ کیسے کر لیا؟

دلیل 10: محدث شہیر امام ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ (م 385ھ)، جن کا مجموعۂ حدیث ''سنن الدارقطنی'' کے نام سے اہلِ علم میں مشہور و متداول ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م748ھ) ان کا تعارف الامام، شیخ الاسلام، حافظ الزمان، الحافظ الشہیر کے القاب سے کراتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج3، ص132)

موصوف رحمہ اللہ اگرچہ امام صاحب رحمہ اللہ کے کٹر مخالفین میں شمار ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی ''سنن'' میں آپ رحمہ اللہ کو ضعیف تک کہہ دیا۔ لیکن اس مخالفت کے باوجود وہ آپ رحمہ اللہ کے حافظ الحدیث ہونے کا انکار نہ کر سکے، چنانچہ ایک حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: غَيْلَانُ بْنُ جَامِعٍ ,وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ ,وَهُمَا أَحْفَظُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِلْإِسْنَادِ.

(سنن الدارقطنی، ج1 ص306، رقم621۔ المؤلف: أبو الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادی الدارقطنی (المتوفی: 385ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت-لبنان)

ترجمہ: غیلان بن جامع رحمہ اللہ اور ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر اسناد الحدیث کے حافظ ہیں۔

اس بیان میں اگرچہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دشمنی میں آپ رحمہ اللہ کو غیلان بن جامع رحمہ اللہ اور ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ (اور خیر سے یہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں) سے کم درجہ کے حافظ الحدیث بتلایا ہے، جو کہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ماقبل کبار ائمۂ حدیث کی یہ تصریحات گزر چکی ہیں کہ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ لیکن اگر ان کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو کم از کم اتنی بات تو اس سے ضرور ثابت ہوتی ہے کہ وہ آپ رحمہ اللہ کو حافظ الحدیث تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ حفظ میں وہ آپ رحمہ اللہ کو غیلان رحمہ اللہ اور ہشیم رحمہ اللہ سے کم درجہ بتلاتے ہیں۔ اسی موقع کے لیے کہا گیا ہے:

ع: وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ.

تنبیہ: مولانا محمد گوندلوی رحمہ اللہ غیر مقلد، امام دارقطنی رحمہ اللہ کی امام صاحب رحمہ اللہ پر اس جرح کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ان (امام دارقطنی رحمہ اللہ) کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے چونکہ ایسی باتیں پہنچی تھیں، اس لیے وہ معذور تھے، کیونکہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قریب سے نہیں دیکھ سکے۔ جیسے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے امام شافعی کو ضعیف کہا۔

(خیر الکلام، ص175۔ ناشر: مکتبہ نعمانیہ، گوجرانوالہ)

یعنی جیسے امام ابن معین رحمہ اللہ کی جرح امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف کالعدم ہے، ایسے ہی امام دارقطنی رحمہ اللہ کی امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف جرح کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔

دلیل 11: مشہور صاحب التصانیف محدث امام ابوبکر بیہقی شافعی رحمہ اللہ (م458ھ)، جو کہ بقول حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م748ھ) الامام، الحافظ، العلامۃ، شیخ اور صاحب التصانیف تھے (تذکرۃ الحفاظ، ج3، ص219)، یہ محدثِ جلیل بھی امام اعظم رحمہ اللہ کو حافظ الحدیث تسلیم کرتے ہیں اور تحقیقِ احادیث میں آپ رحمہ اللہ کے حفظ پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ حضرات غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی رحمہ اللہ، ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں: ''امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حفظ پر اعتماد کر کے ابوالولید رحمہ اللہ کو الگ قرار دے کر دو قصوں والی روایت میں مجہول قرار دیا ہے''۔

(خیر الکلام،ص352)

نیز گوندلوی صاحب ؒ لکھتے ہیں:

''امام بیہقی ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کا احترام کرتے ہوئے زیادتی کو تسلیم کرتے ہوئے اعتراض کیا ہے کہ ابوالولید ؒ مجہول ہے، اس میں امام ابوحنیفہ ؒ کا قصور نہیں، جس طرح حقیقت تھی، انہوں نے ذکر کردی۔ (خیر الکلام،ص352)

اب جس شخص کے حافظہ پر امام بیہقی ؒ جیسے محدثِ کبیر اعتماد کر رہے ہیں، اس کو سَیِّئُ الْحِفْظ کہہ کر مطعون کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

دلیل12 امام اعظم ؒ کے حافظ الحدیث اور قوی الحفظ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیے کہ مورّخ اسلام، خاتمۃ الحفاظ، محدث ناقد امام ذہبی ؒ (م748ھ) نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' (جس میں انہوں نے صرف ان ہی لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو حفاظِ حدیث شمار ہوتے ہیں، چنانچہ مولانا اسماعیل سلفی ؒ غیر مقلد لکھتے ہیں، تذکرۃ الحفاظ کی چار جلدیں ہیں، جن میں حفاظ کا تذکرہ فرمایا گیا ہے) (تحریک آزادی فکر،ص100۔ ناشر مکتبہ محمدیہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال) میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا بھی شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات ہم ماقبل ذکر کر چکے ہیں۔ یہ آپ ؒ کے حافظ الحدیث اور قوی الحفظ ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

نیز ہم ماقبل حافظ موصوف ؒ کی کتاب ''العبر'' سے امام صاحب ؒ کے متعلق ان کا یہ بیان نقل کر چکے ہیں:

''کان من اذکیاء بنی آدم''۔

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ ذہین ترین انسانوں میں سے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی سَیِّئُ الحفظ یا بدحافظہ شخص کو حافظ ذہبی ؒ جیسے محتاط عالم ذہین ترین انسان قرار دے سکتے ہیں؟

دلیل13 حافظ ذہبی ؒ کے علاوہ بھی جن محدثین نے حفاظِ حدیث کے حالات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے بھی امام صاحب ؒ کو حفاظِ حدیث میں سے شمار کرتے

ہوئے اپنی ان کتب کو آپ ؒ کے تذکرے سے مزیّن کیا ہے۔ مثلاً امام شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی مقدسی حنبلی ؒ (م744ھ) نے اپنی کتاب ''طبقات علماء الحدیث'' میں آپ ؒ کا شاندار ترجمہ لکھا ہے، جیسا کہ امام صاحب ؒ کی توثیق میں بحوالہ گزرا ہے۔

موصوف اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

فهذا كتاب مختصر، يشتمل على جملة من الحفاظ من اصحاب النبى صلّى اللّٰه عليه وسلّم والتابعين و من بعدهم، لا يسع من يشغل بعلم الحديث الجهل بهم. (طبقات علماء الحدیث،ص77)

ترجمہ یہ مختصر کتاب ان حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ہے جن کا تعلق صحابہ کرام ؓ، تابعین عظام ؒ اور ان کے بعد کے لوگوں سے ہے۔ جو شخص علمِ حدیث کی طلب میں مشغول ہے، اس کے لیے ان حضرات کے حالات سے بے خبری مناسب نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ امام مقدسی ؒ جیسے محدث کے نزدیک امام صاحب ؒ حفاظِ حدیث میں سے ہیں اور آپ ؒ ان بلند پایہ محدثین میں شامل ہیں کہ جن کے حالات سے آگاہی ایک طالبِ حدیث کے لیے ضروری ہے۔

دلیل14 اسی طرح مورّخ الشام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر الشہیر بہ ''ابن ناصر الدین'' شافعی ؒ (م842ھ) نے بھی حفاظِ حدیث کے حالات پر اپنی منظومہ کتاب ''بدیعة البیان عن موت الاعیان'' میں آپ ؒ کا تذکرہ کیا ہے۔

(بدیعة البیان عن موت الاعیان،ص36،ش114،طبع: دار ابن کثیر، بیروت)

امام موصوف ؒ نے اپنی اس کتاب کے شروع میں خود تصریح کردی ہے کہ یہ منظومہ کلام جلیل القدر حفاظِ حدیث کے اسماء پر مشتمل ہے۔

(بدیعة البیان عن موت الاعیان،ص36،ش114،طبع: دار ابن کثیر، بیروت)

دلیل15 محدث امام جمال الدین یوسف بن حسن بن عبدالہادی حنبلی ؒ (م909ھ)، جو

ابن المبرد رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے مشہور ہیں، نے بھی اپنی کتاب ''طبقات الحفاظ'' میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ عبدالطیف بن علامہ مخدوم ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ذَبُّ ذُبَابَاتِ الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات'' (445/1، ناشر: لجنة إحياء الأدب السِّنْدِي بكراتشي 1379ھ) میں ان سے نقل کیا ہے۔

(مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث (محمد عبد الرشيد النعماني) ص61)

دلیل 16 مشہور صاحب التصانیف محدث، شیخ الاسلام امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ)، جن کی علمی شخصیت سے کون شخص ناواقف ہوگا، انہوں نے بھی حفاظِ حدیث کے حالات پر مشتمل اپنی کتاب ''طبقات الحفاظ'' میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بڑے عمدہ الفاظ میں ترجمہ لکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظ الحدیث ہونے کا کھلم کھلا اقرار کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

أَبُو حنيفَة النُّعْمَان بن ثَابت التَّيْمِيّ الْكُوفِي. فَقِيه أهل الْعرَاق وَإِمَام أَصْحَاب الرَّأْي... رأى أنسا... وَقَالَ ابْن معِين: "كَانَ ثِقَة لَا يحدث من الحَدِيث إِلَّا بِمَا يحفظه وَلَا يحدث بِمَا لَا يحفظه". وَقَالَ ابْن الْمُبَارك مَا رَأَيْت فِي الْفِقْه مثله. وَقَالَ مكي بن إِبْرَاهِيم: "كَانَ أعلم أهل زَمَانه وَمَا رَأَيْت فِي الْكُوفِيّين أورع مِنْهُ". وَقَالَ الشَّافِعِي: "النَّاس فِي الْفِقْه عِيَال على أبي حنيفَة". وَسُئِلَ يزِيد بن هَارُون: "أَيّمَا أفقه أَبُو حنيفَة أَو سُفْيَان؟". فَقَالَ سُفْيَان: "أحفظ للْحَدِيث وَأَبُو حنيفَة أفقه"... وَكَانَ يحيى اللَّيْل صَلَاة وَدُعَاء وتضرعا.

(طبقات الحفاظ، ص80 رقم 156. المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت 911هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، 1403. عدد الصفحات: 553)

ترجمہ حضرت امام أَبُو حنيفَة النُّعْمَان بن ثَابت التَّيْمِيّ الْكُوفِي رحمۃ اللہ علیہ اہلِ عراق کے فقیہ اور اصحاب الرائے کے امام ہیں۔۔۔ حضرت انس بن مالک کی زیارت فرمائی ہے۔۔۔ حضرت ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آپ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کو بیان کرتے، جس کے حافظ ہوتے تھے، اور جس کے حافظ نہ ہوتے، اُس کو بیان نہ کرتے تھے"۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے فقہ میں اُن کی مثل نہیں دیکھا ہے"۔ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ میں نے اہلِ کوفہ میں اُن سے بڑا ورع وتقویٰ والا نہیں دیکھا ہے"۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال وخوشہ چین ہیں"۔ حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: "ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ میں کون بڑا فقیہ ہے؟"۔ تو انھوں نے فرمایا: "سفیان رحمۃ اللہ علیہ زیادہ حدیث کے حافظ ہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے فقیہ ہیں"۔۔۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شب زندہ دار، خوب دعا کرنے والے اور آہ وزاری کرنے والے تھے"۔

دلیل 17 امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد، جلیل القدر مورّخ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) مؤلف ''سيرة الشامية'' وغیرہ (جن کا تذکرہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) ان القاب سے کرتے ہیں: الاخ الصالح، العالم الزاهد، الشيخ، المتمسك بالسنة المحمدية، مفنن في العلوم وغيره)

(شذرات الذہب، ج۸، ص۲۵۰)

موصوف نے اپنی مایہ ناز کتاب ''عقود الجمان'' میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے، جس کا عنوان ہے:

في بيان كثرة حديثه، وكونه من اعيان الحفاظ من المحدثين.

ترجمہ یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث اور بلند پایہ حفاظِ محدثین میں سے تھے۔

پھر اس باب کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ان الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ من کبار حفاظ الحدیث۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان، ص319)

ترجمہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے۔
یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پختہ حافظ الحدیث ہونے پر روشن دلیل ہے۔

دلیل 18 محقق شہیر علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (م 840ھ) بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حافظ الحدیث ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:

وقد کان الحافظ المشہور بالعنایۃ فی ھذا الشان۔

(الروض الباسم، ج2، ص324)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس فنِ حدیث کے مشہور حافظ اور ماہر تھے۔

دلیل 19 محدث علامہ اسماعیل عجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 1162ھ) کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ الحدیث اور حجۃ قرار دیا ہے۔

دلیل 20 آخر میں یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے پختہ حافظ القرآن تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ حافظ صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) لکھتے ہیں:

فتبًّا لمن زعم انہ کان لایحفظ القرآن وقد صح عنہ انہ کان یختم فی رمضان ستین ختمۃ، قلت: وقراءتہ القرآن کلہ فی رکعۃ۔

(عقود الجمان، ص165)

ترجمہ اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو یہ خیال کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حافظِ قرآن نہیں تھے، حالانکہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ساٹھ ختم کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیتے تھے۔

اب غور طلب بات ہے کہ جو شخص اس قدر پختہ حافظ ہے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ رہا ہے، اس کے بارے میں یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ حدیث (جو عموماً چند

سطروں سے زیادہ نہیں ہوتی) کو اچھی طرح حفظ نہیں کر سکتا تھا؟

قارئین! ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ حافظ الحدیث تھے اور محدثین کے نزدیک روایت حدیث کے لیے جس قدر ضبط اور حافظہ کی ضرورت ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ضبط اور حفظ اس سے کسی طرح کم نہیں تھا، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس معیار سے بھی بہت بلند و بالا تھے۔

ان حقائق کے باوجود اگر کوئی شخص اسی پر مُصِر ہو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدحافظہ اور سیئ الحفظ تھے، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ محدثین کے معیار پر نہیں تھا تو ایسے شخص کو سوائے متعصب اور کور باطن کے کہا جا سکتا ہے!

ع تیرا جی ہی نہ چاہے تو بہانے ہیں ہزار

باب 8

علمِ جرح وتعدیل میں امام اعظم ؒ کا بلند پایہ مقام

1 امام ابوحنیفہ ؒ کا علمِ جرح وتعدیل میں بلند مقام پر فائز ہونا

علومِ حدیث میں علمِ جرح وتعدیل کی ایک خاص اہمیت ہے۔ یہ وہ علم ہے جس میں رُواتِ حدیث کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

''جرح'' کہتے ہیں راوی کے ایسے سقم اور ضعف کو ظاہر کرنا، جو اس کی روایت کو مردود قرار دینے کا موجب ہو۔ اور ''تعدیل'' راوی کی ایسی خوبی اور ثقاہت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی روایت کو قابلِ قبول سمجھا جائے۔ ان دونوں کے مجموعہ کا نام ''علمِ جرح وتعدیل'' ہے اور اسی کو ''فنِ اسماء الرجال'' بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ دیگر علومِ حدیث کی طرح اس علم میں بھی بلند پایہ مقام اور عظیم منصب پر فائز ہیں۔

مورّخِ اسلام اور حدیث و اسماء الرجال کے سپوت امام شمس الدین ذہبی ؒ (م 748ھ) نے آپ ؒ کو ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جن کے اقوال کو جرح و تعدیل میں قبول کیا جاتا ہے، اور جن کا شمار اس فن کے جہابذہ (وہ ائمہ جو رُواۃِ حدیث کو جرح وتعدیل کے اصولوں پر پرکھتے ہیں) میں ہوتا ہے۔ علامہ ذہبی ؒ علمِ جرح وتعدیل کی تاریخ بیان کرتے ہوئے دوسری صدی ہجری کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم كان فى المائة الثانية فى اوائلها جماعة من الضعفاء من اوساط التابعين وصغارهم ممن تكلم فيهم من قبل حفظهم، او لبدعة فيهم كعطية العوفى و فرقد السبخى و جابر الجعفى وابى هارون العبدى، فلما كان عند انقراض عامة التابعين فى حدود الخمسين و مئة، تكلم طائفة من الجهابذة فى التوثيق والتضعيف، فقال ابوحنيفة: مارأيت اكذب من جابر الجعفى، وضعف الاعمش جماعة ووثق آخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك...

(رِسَالَة ذِكْرُ مَنْ يُعْتَمَدُ قَوْلُهُ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْل (مطبوع ضمن كتاب "أربع رسائل فى علوم الحديث")، ص174، 175۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبى (ت 748ھ)۔ المحقق: عبد الفتاح أبو غدة۔ الناشر: دار البشائر - بيروت۔ الطبعة: الرابعة، 1410ھ، 1990م۔ عدد الصفحات: 227)

ترجمہ: پھر جب دوسری صدی ہجری کا آغاز ہوا، تو اس کے اوائل میں اوساط اور صغارِ تابعین ؒ میں سے ضُعفاء کی ایک جماعت سامنے آئی، جن پر حافظہ کی خرابی یا کسی بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کلام کیا گیا، جیسا کہ عطیہ عوفی ؒ، فرقد سبخی ؒ، جابر جعفی ؒ اور ابوہارون عبدی ؒ ہیں۔ پھر 150ھ کی حدود میں جب اکثر تابعین ؒ دنیا سے رحلت فرما گئے، تو جہابذہ (ائمہ ناقدین) کی ایک جماعت نے (راویوں کی) توثیق وتضعیف میں لب کشائی کی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا: "میں نے جابر جعفی ؒ سے بڑا جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا"۔

امام اعمش ؒ نے راویانِ حدیث کی ایک جماعت کی تضعیف کی اور کئی لوگوں کو ثقہ قرار دیا۔ امام شعبہ ؒ اور امام مالک ؒ نے بھی رجالِ حدیث پر نقد کیا۔

حافظ ذہبی ؒ کے اس مذکورہ بیان کو حافظ بدرالدین زرکشی ؒ (م 794ھ) نے بھی نقل کیا ہے۔ (النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح ص287۔ طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

اس حوالہ سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کی نظر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ جرح وتعدیل کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 150ھ کی حدود میں رُواتِ حدیث پر کلام کرنے والے ائمہ پر تقدم اور برتری حاصل ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار ترجمہ لکھا ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ جرح وتعدیل میں مجتہدانہ شان رکھتے ہیں، کیونکہ خود حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں تصریح کی ہے:

هذه تذكرة معدلی حملة العلم النبوی و من يرجع الی اجتهاد هم فی التوثيق والتضعيف والتصحيح والتنزيف۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/7)

ترجمہ: یہ حاملانِ علمِ نبوی (محدثین) کی عدالت بیان کرنے والوں اور ان لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جن کے اجتہاد پر (راویانِ حدیث) کی توثیق وتضعیف اور (احادیث کی) تصحیح وتنزیف (کھوٹ بیان کرنے) میں رجوع کیا جاتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ)، جو ایک جلیل القدر محدث ہیں، نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ جرح وتعدیل میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ موصوف اس علم کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولایکاد یوجد فی القرن الاوّل الذی انقرض فی الصحابة و كبار التابعين ضعيف الا الواحد بعد الواحد كالحارث الاعور والمختار الكذب، فلما مضى القرن الاوّل ودخل الثانی كان فی اوائله من اوساط التابعين جماعة من الضعفاء الذين ضُعِفوا غالبا من قبل تحملهم وضبطهم للحديث فتراهم يرفعون الموقوف و يرسلون كثيرا ولهم غلط كابی هارون العبدی، فلما كان عند آخرهم عصر التابعين وهو حدود الخمسين ومائة تكلم فی التوثيق والتجريح

طائفة من الائمة فقال ابوحنيفة ما رأيت اكذب من جابر الجعفی، وضعف الاعمش جماعة ووثق آخرين ونظر فی الرجال شعبة ومالك۔

(الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ، ص163۔ طبع دار الکتاب العربی، بیروت)

ترجمہ: پہلی صدی ہجری، جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ ہے، اس میں حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ اور مختار کذاب جیسے اِکا دُکا شخص کو چھوڑ کر ضعیف راویوں کا تقریباً وجود نہیں تھا۔ پھر جب پہلی صدی ختم ہو کر دوسری صدی شروع ہوئی تو اس کے اوائل میں اوساطِ تابعین رحمہم اللہ میں سے ضُعفاء کی ایک جماعت ظاہر ہوئی، جو زیادہ تر حدیث کو زبانی یاد رکھنے اور اس کو ضبط کرنے کے لحاظ سے ضعیف قرار دی گئی۔ آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ موقوف کو مرفوع نقل کرتے ہیں اور کثرت سے (متصل احادیث کو) مرسل بیان کر جاتے ہیں اور روایتِ حدیث میں ان سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، جیسے ابوہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ پھر جب 150ھ کی حدود میں اوساطِ تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ آیا، تو ائمہ (جرح وتعدیل) کی ایک جماعت نے راویانِ حدیث کی توثیق وتضعیف میں کلام کیا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے بعض راویوں کی تضعیف کی اور دیگر بعض کی توثیق کی۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رجالِ حدیث پر نقد کیا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس علم میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتِ شان اور مہارت کا لوہا تسلیم کیا ہے۔

امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ)، جو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حفاظِ حدیث کے استاذ اور ثقہ محدث ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

أعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله فی الجرح والتعديل وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاری وابن معين وابن المدينی وغيرهم من شيوخ الصنعة وهذا يدلك على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته۔ (الجواہر المضیۃ، 1/30)

ترجمہ: جان لو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جرح وتعدیل میں قبول کیا گیا ہے، اور اس فن کے علماء نے اس کو اپنایا ہے اور اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ جیسا کہ وہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور اس فن کے دیگر شیوخ کے اقوال کو اپناتے ہیں، اس سے آپ کو (اس فن میں) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت شان، وسعت علمی اور بزرگی کا پتہ چلے گا۔

خاتمۃ الحفاظ امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وكان رحمه الله تعالى بصيرا بعلل الحديث وبالتعديل والتجريح، مقبول القول في ذلك. (عقود الجمان، ص167)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عللِ حدیث (روایت میں پوشیدہ نقائص) اور تعدیل وجرح میں پوری بصیرت رکھتے تھے اور اس علم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول مقبول ہے۔

محدث جلیل امام محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (م 1205ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت فرماتے ہیں:

فان كلامه مقبول في الجرح والتعديل... و قد عقد ابن عبدالبر في كتاب جامع العلم باباً في ان كلام الامام يقبل في الجرح والتعديل.

(عقود الجواہر المنیفۃ، 2/8۔ طبع: ایچ۔ایم۔سعید کمپنی، کراچی)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جرح وتعدیل میں قبول کیا جاتا ہے...... اور امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جامع العلم" میں مستقل ایک باب اس بارے میں قائم کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات جرح وتعدیل میں مقبول ہے۔

2 راویانِ حدیث سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وارشادات

درج بالا سطور سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ امام عالی شان رحمۃ اللہ علیہ "علمِ جرح وتعدیل" کے بلند پایہ ائمہ میں سے ہیں، اور اس فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک استدلالی اور

مجتہدانہ مقام رکھتی ہے۔

اب قارئین کے سامنے ہم رُواتِ حدیث سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آراء اور ان پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جرحاً یا تعدیلاً جو تبصرے فرمائے ہیں، ان کا کچھ نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہو جائے گا کہ محدثین اپنی کتبِ رجال میں کتنے اہتمام سے راویانِ حدیث سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آراء اور تبصروں کو ذکر کرتے ہیں اور ان کو کتنی عظمت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(1، 2) جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ (م 127ھ) کی تکذیب اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (م 114ھ) کی توثیق

جابر بن یزید جعفی کوفی ایک شیعہ اور کذاب راوی گزرا ہے، جب کہ حضرت عطاء بن ابی رباح مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذۂ حدیث میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر جعفی پر جرح کی ہے اور اس کو وقت کا سب سے بڑا کذاب قرار دیا ہے۔ اس کے بالمقابل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق فرمائی اور ان کو "افضلِ اہلِ زمانہ" کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

باب: كلام الإمام أبي حنيفة في جابر الجعفي، وفضل عطاء

اثر 1: حدثنا القاسم بن عباد أبو محمد الترمذي، قال: حدثنا محمد ابن سماعة، قال: حدثنا عبد الرحمن بن الأصبغ الحضرمي، قال: سمعت أبا حنيفة، يقول: "جابر الجعفي أفسد نفسه بالحوى الذي أظهره، وليس عندي بالكوفة في بابه أكبر منه".

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 641؛ "كشف الآثار" للحارثی، رقم 465)

اثر 2: حدثنا محمود، نا عبد الحميد الحماني، قال: سمعت أبا سعيد الصنعاني،

قال: قام رجل إلى أبي حنيفة فقال: "ما ترى في الأخذ الثوري"۔ قال: "اكتب عنه ما خلا حديث أبي اسحاق عن الحارث عن علي، وحديث جابر الجعفي"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 642؛ "المسند" لابن الجعد رقم 1976)

اثر 3:۔حدثنا محمود بن غيلان، قال: سمعت عبد الحميد الحماني، عن أبي حنيفة، قال: "ما رأيت أكذب من جابر، ولا أفضل من عطاء"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 643؛ "المسند" لابن الجعد رقم 1977)

اثر 4:۔حدثنا ابن المقرئ، نا أبي، قال: سمعت أبا حنيفة يقول: "ما رأيت أفضل من عطاء، وعامة ما حدثكم به خطأ"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 644؛ "المسند" لابن الجعد رقم 1978)

اثر 5:۔حدثنا الحسين بن عبد الله القطان، حدثنا أحمد بن أبي الحواري، سمعت أبا يحيى الحماني، يقول: سمعت أبا حنيفة، يقول: "ما رأيت فيمن رأيت أفضل من عطاء، ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي۔ ما أتيته قط بشئ من رأيه إلا جاءني فيه بحديث۔ وزعم أن عنده كذا وكذا ألف حديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يظهرها"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 645؛ الكامل في ضعفاء الرجال، ج2ص327)

اثر 6:۔حدثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا عبد الحميد الحماني، سمعت أبا سعد الصاغاني، يقول: جاء رجل إلى أبي حنيفة، فقال: "ما ترى في الأخذ عن الثوري؟"۔ فقال: "اكتب عنه ما

خلا حديث أبي إسحاق عن الحارث عن علي، وحديث جابر الجعفي"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 646؛ الكامل في ضعفاء الرجال، ج2ص328)

اثر 7:۔سمعت عبد الله يقول: قال عبد الحميد الحماني، عن أبي حنيفة قال: "ما رأيت أكذب من جابر"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 647؛ الكامل في ضعفاء الرجال، ج2ص328)

اثر 8:۔حدثنا ابن أبي بكر، حدثنا عباس، وحدثنا ابن حماد، قال: قال عباس، حدثنا عبد الحميد بن بشمين، عن أبي حنيفة قال: "ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 648؛ الكامل في ضعفاء الرجال، ج2ص328)

اثر 9:۔أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو، أنبأ أحمد بن الحسن بن خيرون، أنا محمد بن عمر بن بكير، قال: قرئ على عثمان بن أحمد بن سمعان، أنبأ الهيثم بن خلف، نا محمود بن غيلان، نا عبد الحميد الحماني، قال: سمعت أبا حنيفة، قال: "ما رأيت أحدا أفضل من عطاء بن أبي رباح، ولا أكذب من جابر"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة رقم 649؛ تاريخ دمشق، لابن عساكر ج40ص389)

اثر 10:۔أخبرنا أبو المعالي محمد بن إسماعيل الفارسي، أنا أبو بكر البيهقي، أنا أبو عبد الرحمن السلمي، نا أبو سعيد الخلاني، نا أبو القاسم البغوي، نا محمود بن غيلان المروزي، نا الحماني، عن أبي حنيفة، قال: "ما رأيت أحدا أكذب من جابر يعني الجعفي، ولا أفضل من عطاء"۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابى حنيفة رقم 650؛تاريخ دمشق، لابن عساكر ج40ص389)

اثر 11:۔أخبرنا أبو منصور بن خيرون، أنا أبو بكر الخطيب، أخبرني الحسن بن أبي طالب، وأخبرنا بها عاليا أبو القاسم بن السمرقندي، أنا أبو محمد الصريفيني، قالا: نا عبيد الله بن محمد بن حبابة، نا عبد الله بن محمد البغوي، نا ابن المقرئ، نا أبي، قال: سمعت أبا حنيفة، يقول: "ما رأيت أفضل من عطاء، وعامة ما أحدثكم به خطأ". وفي رواية الصريفيني: "وعامة ما حدثكم وهو وهم".

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابى حنيفة رقم 651؛تاريخ دمشق، لابن عساكر ج40ص389)

اثر 12:۔أخبرنا أبو القاسم الشحامي، أنبأ أبو الحسن على بن محمد البحاثي، أنبأ محمد بن أحمد وهو الزوزني، أنبأ محمد بن حبان البستي، أنا الحسين بن عبد الله بن يزيد القطان بالرقة، نا أحمد بن أبي الحواري، قال: سمعت أبا يحيى الحماني، قال: سمعت أبا حنيفة، يقول: "ما رأيت فيمن لقيت أفضل من عطاء، ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي. ما أتيته بشئ قط من رأيي إلا جاءني فيه بحديث، وزعم أنه عنده كذا وكذا ألف حديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينطق بها".

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابى حنيفة رقم 652؛تاريخ دمشق، لابن عساكر ج40ص390)

اثر 13:۔حدثنا أبو يحيى بن أبي مسرة، قال: ثنا المقرئ، قال: ثنا أبو حنيفة رضي الله عنه قال: "ما رأيت رجلا أفضل من عطاء".

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابى حنيفة رقم653؛أخبار مكة، للفاكهي رقم1590)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو جملے ''علمِ جرح وتعدیل'' میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور ان دو جملوں کو محدثین میں اتنی پذیرائی حاصل ہوئی کہ تقریباً تمام محدثین ان میں سے اوّل جملے کو جابر جعفی کے خلاف اور دوسرے جملے کو حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بطور سند اور استدلال پیش کرتے ہیں۔ مثلاً: رئیس المحدثین امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م 279ھ)، جن کی ''جامع'' صحاح ستہ میں ایک اہم مقام رکھتی ہے، نے اپنی کتاب ''اَلْعِلَل'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو جملوں کو بہ سند ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اثر 14:۔حدثنا مَحْمُود بن غيلان حدثنا أَبُو يحيى الحماني قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول: "مَا رَأَيْت أحدا أكذب من جَابر الْجعْفِيّ وَلَا أفضل من عَطاء بن أبي رَبَاح".

(العلل الصغير، ص 379۔الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت؛علل الترمذى الكبير، ص388۔الناشر: عالم الكتب، مكتبة النهضة العربية-بيروت)

ترجمہ: ہم سے محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابویحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بہ سند ذکر کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ فنِ جرح وتعدیل میں ایک مجتہدانہ اور استدلالی شخصیت کے حامل ہیں۔

اسی طرح جلیل المرتبت محدث امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (م 354ھ) نے بھی اپنی ''صحیح'' میں ان دو جملوں کو بہ سند ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اثر 15:۔أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْقَطَّانُ بِالرَّقَّةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: "مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقِيتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءٍ وَلَا لَقِيتُ فِيمَنْ لَقِيتُ أَكْذَبَ مِنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ. مَا أَتَيْتُهُ بِشَيْءٍ قَطُّ مِنْ رَأْيِي إِلَّا جَاءَنِي فِيهِ

بِحَدِيثٍ، وَزَعَمَ أَنَّ عِنْدَهُ كَذَا وَكَذَا أَلْفَ حَدِيثٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْطِقْ بِهَا". فَهَذَا أَبُو حَنِيفَةَ يُجَرِّحُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ وَيُكَذِّبُهُ.

(صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج5 ص471۔الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت)

ترجمہ ہم کو "رقہ" میں حسین عبداللہ بن یزید قطان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ہم سے احمد بن ابی جواری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ میں نے ابویحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات سنی ہے: "میں جن لوگوں سے بھی ملا ہوں، ان میں عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا، اور میں نے جن لوگوں سے بھی ملاقات کی ہے، ان میں جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کسی شخص کو نہیں پایا۔ میں نے جب کوئی مسئلہ اپنی رائے سے بھی بیان کیا، تو اس نے اس کے بارے میں میرے سامنے حدیث بنا کر پیش کر دی، اور وہ یہ خیال کرتا تھا کہ میرے پاس مختلف موضوعات پر کئی ہزار حدیثیں موجود ہیں، حالانکہ وہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائیں۔ (امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو جابر جعفی پر جرح کرتے ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اثر 16:۔أخبرنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوبَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ الدُّورِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: "مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ رَأَيْتُ أَكْذَبَ مِنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ".

(الخلافيات بين الإمامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه، ج2 ص434 رقم 1850۔
الناشر: الروضة للنشر والتوزيع، القاهرة۔جمهورية مصر العربية)

ترجمہ حضرت ابویحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے افضل

کوئی شخص نہیں دیکھا"۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اثر 17:۔حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ، نا يُوسُفُ بْنُ أَحْمَدَ، نا أَبُو رَجَاءٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الْمُقْرِئُ، ثنا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، ثنا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: "مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ".

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ، نا يُوسُفُ بْنُ أَحْمَدَ نا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ خَدَّامٍ الْفَقِيهُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ، ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَيُّوبَ الصَّيْرَفِيُّ، سَنَةَ سِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: "مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَلَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْذَبَ مِنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ". (جامع بیان العلم وفضلہ رقم 2135، 2136)

ترجمہ ابویحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں دیکھا"۔

واضح رہے کہ جابر جعفی کا معاملہ شروع شروع میں بڑے بڑے محدثین پر مخفی رہا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کی توثیق کر ڈالی۔ چنانچہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال نے اس کو ایک روایت میں "صدوق فی الحدیث" اور دوسری روایت میں اَصْدَقُ النَّاسِ (لوگوں میں سب سے سچا) قرار دیا ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ میں نے روایتِ حدیث میں جابر جعفی سے زیادہ محتاط کوئی شخص دیکھا ہی نہیں ہے۔ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم لوگ جس چیز میں چاہو، شک کرو، لیکن اس میں ہرگز شک نہ کرنا کہ جابر جعفی ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج1 ص352، 353)

توجہ فرمائیں کہ جابر جعفی کی توثیق کرنے والوں میں یہ کیسے کیسے ائمہ اَجِلَّہ ہیں اور اس کا معاملہ کس طرح ان پر مخفی رہا۔ لیکن یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم کارنامہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے ہی سب سے پہلے محدثین کو اس کے کذاب ہونے کی نشاندہی کرائی اور دنیا پر اس کے دجل وفریب کو آشکارا کیا۔

چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (م 456ھ) باوجود ظاہری المسلک ہونے کے، کھلے لفظوں میں یہ اقرار کرتے ہیں:

اثر18:-جابر الجعفي كذاب، واوّل من شهد عليه بالكذب ابو حنيفة۔

(المحلّی شرح المجلّی، ج12، ص33۔طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: جابر جعفی کذاب ہے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس کے جھوٹا ہونے کی شہادت دی، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کو کذاب قرار دیا تو پھر محدثین پر اس کا معاملہ کھلا اور انہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمنوائی میں اس کو کذاب کہنا شروع کیا۔ چنانچہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (م 1329ھ) رقمطراز ہیں:

واما جابر الجعفي: فقال فيه الامام ابو حنيفة: "ما رأيت اكذب من جابر الجعفي، ما اتيته بشئي عن رائي الا اتاني فيه باثر، و كذبه ايضا ايوب وزائدة وليث بن ابي سليم والجوزجاني وغيرهم۔

(التعلیق المغنی علیٰ سنن الدارقطنی، ج1، ص409، طبع نشر السنۃ، ملتان)

ترجمہ: جابر جعفی، جس کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں نے جابر جعفی سے بڑا کذاب کوئی نہیں دیکھا، میں نے اس کے سامنے اگر کوئی بات اپنی رائے سے بھی کی تو اس نے اس بارے میں ایک حدیث بنا کر میرے سامنے پیش کر دی۔ اسی طرح اس کو ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ، زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ، جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بھی کذاب قرار دیا ہے۔

جابر جعفی کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کا محدثین کے ہاں ٹھوس اور وزنی ہونے کا اندازہ اس سے لگائیں کہ امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م 458ھ) فرماتے ہیں:

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِي جَرْحِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ لَكَفَاهُ بِهِ

شَرًّا، فَإِنَّهُ رَآهُ وَجَرَّبَهُ وَسَمِعَ مِنْهُ مَا يُوجِبُ تَكْذِيبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ۔

(كتاب القراءة خلف الإمام، ص157۔الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

ترجمہ: اگر جابر جعفی کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے علاوہ کوئی اور جرح نہ بھی ہوتی، تو اس کے شر کے لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اکیلا قول ہی کافی تھا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا ہے اور اس کو آزمایا ہے اور اس سے ایسی بات سنی ہے جو اُس کو جھوٹا قرار دینے کی موجب تھی، تب ہی جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جھوٹا ہونے کی نشاندہی کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ''فنِ جرح وتعدیل'' میں پایہ اس قدر بلند ہے کہ کسی راوی کو ضعیف یا ثقہ ثابت کرنے کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اکیلا قول ہی کافی ہے۔

یہ تو محدثین کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کی اہمیت تھی، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر جعفی پر کی ہے۔ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کو جو توثیق کی ہے، محدثین کے ہاں اس کی اہمیت کا حال ملاحظہ کریں۔

اثر19:-عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ حَمَّادٍ: "أَنَّهُ ذَكَرَ أَهْلَ الْحِجَازِ، فَقَالَ: "قَدْ سَأَلْتُهُمْ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ، وَاللهِ! لَصِبْيَانُكُمْ أَعْلَمُ مِنْهُمْ بَلْ صِبْيَانُ صِبْيَانِكُمْ"۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1093 رقم 2129)

ترجمہ: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (م 120ھ) نے ایک دفعہ اہلِ کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تمہارے بچے بلکہ بچوں کے بھی بچے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم رکھتے ہیں''۔

اثر20:-قَالَ مُغِيرَةُ: "هٰذَا بَغْيٌ مِنْهُ"۔ قَالَ أَبُو عُمَرَ: "صَدَقَ مُغِيرَةُ وَقَدْ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَهُوَ أَقْعَدُ النَّاسِ بِحَمَّادٍ يُفَضِّلُ عَطَاءً عَلَيْهِ"۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1095 رقم 2131)

ترجمہ: امام مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ (م 132ھ) نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل کر کے اس کا یوں رد

کیا ہے: ''امام حماد ؒ سے یہ خلافِ حق بات صادر ہوئی ہے''۔

علامہ ابن عبد البر مالکی ؒ (م 463ھ) نے اس معاملہ میں امام مغیرہ ؒ کی بات کی تصدیق کی اور استدلال میں امام صاحب ؒ کے قول کو پیش کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''امام مغیرہ ؒ نے سچ کہا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ ؒ، جو امام حماد ؒ کے پاس سب سے زیادہ بیٹھنے والے تھے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح ؒ کو امام حماد ؒ پر فضیلت دی ہے''۔

پھر اس کے بعد انہوں نے حضرت عطاء ؒ کے حق میں امام صاحب ؒ کے مذکورہ قول کو بہ سند ذکر کیا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ج2، ص1095 رقم 2132)

غور فرمائیں کہ امام صاحب ؒ کا قول جرح وتعدیل میں کتنا وزنی ہے کہ امام عطاء ؒ اور امام حماد ؒ جیسے جبالِ علم میں کون زیادہ صاحب فضیلت ہیں، اس کا فیصلہ آپ کے قول سے کیا جا رہا ہے۔

مشہور غیر مقلد مولانا عبد الرحمن مبارکپوری صاحب ؒ (م 1353ھ) بھی امام صاحب ؒ کے قول کو ''فنِ جرح وتعدیل'' میں بڑا وزنی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ امام عطاء ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام عطاء وہ شخص ہیں جن کی شان میں جناب ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں:

اثر 21:- ما رأیت فیما لقیت افضل من عطاء۔

ترجمہ: یعنی میں نے جتنے لوگوں سے ملاقات کی ہے، اُن میں سے عطاء ؒ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام اعظم ؒ کے اس قول سے عطاء ؒ کی جلالتِ شان کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ (تحقیق الکلام، ج1، ص110)

(3) زید بن عیاش ؒ پر جرح

زید بن عیاش ؒ ایک مختلف فیہ راوی ہے۔ امام مالک ؒ (م 179ھ) نے اس کی روایت کو اپنی ''مؤطا'' میں درج کیا ہے، جس کی وجہ سے امام دارقطنی ؒ (م

385ھ) وغیرہ محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ ؒ اس کو مجہول کہتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وقال ابو حنیفۃ: مجھول۔

(تہذیب التہذیب، ج3، ص424 رقم 774- مطبعة: دائرة المعارف النظامية، الهند)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں: ''یہ مجہول ہے''۔

محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد نے امام صاحب ؒ کے اس فیصلے سے موافقت کی ہے اور زید بن عیاش ؒ کو مجہول وغیر ثقہ اور اس کی روایت کو ضعیف کہا ہے۔ چنانچہ علامہ سبط ابن الجوزی ؒ (م 654ھ) اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

اثر 22:- زيد أبي عيّاش قَالَ أَبُو حنيفَة رَضِيَ الله عَنهُ وَهُوَ مَجْهُول وَضَعفه ابْن الْمُبَارك وَالثَّوْرِي وَالْبُخَارِيّ۔

(إيثار الإنصاف في آثار الخلاف، ص291۔ المؤلف: يوسف بن قزأوغلي -أو قزغلي- ابن عبد الله، أبو المظفر، شمس الدين، سبط أبي الفرج ابن الجوزي (المتوفى: 654هـ). الناشر: دار السلام - القاهرة)

ترجمہ: زید بن عیاش ؒ کو امام عبداللہ بن مبارک ؒ، امام سفیان ثوری ؒ اور امام بخاری ؒ نے بھی ضعیف (یعنی مجہول) کہا ہے۔

امام ابن جریر طبری ؒ (م 310ھ) نے بھی ''تہذیب الآثار'' میں اس کی حدیث کو اس لیے معلول قرار دیا کہ یہ مجہول راوی ہے۔ (عقود الجواہر المنیفۃ، 2/8)

امام الظاہریہ علامہ ابن حزم ؒ (م 456ھ) بھی اس بارے میں امام صاحب ؒ کے ہمنوا ہیں اور وہ بھی زید بن عیاش ؒ کو مجہول اور اس کی روایت کو غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

لا یصح، لانہ من روایۃ زید بن عیاش وھو مجھول۔ (المحلی، ج5، ص168)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ زید بن عیاش ؒ سے مروی ہے اور وہ مجہول ہے۔

یہاں تک کہ امام بخاری ؒ (م 256ھ) اور امام مسلم ؒ (م 261ھ) نے بھی اس کی جہالت کے خدشہ سے اس کی روایت کو اپنی اپنی "صحیح" میں جگہ نہیں دی۔

چنانچہ امام حاکم نیشاپوری ؒ (م 405ھ) فرماتے ہیں:

وَالشَّيْخَانِ لَمْ يُخَرِّجَاهُ لِمَا خَشِيَاهُ مِنْ جَهَالَةِ زَيْدٍ أَبِي عَيَّاشٍ.

[التعليق - من تلخيص الذهبي] - صحيح ولم يخرجاه لما خشيا من جهالة أبي عياش.

(المستدرک علی الصحیحین، ج2 ص45 رقم 2267؛ تہذیب التہذیب، ج2، ص247)

ترجمہ: شیخین (امام بخاری ؒ و امام مسلم ؒ) نے اپنی اپنی "صحیح" میں اس حدیث کی تخریج زید بن عیاش ؒ کی جہالت کے خوف سے نہیں کی۔

اس سے آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ امام صاحب ؒ کا قول اس فن میں کتنی اہمیت اور وقعت رکھتا ہے!

(4) مجالد بن سعید ہمدانی ؒ (م 144ھ) پر جرح

مجالد بن سعید ؒ کی بعض ائمہ نے توثیق کی ہے، لیکن بعض ائمہ کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

چنانچہ امام یحییٰ قطان ؒ، امام عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ، امام احمد بن حنبل ؒ اور امام یحییٰ بن معین ؒ وغیرہ محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج5، ص372)

علامہ ابن حزم ؒ (م 456ھ) کی تصریح کے مطابق امام صاحب ؒ نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور بقول علامہ ابن حزم ؒ، آپ ؒ ہی نے سب سے پہلے محدثین پر اس کے ضعف کو آشکارا کیا ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف ؒ فرماتے ہیں:

مجالد ضعيف، اوّل من ضعفهٔ ابو حنيفة. (المحلّٰی، ج5، ص168)

ترجمہ: مجالد ؒ ضعیف ہے، سب سے پہلے اس کو ضعیف قرار دینے والے امام ابوحنیفہ ؒ ہیں۔

(5) امام سفیان ثوری ؒ (م 161ھ) کی توثیق

امام ثوری ؒ مشہور فقیہ اور جلیل القدر محدث ہیں۔ یہ امام صاحب ؒ کے معاصر ہیں اور معاصرین میں معاصرانہ چشمک تو مشہور ہے، لیکن امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا دامن ہمیشہ اس سے پاک رہا ہے اور آپ ؒ نے کبھی بھی اپنے کسی معاصر پر بے جا تنقید نہیں کی، بلکہ آپ ؒ نے ہمیشہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور معاصرین میں سے کسی کی بھی کوئی خوبی نظر آئی، تو اس کو بیان کرنے میں آپ ؒ نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ امام ثوری ؒ کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے علمِ حدیث میں ایک عظیم مقام نصیب کیا تھا، اس لیے آپ ؒ نے ان کی اس خوبی کو ہمیشہ اُجاگر کیا۔ علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) بحوالہ امام عبدالعزیز بن ابی رزمہ ؒ (م 206ھ) نقل کرتے ہیں:

اثر 23:۔ حَدَّثَنَا محمد بن عبد العزيز بن أبي رزمة، قال: سمعت أبي يقول: جاء رجل إلى أبي حنيفة، فقال: "ألا ترى ما يروى سفيان؟". فقال أبوحنيفة: "أتأمرني أن أقول إن سفيان يكذب في الحديث؟ لو أن سفيان كان في عهد إبراهيم لاحتاج الناس إليه في الحديث".

(تاریخ بغداد، ج10، ص233؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج9، ص169)

ترجمہ: ایک شخص امام ابوحنیفہ ؒ کی خدمت میں آیا اور آپ ؒ سے پوچھا: "امام سفیان ثوری ؒ نے جو احادیث روایت کی ہیں، ان کے بارے میں آپ ؒ کی کیا رائے ہے؟"۔ آپ ؒ نے اس سے فرمایا:

"تو مجھ سے یہ کہلوانا چاہتا ہے کہ سفیان ثوری ؒ روایت میں جھوٹ بولتے ہیں؟ (سُن!) اگر سفیان ثوری ؒ، امام ابراہیم نخعی ؒ کے زمانے میں ہوتے، تو پھر بھی لوگ حدیث میں ان کے محتاج رہتے"۔

اسی طرح امام بیہقی ؒ (م 458ھ) بہ سند متصل امام ابوسعد صغانی ؒ سے ناقل

ہیں:

اثر24:۔ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ الصَّاغَانِيَّ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ: "مَا تَرَى فِي الْأَخْذِ عَنِ الثَّوْرِيِّ؟"۔ فَقَالَ: "اُكْتُبْ عَنْهُ مَا خَلَا حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ، وَحَدِيثَ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ"۔

(کتاب القراءۃ خلف الإمام ص157۔طبع: دار الکتب العلمیة-بیروت)

ترجمہ: ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا: ''آپؒ سفیان ثوریؒ سے روایت لینے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟''۔آپؒ نے جواب میں فرمایا:

''ان سے حدیثیں لکھو، کیونکہ وہ ثقہ ہیں، سوائے ان کی ان حدیثوں کے کہ جن کو وہ بروایت ابواسحاقؒ، حارث اعورؒ سے روایت کرتے ہیں، یا جن کو انہوں نے جابر جعفیؒ سے روایت کیا ہے''۔

ان بیانات سے ''علم جرح وتعدیل'' میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بلند پایہ مقام کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے کہ امام ثوریؒ جیسے محدثِ کبیر سے روایت لینے میں آپؒ سے مشورہ کیا جارہا ہے، اور پھر آپؒ نے کس قدر اعلیٰ پیرایہ میں ان کی توثیق بھی کردی اوران کی احادیث میں جو سقم تھا، اس کو بھی بڑی خوش اُسلوبی سے ظاہر کردیا۔

(6) امام سفیان بن عیینہؒ (م198ھ) کی توثیق

امام ابن عیینہؒ بھی ایک مشہور اور جلیل القدر محدث ہیں۔ان کا بیان امام صاحبؒ کی ''ثقاہت'' میں گزرا ہے کہ مجھے سب سے پہلے جس شخص نے محدث بنایا وہ امام ابوحنیفہؒ ہیں۔

حافظ أبو یعلی الخلیلی، خلیل بن عبد اللہ بن أحمد بن إبراهیم بن الخلیل القزوینیؒ (ت446ھ) نے امام موصوفؒ سے اس واقعہ کی تفصیل یوں نقل کی ہے:

اثر25:۔ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: دَخَلْتُ الْكُوفَةَ، وَلَمْ يَتِمَّ لِي عِشْرُونَ۔ فَقَالَ

أَبُو حَنِيفَةَ لِأَصْحَابِهِ، وَلِأَهْلِ الْكُوفَةِ: "جَاءَكُمْ حَافِظُ عِلْمِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ"۔ قَالَ: فَجَاءَ النَّاسُ يَسْأَلُونِي عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ. فَأَوَّلُ مَنْ صَيَّرَنِي مُحَدِّثًا أَبُو حَنِيفَةَ۔

(الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث للخلیلی (أبو یعلی الخلیلی) ج1 ص369؛ وفیات الأعیان (ابن خلکان) ج2 ص393؛ مسالك الأبصار فی ممالك الأمصار (ابن فضل الله العمری) ج5 ص668 رقم 153؛ إکمال تهذیب الکمال - ط الفاروق (علاء الدین مغلطای) ج5 ص415؛ مرآة الجنان وعبرة الیقظان (الیافعی) ج1 ص352؛ الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة - ت الحلو (عبد القادر القرشی)، ج2 ص230 رقم 620؛ الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة - ط النظامیة. ج1 ص250؛ التاج المکلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول (صدیق حسن خان) ص39)

ترجمہ: میں جب کوفہ میں داخل ہوا، اُس وقت میری عمر کے بیس سال بھی مکمل نہیں ہوئے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس موقع پر اپنے تلامذہ اور دیگر اہلِ کوفہ سے میرے بارے میں فرمایا: ''تمہارے ہاں امام عمرو بن دینارؒ (مشہور محدث) کے علم (احادیث) کا حافظ آیا ہوا ہے۔اس پر لوگ میرے پاس آنا شروع ہوگئے، اور مجھ سے امام عمرو بن دینارؒ (کی احادیث) کے متعلق پوچھنے لگے۔ یوں مجھے سب سے پہلے محدث بنانے والے امام ابوحنیفہؒ ہیں۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقیؒ (م842ھ) نے امام ابن عیینہؒ کے تعارف میں لکھا ہے:

اثر26:۔ دخل الکوفة وقد ناهز عشرین سنة. فقال الامام ابوحنیفة لاصحابه: جاء کم حافظ علم عمرو بن دینار۔ فجاء الناس الیه یسألونه عن عمرو بن دینار۔ قال ابن عیینة: فاول من صیّرنی محدثا ابوحنیفة۔

(مجالس فی تفسیر قوله تعالیٰ: لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ

أَنْفُسِهِمْ، ص460۔طبع: دار القبلة، جدة)

ترجمہ: امام ابن عیینہ ؒ جب کوفہ میں داخل ہوئے، تو اس وقت آپ ؒ کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے اس موقع پر اپنے اصحاب سے فرمایا: ”تمہارے پاس امام عمرو بن دینار ؒ کے علم کے حافظ آئے ہوئے ہیں، اس پر لوگ امام ابن عیینہ ؒ کے پاس آنے لگے اور ان سے عمرو بن دینار ؒ (کی احادیث سے متعلق) پوچھنے لگے۔ امام ابن عیینہ ؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح امام ابوحنیفہ ؒ نے سب سے پہلے مجھے محدث بنایا۔

حافظ ابن عبدالبر ؒ (م463ھ) اس واقعہ کو امام ابن عیینہ ؒ سے بہ سند متصل یوں نقل کرتے ہیں:

اثر 27:۔ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ: "أَوَّلُ مَنْ أَقْعَدَنِي لِلْحَدِيثِ بِالْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ، أَقْعَدَنِي فِي الْجَامِعِ وَقَالَ: "هٰذَا أَقْعَدَ النَّاسِ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَحَدَّثْتُهُمْ". (الانتقاء، ص128)

ترجمہ: مجھے کوفہ میں ”مسندِ حدیث“ پر سب سے پہلے بٹھانے والے امام ابوحنیفہ ؒ ہیں۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ آپ ؒ نے مجھے ”جامع مسجد کوفہ“ میں بٹھا دیا اور لوگوں سے میرے متعلق فرمایا: ”یہ شخص امام عمرو بن دینار ؒ کی احادیث کو سب سے زیادہ جانتا ہے“۔ (اس پر لوگ میرے پاس آنے لگے) اور میں نے ان کو احادیث سنانی شروع کیں۔

امام ابن ابی العوام ؒ (م335ھ) اور امام صیمری ؒ (م436ھ) نے بھی اس واقعہ کو امام ابن عیینہ ؒ سے سند متصل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(فضائل ابی حنیفۃ، ص185؛ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص82)

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

اوّل: امام صاحب ؒ بڑے اعلیٰ ظرف تھے کہ خود آپ ؒ امام عمرو بن دینار ؒ کے کبار تلامذہ میں سے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کے اساتذۂ حدیث کے بیان میں

گزرا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ ؒ امام ابن عیینہ ؒ جیسے نوجوان محدث کو اپنے اوپر برتری دے رہے ہیں، اور ان کو امام ابن دینار ؒ کا سب سے بڑا شاگرد کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

دوسرا: اِس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؒ کا پایہ ”علمِ جرح وتعدیل“ میں اس قدر بلند تھا کہ سفیان بن عیینہ ؒ جیسے محدث کو لوگوں نے محدث اس وقت مانا اور ان سے احادیث تب ہی لکھیں جب آپ ؒ نے ان کی توثیق کی اور ان کے محدث ہونے کی تصدیق فرمائی۔

امام ابن حجر مکی شافعی ؒ (م973ھ) نے امام ثوری ؒ اور امام ابن عیینہ ؒ کے متعلق آپ ؒ کے مذکورہ اقوال کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

و بهذا يعلم جلالة مرتبته في الحديث ايضاً كيف وهو يستأمر في الثوري ويجلس ابن عيينة. (الخیرات الحسان، ص66)

ترجمہ: ان اقوال سے امام ابوحنیفہ ؒ کی علمِ حدیث میں جلالتِ مرتبت کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح امام ثوری ؒ کے بارے میں آپ ؒ سے مشورہ کیا جا رہا ہے اور امام ابن عیینہ ؒ کو آپ ؒ مسند حدیث پر بٹھا رہے ہیں۔

(7) امام شعبہ بن حجاج ؒ (م160ھ) کی توثیق

امام شعبہ ؒ، جو علم حدیث میں ”امیر المؤمنین“ کہلائے جاتے ہیں، اور تمام محدثین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) وغیرہ محدثین نے ان کے ترجمہ میں جہاں اور محدثین کے توثیقی اقوال ذکر کیے ہیں، وہاں انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے بھی ان کی توثیق نقل کی ہے۔ امام ابوقطن ؒ (جو امام صاحب ؒ اور امام شعبہ ؒ دونوں کے شاگرد ہیں) سے منقول ہے:

اثر 28:۔ قَالَ أَبُو قَطَنٍ: كَتَبَ لِي شُعْبَةُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ يُحَدِّثُنِي، فَأَتَيْتُهُ. فَقَالَ: "كَيْفَ أَبُو بِسْطَامَ؟". قُلْتُ: "بِخَيْرٍ". قَالَ: "نعم حشو المصر هو".

(تاریخ ابن معین - روایۃ ابن محرز (یحیی بن معین) ج2 ص158؛تاریخ ابن معین - روایۃ الدوری (یحیی بن معین) ج4 ص253 رقم4225؛الکامل فی ضعفاء الرجال (ابن عدی) ج8 ص241؛أخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ (الصیمری) ص61،80؛تاریخ بغداد-ت بشار (الخطیب البغدادی) ج10 ص353؛؛ سیر اعلام النبلاء ج6 ص606،رقم الترجمہ 1081-طبع:دار الحدیث-القاھرۃ)

ترجمہ امام شعبہ ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کے نام ایک خط لکھا جس میں انہوں نے امام صاحب ؒ سے مجھے حدیث بیان کرنے کی استدعا کی۔ جب میں امام صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا،تو آپ ؒ نے مجھ سے امام شعبہ ؒ کے متعلق پوچھا: ''ابو بسطام ؒ کیسے ہیں؟''۔ میں نے کہا:''وہ خیریت سے ہیں''۔ آپ ؒ نے فرمایا:''وہ اپنے شہر (بصرہ) کے کتنے اچھے آدمی ہیں''۔

(8) امام ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان ؒ (م 131ھ) کی توثیق

امام موصوف ؒ مدینہ منورہ کے عظیم محدث وفقیہ ہیں،اور چونکہ یہ امام مالک ؒ کے استاذِ کبیر امام ربیعہ رائے ؒ (م136ھ) کے معاصر ہیں،اس وجہ سے ان دونوں کے درمیان معاصرانہ چشمک رہتی تھی۔

امام ابوحنیفہ ؒ، جو ان دونوں حضرات کے شاگرد ہیں،آپ ؒ نے امام ابوالزناد ؒ کو فقہ میں امام ربیعہ ؒ پر فوقیت دی ہے۔

اثر 29:-قرأت علی الْحَسَن بْن عَلِیّ الجوھری، عَنْ مُحَمَّد بن عمران المرزبانی، حدّثنی أبو عبد اللہ الحکیمی، حَدَّثَنَا الْحُسَیْن بْن مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْن فھم، حدّثنی أخی عبد اللہ، حدّثنا بشر بن الولید، حَدَّثَنَا أَبُو یُوسُفَ، عَنْ أَبِی حَنِیفَۃَ قَالَ: قدمت المدینۃ فأتیت أبا الزناد، ورأیت ربیعۃ فإذا الناس علی ربیعۃ، وأبو الزناد أفقہ الرجلین. فقلت لہ: "أنت أفقہ أھل بلدك والعمل علی ربیعۃ!". فقَالَ: "ویحك کف من حظ، خیر من جراب علم".

(تاریخ بغداد و ذیولہ، للخطیب، ج10 ص86؛تاریخ دمشق، لابن عساکر ج28 ص57؛الموسوعۃ الحدیثیۃ لمرویات الامام ابی حنیفۃ رقم639،640)

ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ (علم حاصل کرنے کے لیے) حاضر ہوا۔ میں حضرت امام ابو الزناد ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے حضرت ربیعہ ؒ کی زیارت بھی کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگ تو حضرت ربیعہ ؒ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لیے ٹوٹے پڑتے ہیں، حالانکہ حضرت ابوالزناد ؒ ان دونوں حضرات میں زیادہ فقیہ ہیں۔ میں نے حضرت ابوالزناد ؒ سے عرض کیا: "آپ اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں، حالانکہ لوگ حضرت ربیعہ ؒ کی فقہ پر عمل پیرا ہیں!"۔ حضرت ابوالزناد ؒ فرمانے لگے: "تجھ پر افسوس ہے! نفع بخش علم کی ایک مٹھی بھی علم کی ایک بوری سے بہتر ہے"۔

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) نے امام ابوالزناد ؒ کی توثیق میں امام صاحب ؒ کا ان کے حق میں یہ بیان نقل کیا ہے:

وقال أبو حنیفۃ: "رأیت ربیعۃ وأبا الزناد، وأبو الزناد أفقہ الرجلین"۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص101)

ترجمہ میں نے امام ربیعہ ؒ اور امام ابوالزناد ؒ دونوں کو دیکھا ہے، لیکن ان دونوں میں سے امام ابوالزناد ؒ زیادہ فقیہ تھے۔

(9) امام جعفر صادق ؒ (م148ھ) کی توثیق

امام جعفر ؒ اہل بیت میں سے ایک جلیل المرتبت امام ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ نے ان کی توثیق کرنے والوں میں امام صاحب ؒ کو بھی ذکر کیا ہے، اور ان کی بابت آپ ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما رأیتُ افقہ من جعفر بن محمد۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص126)

ترجمہ میں نے جعفر بن محمد ؒ سے زیادہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(10) امام حمزہ بن حبیب الزیات رحمۃ اللہ علیہ (م 156ھ) کی توثیق

یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اوران کا شمار "قراء سبعہ" (سات مشہور قاریوں) میں ہوتا ہے۔ ان پر شروع میں بعض ائمہ نے سخت جرح کی تھی، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت اور علم الفرائض میں ان کی زبردست توثیق کی ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقال أبو حنيفة لحمزة: "شيآن غلبتنا عليهما، لسنا ننازعك فيهما، القرآن والفرائض".

(معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار، ص68. المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ). الناشر: دار الكتب العلمية)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا: "دو چیزوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہم پر غلبہ رکھتے ہیں اور ان دونوں میں ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کرتے۔ ایک قرأتِ قرآن میں، اور دوسرا علم الفرائض میں"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

غلب حمزة الناس على القرآن والفرائض۔ (تہذیب التہذیب، 2/20)

ترجمہ: حمزہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن اور فرائض میں سب لوگوں پر غلبہ پا گئے ہیں۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی ہے، اور ان دونوں کی توثیق کے بعد امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کو پوری امت کی طرف سے تلقّی بالقبول حاصل ہو گیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) فرماتے ہیں:

وقد انعقد الاجماع على تلقي قراءة حمزة بالقبول۔ (تہذیب التہذیب 2/20)

ترجمہ: آخر کار امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت کو امت نے بالاتفاق قبول کرلیا۔

امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) فرمایا کرتے تھے:

القراءة عندي قراءة حمزة والفقه فقه ابي حنيفة، على هذا ادركت الناس۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 13/346)

ترجمہ: میرے نزدیک قراءت ہے تو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ہے، اور فقہ ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ ہے، اور اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

(11) عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ (م 143ھ) پر جرح

بعض رُواتِ حدیث غلط عقیدہ رکھنے کی بنا پر بھی ضعیف الروایۃ سمجھے گئے ہیں، ان میں سے ایک عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے۔ یہ شخص علم الکلام کے ذریعے لوگوں میں اپنے غلط عقائد کا پرچار کیا کرتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جرح کرتے ہوئے فرمایا:

لعن الله عمرو بن عبيد فانه فتح الناس باباً الى علم الكلام۔

(الجواہر المضیئۃ، ج1 ص31)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے کہ اس نے لوگوں کے لیے علمِ کلام کا دروازہ کھول دیا ہے۔

(12) طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ (م 91ھ) پر جرح

طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور تابعی اور بلند پایہ محدث ہیں۔ لیکن چونکہ یہ قدری خیالات رکھتے تھے اس لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بھی جرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

الحافظ طلحة بن محمد روى في "مسنده"، عن أبي العباس أحمد بن محمد بن سعيد، عن أحمد بن عبد الله بن زياد الحداد، عن سليمان بن حرب، عن حماد بن زيد، قال: جلست إلى أبي حنيفة بمكة يذكر سعيد بن جبير، فنحله إلى الإرجاء، فقلت: "يا أبا حنيفة! من حدثك بهذا؟". فقال: حدثني سالم الأفطس، ثم قال: حدثني أيوب عن سعيد بن

جبير أنه جلس إلى طلق بن حبيب فنهاه عن ذلك، قال أبو حنيفة: "وكان طلق بن حبيب يرى القدر".

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة رقم 638؛ "مسند" طلحة بن محمد كما في "جامع المسانيد" رقم 147؛ الجواہر المضیئۃ، ج1 ص30)

ترجمہ حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ قدری عقیدہ رکھتے تھے۔

(13، 14) جہم بن صفوان (م 129ھ) اور مقاتل بن سلیمان (105ھ) پر جرح

یہ دونوں بھی باطل عقائد کے حامل تھے۔ جہم بن صفوان جہمیہ فرقہ کا بانی ہے، جس فرقہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہی انکار کر دیا تھا۔ اور مقاتل بن سلیمان فرقہ مجسمہ کا امام گزرا ہے۔ اس فرقہ کا عقیدہ فرقہ جہمیہ کے عقیدہ کے بالکل متضاد تھا، چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے میں اس قدر غلو کیا کہ اللہ کے لیے مخلوق کی طرح صفات ثابت کر دیں۔ غرض یہ دونوں فرقے راہِ اعتدال سے بہت دور اور افراط وتفریط کا شکار تھے۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں فرقوں اور ان کے بانیوں پر سخت جرح کی ہے، چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ان دونوں فرقوں کے متعلق نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو حنيفة: "أتانا من المشرق رأيان خبيثان: جهم معطل، ومقاتل مشبه".

(تاریخ بغداد ج15 ص207؛ تاریخ بغداد و ذیولہ ج13 ص165؛ تاریخ دمشق ج60 ص122؛ تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج28 ص 142؛ تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج9 ص90؛ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار ج 3 ص23)

ترجمہ ہمارے ہاں مشرق سے دو خبیث رائیں آئی ہیں: ایک جہم معطل اور دوسری مقاتل

مشبہ۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں فرقوں کے بانیوں پر جرح کرتے ہوئے فرمایا:

عن أبي يوسف عن أبي حنيفة: "أفرط جهم في النفي حتى قال أنه ليس بشيء وأفرط مقاتل في الاثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه.

(تهذيب التهذيب، ج10 ص281۔ الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند)

ترجمہ جہم نے اللہ تعالیٰ کی صفات سے انکار کرنے میں غلو کیا۔ یہاں تک کہ کہہ دیا کہ اللہ کی کوئی صفت ہی نہیں ہے، اور مقاتل نے اللہ کے لیے صفات ثابت کرنے میں اتنا غلو کیا کہ اللہ تعالیٰ کو مثل مخلوق کے کر دیا۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) تصریح کرتے ہیں:

وَثَبَتَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ قَالَ: "بَالَغَ جَهْمٌ فِي نَفْيِ التَّشْبِيهِ حَتَّى قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِشَيْءٍ". (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج13 ص345)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جہم بن صفوان نے اللہ کی صفات کی نفی کرنے میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ یہ کہہ دیا کہ اللہ کی کوئی صفت ہی نہیں ہے۔

(15) امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ (م 126ھ) کی کنیت کی نشاندہی

فنِ اسماء الرجال میں راویانِ حدیث کی کنیتوں کی معرفت بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات سند میں راوی کی صرف کنیت مذکور ہوتی ہے۔ اب جب تک یہ معلوم نہ ہوگا کہ یہ کنیت کس راوی کی ہے، اس وقت تک سند کا معاملہ مشتبہ ہی رہے گا۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس فن میں بھی درجۂ کمال کی معرفت حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس فن میں محدثین کے ہاں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ مثلاً: امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت سے تمام محدثین ناواقف تھے۔ ان کو ان کی کنیت "ابو محمد" امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوئی۔ چنانچہ حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) مشہور محدث امام

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ (م 179ھ) سے بہ سند متصل نقل کیا ہے:

ماعرفنا كنية عمرو بن دينار الابابي حنيفة، كنا في المسجد الحرام و ابوحنيفة مع عمرو بن دينار. فقلنا له: يا اباحنيفة! كلمه يحدثنا. فقال: يا ابامحمد! حدثهم ولم يقل ياعمرو. (فضائل ابی حنیفۃ، ص184)

ترجمہ: ہم (محدثین) عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت نہیں جانتے تھے، ہمیں ان کی کنیت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم مسجدِ حرام میں تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ ہم نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ ان (عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ) سے کہیں کہ یہ ہمیں حدیث سنائیں"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا نام عمرو رحمۃ اللہ علیہ لینے کی بجائے ان کو کنیت سے مخاطب کیا اور فرمایا: "اے ابومحمد! ان کو حدیث سنائیں"۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے بھی امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

(الجواہر المضیئۃ ج1 ص31)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) وغیرہ محدثین نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر ہی اعتماد کرکے عمرو بن دینا رحمۃ اللہ علیہ ر کی کنیت ابومحمد بتلائی ہے۔ (تقریب التہذیب 1/734)

(16) امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (م 160ھ) کی کنیت کی نشاندہی

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبسطام ہے۔ ان کی اس کنیت کی نشاندہی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ چنانچہ امام ابوبشر الدولابی رحمۃ اللہ علیہ (م 310ھ)، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب کے راوی اور علومِ حدیث خصوصاً محدثین کی کنیتوں اور اُن کے ناموں کی معرفت میں انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں، انہوں نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبسطام ہونے کی دلیل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بہ سند نقل کیا ہے، جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوقطن رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ) سے جب امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت پوچھی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے کی

بجائے ان کا ذکر ان کی کنیت "ابوبسطام" سے کیا۔

(الکنیٰ والاسماء، 1/260۔ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(17) موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت کی نشاندہی

موصوف ایک ثقہ محدث اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے روایت لی ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ان کی کنیت "ابوالحسن" کی نشاندہی کی ہے۔ چنانچہ امام محمد بن اسحاق ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ (م 395ھ) نے ان کی کنیت "ابوالحسن" بیان کرتے ہوئے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

روى عنه الثوري و شعبة و ابوحنيفة و كناه.

(فتح الباب فی الکنیٰ والالقاب، ص221۔ طبع: مکتبۃ الکوثر، الریاض)

ترجمہ: ان سے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ان کی کنیت (ابوالحسن) سے ذکر کیا ہے۔

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) فرماتے ہیں:

ابو الحسن الذي يروي عنه ابو حنيفة هو موسى بن أبي عائشة.

(سؤالات مسعود بن علي السجزي (مع أسئلة البغداديين عن أحوال الرواة للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري)، ص80 رقم 36۔ دار النشر: دار الغرب الإسلامي-بيروت)

ترجمہ: ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ، جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، وہ موسیٰ بن بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(18) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے نام کی نشاندہی

بیعت رضوان میں جو خوش بخت صحابہ رضی اللہ عنہم شریک تھے، اُن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان سے روایتِ حدیث کرنے والوں میں ان کے ایک صاحبزادے بھی ہیں، جن کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کا نام برید

بتلایا ہے،لیکن محدثین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ان کا نام یزید ہے،اوران کے اس نام کی نشاندہی بھی جس ہستی نے کی ہے،اُن کا نامِ نامی،اسمِ گرامی امام اعظم ابوحنیفہؒ ہے۔

حافظ الدنیا امام ابن حجرعسقلانیؒ (م 852ھ) نے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وابن له غیر مسمی یقال اسمه برید... قلت: سمّی ابوحنیفة فی روایته یزید۔ (تہذیب التہذیب،3/277)

ترجمہ: ان کے ایک بیٹے ہیں جن کا نام (روایت میں) نہیں لیا گیا، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام برید ہے۔ میں (حافظ ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنی روایت میں ان کا نام یزید لیا ہے۔

اسی طرح حافظ موصوفؒ اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' (جس کے دیباچہ میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس کتاب میں راوی کے متعلق میں وہی حکم لگاؤں گا جو اس کے بارے میں کہے گئے اقوال میں سب سے زیادہ صحیح اور مناسب ہوگا)۔

(تقریب التہذیب،1/24)

کے باب ''مَنۡ نَسَبَ اِلٰی اَبِیۡهِ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ابن عبداللہ من مغفل، اسمهٗ یزید۔ (تقریب التہذیب،2/526)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے بیٹے کا نام یزیدؒ ہے۔

معلوم ہوا کہ حافظ موصوفؒ کے نزدیک اس سلسلے میں کہے گئے اقوال میں سب سے زیادہ صحیح قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے۔اس سے قارئین خود اندازہ لگالیں کہ حضرت امام صاحبؒ کا ''فنِ جرح وتعدیل'' میں مقام کس قدر بلند ہے کہ حافظ الدنیا ابن حجرعسقلانیؒ جیسے محدث آپؒ کی تحقیقات کے سامنے سرخم تسلیم کررہے ہیں۔

نیز حافظ ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے بھی شرح بخاری میں تصریح کی ہے:

وابن عبداللہ بن مغفل، یقال: اسمه: یزید۔ وقد روی هذا الحدیث ابوحنیفة عن ابی سفیان عن یزید بن عبداللہ بن مغفل عن ابیه۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری،4/373،لابن رجبؒ؛ الاحادیث والآثار التی تکلم علیها الحافظ ابن رجب،2/603۔طبع:مکتبة الرشد،الریاض)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے بیٹے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام یزید ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ابوسفیانؒ سے، انہوں نے یزید بن عبداللہ بن مغفلؒ سے، اور انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے حدیث بیان کی ہے۔

(19) ابوعلی الردّادؒ کے نام کی نشاندہی

یہ بھی ایک راویٔ حدیث ہیں کہ جن کے نام میں اختلاف ہے۔امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں ان کا نام ''الحسن'' ہے۔حافظ ابن حجرؒ (م 852ھ) ان کے ترجمہ میں رقمطراز ہیں:

وعنه الثوری وابوحنیفة وسماه الحسن۔ (تعجیل المنفعة ص574)

ترجمہ: ان سے امام ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے روایت کی ہے۔اور امام ابوحنیفہؒ نے ان کا نام ''الحسن'' بتلایا ہے۔

(20) صحابہؓ میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں کے متعلق آپؒ کا شاندار فیصلہ

علمائے اہل سنت والجماعت کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف کس صحابی کو حاصل ہوا؟ چنانچہ بعض علماء نے اوّلین مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کو، بعض نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو، بعض نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو، بعض نے حضرت زیدؓ کو اور بعض

نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ لیکن سب سے بہتر قول، جس کو محدثین نے مختار اور پسندیدہ قول کہا ہے، وہ یہ ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ اس طرح ان سب اقوال میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهو احسن ما قيل لاجتماع الاقوال به۔ (فتح المغیث، ج3، ص112)

ترجمہ: یہ سب سے اچھا قول ہے کیونکہ اس سے سب اقوال میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ ان سب اقوال میں یہ عمدہ اور دلنشین تطبیق جس ہستی نے دی ہے وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ہے۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) فرماتے ہیں:

قال ابن الصلاح وتبعه المصنف: والاورع ان يقال اوّل من اسلم من الرجال الاحرار ابوبكر، و من الصبيان علی، ومن النساء خديجة، ومن الموالی زيد ومن العبيد بلال، قال البرماوی: ويحكی هذا الجمع عن ابی حنيفة۔ (تدریب الراوی، ج2، ص201)

ترجمہ: امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مصنف (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان سب اقوال میں سے زیادہ احتیاط اس قول میں ہے کہ کہا جائے کہ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، آزاد کردہ غلاموں میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ امام برماوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تطبیق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) رقمطراز ہیں:

فروی الحاكم فی ترجمة احمد بن عباس بن حمزة الواعظ من تاريخ

نيسابور من طريق ابی مسعر، حدثنا سعيد بن عبد العزيز قال: كان ابوحنيفة يقول: اوّل من اسلم من الرجال ابوبكر و من النساء خديجة، ومن الصبيان علی۔ (فتح المغیث، ج3، ص113)

ترجمہ: امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ نیساپور" میں احمد بن عباس بن حمزہ واعظ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام ابومسعر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے"۔

مورّخ اسلام علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م 774ھ) فرماتے ہیں:

وقد اجاب ابوحنيفة رضی الله عنه بالجمع بين هذه الاقوال بان اوّل من اسلم من الرجال الاحرار ابوبكر، و من النساء خديجة، ومن الموالی زيد بن حارثة، ومن الغلمان علی بن ابی طالب رضی الله عنهم۔ (البدایۃ والنہایۃ، 2/367، 368)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب اقوال کو جمع کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

غور کریں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے مثال ذہانت، بہترین فطانت اور باکمال استعداد سے اسماء الرجال کا یہ معرکۃ الآراء مسئلہ کس خوش اُسلوبی سے حل کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

باب 9

احادیث کی تصحیح وتضعیف میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی باکمال مہارت

1 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احادیث کے پرکھنے میں کمال درجہ کی مہارت رکھنا

آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے راویانِ حدیث کے احوال کی معرفت میں بلند پایہ مقام کے حامل تھے، ایسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کو پرکھنے (کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی حدیث ضعیف ہے) میں بھی کمال درجہ کی مہارت رکھتے تھے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ) کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی مسئلہ بیان کرتے تو میں اس کی تائید میں محدثینِ کوفہ سے کچھ احادیث حاصل کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے بعض احادیث کو قبول کر لیتے اور بعض کو یوں کہہ کر رَد کر دیتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یا یہ حدیث غیر معروف ہے...... الخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث جانچنے میں مکمل مہارت تھی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن

کے اجتہاد پر حدیث کی تصحیح وتزییف (تضعیف) کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اور حافظ صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "عِلَلُ الْحَدِیْث" میں مکمل مہارت تھی اور اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو قبول کیا جاتا ہے۔

اسی طرح حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م 728ھ) بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث کی تصحیح و تضعیف میں ماہر تسلیم کرتے ہیں، بلکہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس فن میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) وغیرہ جیسے کبار محدثین پر بھی فوقیت دی ہے۔ چنانچہ جب امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی تصحیح کی، تو حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے رَد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرنے کے بعد لکھا:

وَأَبُو حَنِيفَةَ أَعْلَمُ وَأَفْقَهُ مِنَ الطَّحَاوِيِّ وَأَمْثَالِهِ۔

(منهاج السنة، ج 8، ص 197؛ الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کو جاننے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے محدثین سے بڑھ کر عالم اور فقیہ ہیں۔

حالانکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی کبار ناقدینِ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کو ائمۂ جہابذہ (ناقدین رجال حدیث) اور ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن کا قول علم جرح وتعدیل میں مقبول ہے۔

(اربع رسائل فی علوم الحدیث، ص 204)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م 774ھ) نے بھی ان کے تذکرہ میں تصریح کی ہے:

وهو احد الاثبات والحفاظ الجهابذة۔ (البدایۃ والنہایۃ ج 7، ص 567)

ترجمہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پختہ کار محدثین اور حفاظِ جہابذہ میں سے ایک ہیں۔

محدث کبیر، فقیہ نبیل، شارح بخاری حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (م 855ھ) نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

وهو إمام جهبذ لا ينازع فيما يقوله۔

(البناية شرح الهداية، ج 2 ص 497۔ المؤلف: محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن

الحسین المعروف بـ"بدر الدین العینی" الحنفی (ت 855ھ)۔ الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، لبنان۔ تحقیق: أیمن صالح شعبان۔ الطبعة: الأولی، 1420ھ-2000م۔ عدد الأجزاء: 13)

ترجمہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ امامِ جہبذ (ناقد الرجال) ہیں، اور (حدیث اور روایانِ حدیث سے متعلق) ان کے قول کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اب جب کہ نقدِ حدیث میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقام ہے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں کس قدر بلند مقام ہو گا، جو بقول حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نقدِ حدیث میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے محدثین سے بھی بڑے عالم تھے؟

نیز امام محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (م 1205ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

انه كان من صيّارفة الحديث۔ (عقود الجواہر المنیفة، 2/8)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کو جانچنے میں صرّاف تھے۔

2 احادیث کی تصحیح وتضعیف سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی صحت وضعف کو جانچنے میں اعلیٰ درجہ کی معرفت رکھتے تھے۔ اب "مشتے نمونہ از خروارے" احادیث کی تصحیح وتضعیف سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں۔

(1) حدیث "مَنْعُ بَيْعِ الرَّطْبِ بِالتَّمْرِ" کی تضعیف

علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ (م 861ھ) شارح ہدایہ نے نقل کیا ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ دَخَلَ بَغْدَادَ وَكَانُوا أَشِدَّاءَ عَلَيْهِ لِمُخَالَفَتِهِ الْخَبَرَ، فَسَأَلُوهُ عَنِ التَّمْرِ. فَقَالَ: "الرُّطَبُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ تَمْرًا أَوْ لَمْ يَكُنْ، فَإِنْ

كَانَ تَمْرًا جَازَ الْعَقْدُ عَلَيْهِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "التَّمْرُ بِالتَّمْرِ". وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَازَ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ إِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ". وَمَدَارُ مَا رَوَيَاهُ عَلَى زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ النَّقَلَةِ.

(فتح القدیر، ج 7، ص 28، 29۔ المؤلف: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام (المتوفی: 861ھ)۔ الناشر: دار الفکر)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں کے کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رطب (تازہ کھجور) کو تمر (خشک کھجور) کے بدلے فروخت کرنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "رطب دو حال سے خالی نہیں۔ یہ یا تو تمر ہے یا تمر نہیں ہے۔ اگر تمر ہے تو پھر اس کی بیع کے جواز میں کوئی اشکال ہی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ۔

ترجمہ تمر کو تمر کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے۔

اور اگر یہ تمر نہیں ہے تو پھر بھی ان کی باہم خرید وفروخت جائز ہے، بوجہ حدیث:

إِذَا اختلف النوعانِ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ۔

ترجمہ جب دو چیزیں باہم مختلف ہوں تو ان کی جس طرح چاہو خرید وفروخت کرو۔

اس کے جواب میں ان لوگوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کی، جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رطب اور تمر کو باہم بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "اس حدیث کا مدار زید بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ پر ہے اور زید ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث قبول نہیں کی جا سکتی"۔

علامہ سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (م 654ھ) نے بھی یہ واقعہ مختصراً نقل کیا ہے۔

(الانصاف فی آثار الخلاف، ص 291)

اسی طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت کے بیان میں یہ واقعہ بحوالہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ حدیث میں عظیم المرتبت ہونے پر بطور دلیل پیش کیا تھا۔

(2) حدیث ''لُبْسُ السَّرَاوِيلِ لِلْمُحْرِمِ'' کی تضعیف

حالتِ احرام میں حاجی کے لیے شلوار پہننے کے جواز پر ایک مرفوع حدیث ذکر کی جاتی ہے، لیکن وہ حدیث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: "لَمْ يَصِحَّ عِنْدِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَبِسَ السَّرَاوِيلَ فَأُفْتِيَ بِهِ".

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية - ت الحلو (عبد القادر القرشي) (ج 1 ص 63؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية - ط النظامية (عبد القادر القرشي) ج 1، ص 32؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث (محمد عبد الرشيد النعماني) ص 75؛ البدور المضية في تراجم الحنفية (محمد حفظ الرحمن الكملائي) ج 1 ص 395)

ترجمہ: میرے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حالتِ احرام میں) شلوار پہنی تھی، تاکہ میں اس کے مطابق فتویٰ دوں۔

تنبیہ: اس میں بہت ہی شدید قسم کا اختصار ہے۔ اگلی روایت میں اس کو کامل طور پر بیان کیا گیا ہے:

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) اور امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بہ سندِ متصل داؤد بن مخبر رحمۃ اللہ علیہ (م 206ھ) سے نقل کیا ہے:

قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، قَالَ: قِيلَ لِأَبِي حَنِيفَةَ: "الْمُحْرِمُ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ". قَالَ: "لَا وَلَكِنْ يَلْبَسُ الْإِزَارَ". قِيلَ لَهُ: "لَيْسَ لَهُ إِزَارٌ". قَالَ: "يَبِيعُ السَّرَاوِيلَ وَيَشْتَرِي بِهَا إِزَارًا". قِيلَ لَهُ: "فَإِنَّ النَّبِيَّ

صلى الله عَلَيْهِ وَسلم خَطَبَ وَقَالَ: "الْمُحْرِمُ يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ". فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: "لَمْ يَصِحَّ فِي هٰذَا عِنْدِي عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم شئ فَأُفْتِي بِهِ". وينتهي كل امرئ إِلَى مَا سَمِعَ، وَقَدْ صَحَّ عِنْدَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ: "لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ السَّرَاوِيلَ". فَنَنْتَهِي إِلَى مَا سَمِعْنَا". قِيلَ لَهُ: "أَتُخَالِفُ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم؟". فَقَالَ: "لَعَنَ اللهُ مَنْ يُخَالِفُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم؟ بِهِ أكرمنا الله وَبِه استنقذنا".

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: مالك والشافعي وأبي حنيفة ج 1 ص 140، 141؛ فضائل ابی حنیفۃ ص 182؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص 75)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: ''اگر محرم کے پاس ازار (تہبند) نہ ہو، تو کیا وہ شلوار پہن سکتا ہے؟''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نہیں، اس کو ازار ہی پہننی چاہیے''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ''اگر اس کے پاس تہبند نہ ہو، تو پھر وہ کیا کرے؟''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وہ شلوار فروخت کرے اور ان پیسوں سے تہبند خرید لے''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ''نبی ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ محرم شلوار پہنے، اگر اُس کے پاس تہبند نہ ہو''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک اس موضوع پر کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے، تاکہ میں اس کے مطابق فتویٰ دوں، اور ہر آدمی اسی حدیث کی طرف رجوع کرتا ہے جو اس نے سنی ہوئی ہے۔ اور چونکہ ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم شلوار نہ پہنے، اس وجہ سے ہم نے اس حدیث کی طرف رجوع کیا (اور اس کے مطابق فتویٰ دیا)۔ کیونکہ ہم نے یہ حدیث سنی ہوئی ہے''۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ (یہ بات کرکے) نبی ﷺ کی مخالفت نہیں کر رہے؟''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اللہ اس پر لعنت کرے جو نبی ﷺ کی مخالفت کرتا ہے، ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی وجہ سے ہی عزت دی اور آپ ﷺ

ہی کی بدولت ہمیں نجات ملی‘‘۔

(3) سلسلۂ احادیث عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ کی تصحیح

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ (م 118ھ) تبع تابعین رحمہم اللہ میں سے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان سے تابعین رحمہم اللہ کی ایک بڑی تعداد نے روایتِ حدیث کی ہے، جن میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

ان کے پاس احادیث کا ایک صحیفہ (مجموعہ) تھا، جس کو یہ اپنے والد شعیب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے جدامجد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ اس صحیفہ کا نام ’’صادقہ‘‘ ہے اور کتبِ حدیث میں ’’عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ‘‘ کی جتنی روایات منقول ہیں، وہ سب اسی صحیفہ کی احادیث ہیں۔

بعض محدثین نے اگرچہ اس سلسلہ کی احادیث میں کلام کیا ہے، لیکن اکثر محدثین و فقہاء نے ان کی تصحیح کی ہے اور ان سے حجت پکڑی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ بھی ان کو قابلِ حجت گردانتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (م 751ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وقد احتج الأئمة الأربعة والفقهاء قاطبة بصحيفة عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، ولا يُعْرَف في أئمة الفتوى إلا من احتاج إليها واحتجَّ بها، وإنما طعن فيها من لم يتحمّل أعباء الفقه والفتوى، كأبي حاتم البُسْتي وابن حزم وغيرهما۔

(إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج2 ص 84۔ الناشر: دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية)

ترجمہ: تمام ائمہ اربعہ رحمہم اللہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) اور کبار فقہاء رحمہم اللہ نے ’’صحیفہ عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ‘‘ سے احتجاج کیا ہے اور ائمۂ فتویٰ میں سے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہے جس کو اس صحیفہ کی ضرورت نہ پڑی ہو، اور اس نے اس سے احتجاج نہ کیا ہو۔ البتہ اس صحیفہ پر ان لوگوں نے طعن کیا ہے جو لوگ فقہ اور فتویٰ سے تہی دامن ہیں، جیسے امام ابوحاتم بستوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء۔

مولانا ارشاد الحق اثری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد لکھتے ہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ’’عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ‘‘ کی حدیث سے احتجاج کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا: ’’مال فروخت کرنے والا شرط لگا سکتا ہے؟‘‘۔ تو انہوں نے فرمایا: ’’نہیں‘‘۔ اور جب اس پر ان سے دلیل کا مطالبہ کیا گیا تھا تو انہوں نے جواباً فرمایا:

حَدَّثَنِی عَمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وَسَلَّمَ نَہٰی عن بَیْعٍ و شَرْطٍ۔

(اخبار القضاۃ لوکیع، ج3، ص46؛ معرفت علوم الحدیث، ص128)

ترجمہ: مجھ سے عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے اپنے والد شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال بیچتے وقت کوئی شرط لگانے سے منع کیا ہے۔ (توضیح الکلام، 1/448)

باب 10

احادیث کے ناسخ ومنسوخ جاننے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تفوق

ایک ہی موضوع سے متعلق جب دو باہم متعارض قسم کی احادیث مروی ہوں اور کسی قرینہ سے ان میں سے ایک کا مقدم ہونا اور دوسری کا مؤخر ہونا معلوم ہو جائے، تو مقدم حدیث منسوخ اور مؤخر حدیث ناسخ کہلاتی ہے۔

علومِ حدیث میں سب سے مشکل یہی حدیث کے ناسخ ومنسوخ کا علم ہے۔ اس لیے علماء نے تصریح کی ہے کہ اس علم کی معرفت صرف ان ہی محدثین کو حاصل ہوتی ہے جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہوں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حدیث اور فقہ دونوں علوم میں یکتائے روزگار تھے، اس وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس فن کی معرفت میں بھی بلند پایہ مقام حاصل تھا اور اس فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تفوق کا اعتراف خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین اہلِ علم نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور حدیث و فقہ کے عظیم سپوت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) قسم اُٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

شدید المعرفة بناسخ الحدیث ومنسوخه۔

(أخبار أبی حنیفة وأصحابه (الصیمری) ص75؛ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة (تقی الدین ابن عبد القادر التمیمی) ص47؛ البدور المضیة فی تراجم الحنفیة (محمد حفظ الرحمن الکملائی) ج1 ص326؛ عقود الجمان، ص۱۹۱؛ الخیرات الحسان، ص۷۶)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ناسخ اور منسوخ کی بہت زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں۔

نیز امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت میں گزر چکا ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو اُن کے نزدیک صحیح اور ثقہ راویوں سے مروی ہوتی تھی۔ اور جس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری عمل مذکور ہوتا تھا''۔

(أخبار أبی حنیفة وأصحابه (الصیمری) ص75؛ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة (تقی الدین ابن عبد القادر التمیمی) ص47؛ البدور المضیة فی تراجم الحنفیة (محمد حفظ الرحمن الکملائی) ج1 ص326؛ عقود الجمان، ص191؛ الخیرات الحسان، ص76)

اب ظاہر ہے کل ذخیرۂ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری عمل کا انتخاب وہی کر سکتا ہے جس کو احادیث کے ناسخ ومنسوخ میں پوری طرح بصیرت ہو۔

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور معاصر اور جلیل القدر محدث امام حسن بن صالح بن حی رحمۃ اللہ علیہ (م 167ھ) کا بھی یہ بیان گزر چکا ہے:

کان ابو حنیفة شدید الفحص عن الناسخ من الحدیث والمنسوخ۔

(أخبار أبی حنیفة وأصحابه (الصیمری) ص25؛ المسودة فی أصول الفقه (مجد الدین بن تیمیة) ص338؛ أصول الدین عند الإمام أبی حنیفة (محمد بن عبد الرحمن الخمیس) ص151؛ المدخل إلی دراسة المذاهب الفقهیة (علی جمعة) ص92)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ناسخ اور منسوخ کی جانچ میں نہایت شدت سے کام لیتے تھے۔

جلیل المرتبت مالکی فقیہ ومحدث علامہ ابن رشد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (م 595ھ) ایک مسئلہ کی

تحقیق میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَحَمَلَ أَحَادِيثَ النَّهْيِ عَلَى عُمُومِهَا، وَرَأَى أَنَّهَا نَاسِخَةٌ لِحَدِيثِ ذِي الْيَدَيْنِ، وَأَنَّهُ مُتَقَدِّمٌ عَلَيْهَا.

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد، ج1 ص128۔ المؤلف: أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد (المتوفى: 595ھ)۔ الناشر: دار الحديث-القاهرة)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (نماز میں کلام کرنے کی) ممانعت والی احادیث کو اپنے عموم پر رکھا ہے، اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ احادیث حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ والی حدیث کے لیے ناسخ ہیں، کیونکہ وہ ان سے متقدم (پہلے کی) ہیں۔

امام ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی رحمۃ اللہ علیہ (م 584ھ) نے بھی حدیث کے ناسخ ومنسوخ سے متعلق اپنی کتاب میں کئی احادیث کے ناسخ ومنسوخ کے بارے میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آراء نقل کی ہیں۔

(اَلْاِعْتِبَارُ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ مِنَ الْآثَارِ ص 143، 150، 157، 164۔ طبع: دار الكتب العلمية، بيروت)

اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث کے ناسخ ومنسوخ جاننے میں مکمل مہارت رکھتے ہیں۔

باب 11

تفسیرِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبۂ عالیہ

علومِ حدیث میں تفسیرِ حدیث کو بھی ایک اہم مقام حاصل ہے، بلکہ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بحوالہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) لکھا ہے:

سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: "تَفْسِيرُ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ سَمَاعِهِ".

(جامع بيان العلم وفضله، ج2، ص1144، رقم 2253)

ترجمہ: حدیث کی تفسیر اس کے سماع سے بہتر ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی تفسیر اور اس کے اندر پوشیدہ فقہی دقائق کو جاننے میں بھی انتہائی بلند مرتبت تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ)، جن کو ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ، اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ابواسحاق شیبانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ (جو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی اساتذہ ہیں) جیسے تابعین محدثین کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن اس کے باوجود وہ فرمایا کرتے تھے:

"میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حدیث کی تفسیر اور اس کے فقہی نکات کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جانتا ہو"۔

چنانچہ امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ)، علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) بہ سند متصل ان سے نقل کرتے ہیں:

قال: سمعت أبا يوسف، يقول: "ما رأيت أحدا أعلم بتفسير الحديث ومواضع النكت التي فيه من الفقه من أبي حنيفة".

(تاریخ بغداد ج15 ص459؛ فضائل ابی حنیفہ ص ۷۸؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص340؛ الانتقاء ص139؛ الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج1 ص28)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص حدیث کی تفسیر اور اس میں موجود نکات (باریکیوں) کو امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا۔

اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا محمد بن يزيد بن أبي خالد، قال: سمعت المختار بن سابق الحنظلي الدارمي، يقول: سمعت أبا يوسف، يقول: سألني أبو حنيفة رحمة الله عليهم عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا كان الماء قلتين لم يحمل خبثاً" ما معناه؟". فجعلت أقول فيه أقاويل لا يرضاها. فقلت له: "رحمك الله ما معناه عندك؟". فقال: "معناه إذا كان جارياً". فقمت إليه، فقبّلت رأسه، وأثنيت عليه وأرسلت عبرتي من السرور.

(کشف الآثار للحارثی، رقم 1306؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابى حنيفة، ج5 ص27 رقم 819۔ جمعه واعده وعلق عليه:- العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي)

ترجمہ: حضرت امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ ؒ نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا معنی دریافت کیا: "جب پانی کی مقدار دو (2) قلہ ہو، تو وہ گندگی کو اثر انداز نہیں ہونے دیتا ہے" (یعنی اسے دفع کر دیتا ہے)۔ اس کا معنیٰ کیا ہے؟"۔ میں نے اس کے معنیٰ میں کئی اقوال بیان کیے، لیکن امام ابوحنیفہ ؒ ان اقوال سے راضی نہ ہوئے۔ میں نے آپ ؒ سے عرض کیا: "آپ ؒ کے نزدیک اس کا معنیٰ کیا ہے؟"۔ تو آپ ؒ نے فرمایا: "جب وہ پانی جاری ہو (تو وہ نجس نہیں

ہوتا)"۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا۔ میں نے آپ ؒ کا سر چوما۔ میں نے آپ ؒ کی تعریف کی۔ میرا دل خوشی سے مالا مال ہو گیا۔

نیز علامہ خطیب ؒ نے اپنی سند کے ساتھ جلیل المرتبت محدث امام حسن بن سلیمان قبیطہ ؒ (م 261ھ)، جن کو حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) الحافظ اور ثقہ کہتے ہیں، (تذکرۃ الحفاظ، ج 2، ص115، رقم596)، سے نقل کیا ہے:

عن الحسن بن سليمان أنه قال في تفسير الحديث: "لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم". قال: "هو علم أبي حنيفة وتفسيره الآثار".

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص23؛ تاریخ بغداد، ج15، ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص336؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص33)

ترجمہ: انہوں نے حدیث کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم ظاہر نہ ہو جائے'' کی تفسیر میں فرمایا: ''اس سے امام ابوحنیفہ ؒ کا علم اور آپ ؒ نے احادیث کی جو تفسیر کی ہے، وہ مراد ہے''۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک ؒ (م 181ھ) فرماتے ہیں:

قال: سمعت ابن المبارك قال: "إن كان الأثر قد عُرف واحتيج إلى الرأي، فرأي مالك، وسفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه الثلاثة".

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص84؛ تاريخ بغداد، ج15، ص459؛ تاریخ بغداد وذیولہ، ج13، ص342؛ مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث ص31)

ترجمہ: اگر حدیث معروف ہو جائے اور اس میں رائے کی ضرورت پڑے، تو پھر امام مالک ؒ، امام سفیان ثوری ؒ اور امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے کا اعتبار ہے اور امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے سب سے اچھی ہے، اور آپ ؒ ان میں سب سے زیادہ دقیقہ رس، فقہ میں ان سب سے زیادہ غوطہ زن اور ان تینوں میں سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

نیز انہوں نے فرمایا:

لا تقولوا رأيِ ابي حنيفة ولكن قولوا انهٗ تفسير الحديث۔

(فضائل ابی حنیفہ، ص 101، لابن ابی العوامؒ؛ ذیل الجواہر المضیۃ، 2/460، للملا علی القاریؒ)

ترجمہ: یہ مت کہو کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

محدث کبیر امام عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمۃ اللہ علیہ (م 213ھ)، جن کا مختصر تعارف ماقبل گزر چکا ہے، فرمایا کرتے تھے:

بِشْرُ الْحَافِي، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ، يَقُولُ: "إِذَا أَرَدْتَّ الْآثَارَ، فَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَإِذَا أَرَدْتَ تِلْكَ الدَّقَائِقَ فَأَبُو حَنِيفَةَ"۔

(مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص 29؛ تاریخ بغداد ج 15 ص 459؛ تاریخ بغداد و ذیولہ، ج 13، ص 343؛ تهذيب الكمال فی أسماء الرجال ج 29 ص 431؛ التَّكْمِيل فی الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل ج 1 ص 377)

ترجمہ: جب تو احادیث (طلب کرنے) کا ارادہ کرے تو اس کے لیے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور جب تو حدیث کی باریکیاں جاننا چاہے تو اس کے لیے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کی تفسیر اور اس کے فقہی نکات جاننے میں وہ مقام حاصل تھا کہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ بھی اس فن میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور جب بڑے بڑے مشائخ مشکل مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو جاتے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان مسائل کا حل فوراً حدیث سے پیش کر کے سب کو حیران کر دیتے۔ چنانچہ حافظ ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) اور حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بہ سند متصل امام عبیداللہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسِ الْأَعْمَشِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ فِيهَا۔ وَنَظَرَ فَإِذَا أَبُو حَنِيفَةَ۔ فَقَالَ: "يَا نُعْمَانُ! قُلْ فِيهَا"۔ قَالَ: "الْقَوْلُ فِيهَا كَذَا"۔ قَالَ: "مِنْ أَيْنَ؟"۔ قَالَ: "مِنْ حَدِيثِ كَذَا، أَنْتَ حَدَّثْتَنَاهُ"۔ قَالَ: فَقَالَ الْأَعْمَشُ: "نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ

وَأَنْتُمُ الْأَطِبَّاءُ"۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج 2 ص 1030 رقم 1973؛ فضائل ابی حنیفہ، ص 102؛ معجم الشيوخ، ص 79۔ المؤلف: أبو الحسين محمد بن أحمد بن عبد الرحمن بن يحيى بن جُمَيْع الغساني الصيداوي (المتوفى: 402ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة، دار الإيمان - بيروت، طرابلس)

ترجمہ: ایک بار ہم امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ (م 148ھ)، جو مشہور محدث اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذۂ حدیث میں سے ہیں، کی مجلس میں موجود تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں رونق افروز تھے۔ اس دوران کسی نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جو اُن سے حل نہ ہو سکا۔ انہوں نے پوری مجلس پر نظر دُہرائی، تو اُن کی نظرِ انتخاب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے: ''اے نعمان! تم اس مسئلہ کا حل بتاؤ''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہ مسئلہ بتا دیا، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''تم نے یہ مسئلہ کہاں سے بتایا ہے؟''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''فلاں حدیث سے، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کی تھی''۔ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب اور حدیث سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمدہ استنباط سُن کر بہت محفوظ ہوئے اور فرمانے لگے:

''ہم تو صرف پنساری ہیں اور تم طبیب ہو''۔

نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ درس وتدریس کے بیان میں بحوالہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (م 158ھ) گزرا ہے کہ کِبار محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ، مطرف بن طریف رحمۃ اللہ علیہ اور حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو جب کسی حدیث میں اشتباہ ہو جاتا تو وہ اس کی تشفی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کرواتے تھے۔

(ملاحظہ فرمائیں: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (1): حیات وخدمات)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) جیسے محدث آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عناد رکھنے کے باوجود تفسیرِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ حدیث:

"وَفِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَسَلِّمْ"۔

ترجمہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرو۔

کے ذیل میں لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: "يَعْنِي التَّشَهُّدَ". (سنن الدارقطنی، ج2ص190، 191۔رقم 1377)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام سے مراد تشہد ہے۔ یعنی ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھو۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے "صحیح البخاری" کی حدیث: يقول: أُذْكُرْ كَذَا، أُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ. (بخاری رقم 608)

ترجمہ جب آدمی نماز میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان اس کو کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کرو، فلاں بات یاد کرو، اور اس کو وہ بات بھی یاد کرا دیتا ہے کہ جس کو آدمی (نماز شروع کرنے سے پہلے) بھولا ہوا ہوتا ہے۔

کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَمِنْ ثَمَّ اسْتَنْبَطَ أَبُو حَنِيفَةَ لِلَّذِي شَكَا إِلَيْهِ أَنَّهُ دَفَنَ مَالًا، ثُمَّ لَمْ يَهْتَدِ لِمَكَانِهِ أَنْ يُصَلِّيَ وَيَحْرِصَ أَنْ لَا يُحَدِّثَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا. فَفَعَلَ فَذَكَرَ مَكَانَ الْمَالِ فِي الْحَالِ. (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج2ص86 رقم 608)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے استنباط کرتے ہوئے اس شخص کو کہ جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں اپنا مال زمین میں دفن کر کے بھول گیا ہوں کہ میں نے کہاں دفن کیا ہے؟ فرمایا تھا: "تم نماز پڑھنی شروع کر دو اور نماز میں اپنے آپ کو دنیا کی کوئی چیز بھی یاد نہ دلاؤ"۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا تو اُس کو فوراً اپنے مدفون مال کی جگہ یاد آ گئی۔ یعنی شیطان نے اس کو فوراً وہ بھولی ہوئی جگہ یاد دِلا دی۔

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (م 597ھ) نے اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے:

وبلغنا أَن رجلا جَاءَ إِلَى أبي حنيفَة فَشَكَا لَهُ أَنه دفن مَالا فِي مَوضِع وَلَا يذكر الْموضع. فَقَالَ أَبُو حنيفَة: "لَيْسَ هٰذَا فقهاً. فاحتال لَك فِيهِ

وَلٰكِن اذْهَبْ فصل اللَّيْلَة إِلَى الْغَدَاة فَإِنَّك ستذكره إِن شَاءَ الله تَعَالَى". فَفعل الرجل ذٰلِك، فَلم يمض إِلَّا أقل من ربع اللَّيْل حَتّٰى ذكر الْموضع فجَاء إِلَى أبي حنيفَة فَأخْبرهُ. فَقَالَ: "قد علمت أَن الشَّيْطَان لَا يدعك تصلي حَتّٰى تذكر فَهَلا أتممت ليلتك شكر الله عز وَجل".

(كتاب الأذكياء، ص76۔ المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597ھ)۔ الناشر: مكتبة الغزالي)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو، کہ جو اپنے مدفون مال کی جگہ بھول گیا تھا، فرمایا: "تم یہ ارادہ کر لو کہ میں پوری رات نماز پڑھوں گا"۔ وہ شخص رات کو نماز میں مشغول ہو گیا۔ ابھی چوتھائی رات بھی نہیں گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ کہ جہاں اس نے اپنا مال دفن کیا تھا، یاد آ گئی۔ وہ شخص جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور اپنا واقعہ سنایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: "مجھے پتہ تھا کہ شیطان تم کو پوری رات نماز نہیں پڑھنے دے گا بلکہ تم کو تمہاری گمشدہ جگہ یاد دِلا دے گا، پھر تم نے پوری رات نماز میں کیوں نہیں گزار دی تا کہ اس سے اللہ کا شکر ادا ہو جاتا"۔

باب 12

حدیث کے کِبار مجتہدین میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند اصطلاحاتِ حدیث

1 حدیث کے کبار مجتہدین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقہ میں مجتہدانہ مقام رکھتے ہیں، ایسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں بھی منصبِ اجتہاد پر فائز ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اس فن کے کبار مجتہدین میں ہوتا ہے۔ مورّخِ اسلام علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م 808ھ) فرماتے ہیں:

ویدل علی انه من کبار المجتهدین فی علم الحدیث اعتماد مذهبه بینهم، والتعویل علیه واعتباره ردًّا وقبولًا۔

(مقدمۃ ابن خلدون، ص ۵۳۳، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: علم حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کبار مجتہدین میں سے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب محدثین میں قابلِ اعتماد شمار ہوتا ہے اور ردّاً اور قبولاً اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

اس بیان میں علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف یہ کہ علمِ حدیث کے مجتہد قرار دیا ہے، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ علمِ حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کر رہے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ادھورے بیان سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو

حدیث میں قلیل البضاعت ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں، ان کو علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان پر بھی ضرور غور وفکر کرنا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ کیا حدیث میں ایک قلیل البضاعت شخص کو علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کر سکتے ہیں؟

2 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چند اصلاحاتِ حدیث

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م 808ھ) کا بیان ابھی گزرا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے کِبار مجتہدین میں سے ہیں، اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے "مُجْتَهِدٌ فِي الْحَدِيْث" ہونے پر یہ دلیل ذکر کی ہے کہ اصولِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ اصطلاحاتِ حدیث سے بحث کی جاتی ہے اور ان پر بھروسہ واعتماد کیا جاتا ہے۔
علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ کتبِ اصولِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحاتِ حدیث کو بڑے اہتمام سے ذکر کیا گیا ہے اور محدثین نے اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وآراء سے خصوصی بحث ومباحثہ کیا ہے۔
ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند اصطلاحاتِ حدیث بحوالہ محدثین پیش کی جاتی ہیں۔

(1) قِرأتُ عَلَى الْمُحدّثْ (محدث پر حدیث پڑھنا)

اگر کسی محدث کی لکھی ہوئی احادیث طلبہ اس کو پڑھ کر سنائیں تو اصطلاحِ حدیث میں اس صورت کو "قِرأتُ عَلَى الْمُحدّث" یا "عَرْضُ الْكِتَاب" کہا جاتا ہے۔ بعض محدثین نے اگرچہ اس صورت کو مکروہ کہا ہے لیکن اکثر محدثین اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بہ سندِ متصل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ حدیث امام خارجہ رحمۃ اللہ علیہ (م 168ھ) سے نقل کیا ہے:

سألتُ اباحنيفة: "عن الرجل يقرأ على العالم الحديث يحدثُ به؟"۔

قال: "لا بأس بذلك". (الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص268)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "اگر کوئی شخص کسی عالم پر کوئی حدیث پڑھے، تو کیا اس کو وہ حدیث آگے بیان کرنا جائز ہے؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م775ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ (م212ھ) سے ناقل ہیں:

سمعت اباحنیفة یقول: "القراءة جائزة. یعنی عرض الکتاب".

(الجواہر المضیۃ، 1/31)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "قِرَأتُ عَلَی الْمُحَدّث" یعنی "عَرْضُ الکِتَابِ" جائز ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م911ھ) نے بھی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م458ھ) کی کتاب "المدخل" سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے۔ (تدریب الراوی، 2/21)

(2) "قِرَأتُ عَلَی الْمُحَدّث" کو "سِمَاع مِنَ المحدث" پر ترجیح ہے

"قِرَأتُ عَلَی الْمُحَدّث" کے مقابلے میں تحملِ حدیث کی دوسری صورت "سماع مِنَ الْمُحَدّث" ہے۔ یعنی محدث خود حدیث پڑھے اور طالبِ علم اس سے سنے۔ بعض علمائے حدیث نے اس صورت کو "قِرَأتُ عَلَی الْمُحَدّث" پر ترجیح دی ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی صورت "قِرَأتُ عَلَی الْمُحَدّث" کو ہی ترجیح ہے۔ امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ (م159ھ)، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (م160ھ)، امام یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ (م198ھ) اور دیگر کئی محدثین بھی اس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمنوا ہیں۔ (تدریب الراوی 2/15)

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

(الکفایۃ، ص277)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ ترجیح یہ بیان کی ہے کہ اس میں "سِمَاع مِنَ المحدث" سے زیادہ تاکید ہے۔ چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ) فرماتے ہیں:

فَرَوَى السُّلَيْمَانِيُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ. قَالَ: "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَقُولُ: "قِرَاءَتُكَ عَلَى الْمُحَدِّثِ أَثْبَتُ وَأَوْكَدُ مِنْ قِرَاءَتِهِ عَلَيْكَ، إِنَّهُ إِذَا قَرَأَ عَلَيْكَ فَإِنَّمَا يَقْرَأُ عَلَى مَا فِي الصَّحِيفَةِ، وَإِذَا قَرَأْتَ عَلَيْهِ فَقَالَ: حَدِّثْ عَنِّي مَا قَرَأْتَ، فَهُوَ تَأْكِيدٌ". (فتح المغیث، ج2ص176)

ترجمہ: حافظ سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "تمہارا محدث پر حدیث پڑھنا یہ زیادہ پختہ اور مؤکد ہے بہ نسبت اس کے کہ محدث تم پر قرأت کرے، اس لیے کہ جب محدث نے تم پر حدیث پڑھی، تو یہ صرف اتنا ہے کہ اس کی کتاب میں جو کچھ لکھا تھا، اُس نے وہ تم کو پڑھ کر سنا دیا، لیکن جب تم نے اس پر قراءت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو کہہ رہا ہے کہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے، اُس کو میری طرف سے بیان کرو، اور یہی تاکید ہے"۔

حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (م643ھ) نے بھی لکھا ہے:

فَنُقِلَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وابنِ أبي ذِئْبٍ وغَيْرِهِما تَرْجِيحُ القِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ عَلَى السَّمَاعِ مِنْ لَفْظِهِ.

(معرفة أنواع علم الحديث، ص254. المؤلف: عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (ت643ھ). الناشر: دار الكتب العلمية. الطبعة: الأولى. سنة النشر: 1423ھ/2002م)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے کہ طالب علم کا اپنے شیخ کو حدیث سنانا یہ خود اس محدث سے حدیث سننے پر راجح ہے۔

حافظ بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ (م 794ھ) حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا حكاه ابن فارس في كتاب مآخذ العلم عن ابي حنيفة.

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح ص303، للزرکشیؒ)

ترجمہ: امام ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ''مآخذ العلم'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔

☆ حدثنا عبد الرحمن بن إبراهيم بن يوسف، ومحمد بن يزيد، قالا: حدثنا إبراهيم بن يوسف، قال: سمعت المسيب بن شريك، يقول: "كان أبو حنيفة، وسفيان، وهشام بن عروة، يقولون: "لأن نقرأ على المحدّث أحب إلينا من أن يقرأ هو علينا حديثاً".

(کشف الآثار للحارثی رقم 589؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة، ج5 ص4 رقم 768۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم محدث پر حدیث کو پڑھ کر سنائیں، یہ ہمیں زیادہ پسند ہے کہ وہ ہمیں حدیث پڑھ کر سنائے''۔

(3) مُحدث کو حدیث سنا کر اس کو ''حَدَّثَنِي'' یا ''سَمِعْتُ'' کے الفاظ سے بیان کرنا جائز ہے

اگر کسی شخص نے محدث کے سامنے کوئی حدیث پڑھی تو کیا اب اس کو وہ حدیث ''حَدَّثَنِي'' (فلاں محدث نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے)، یا ''سَمِعْتُ'' (فلاں محدث سے میں نے یہ حدیث سنی ہے) جیسے الفاظ سے بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض محدثین نے اگرچہ اس میں کلام کیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بہ سند متصل امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (م 175ھ) سے روایت کیا ہے:

وَسَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ رَجُلٍ عَرَضَ عَلَى رَجُلٍ حَدِيثًا: "هَلْ يَجُوزُ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْهُ؟". قَالَ: "نَعَمْ يَجُوزُ أَنْ يَقُولَ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ، وَسَمِعْتُ فُلَانًا، وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِ الرَّجُلِ يُقْرَأُ عَلَيْهِ الصَّكُّ فَيُقِرُّ بِهِ فَيَجُوزُ لَكَ أَنْ تَقُولَ: أَقَرَّ عِنْدِي فُلَانٌ بِجَمِيعِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَإِنَّمَا سَمِعْتَ نَعَمْ". قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: وَكَذٰلِكَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ وَهُوَ قَوْلِي.

(الکفایۃ، ص279)

ترجمہ: میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''اگر کوئی شخص کسی محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے، تو کیا اِس کو وہ حدیث اُس محدث کی طرف سے بیان کرنا جائز ہے؟''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''ہاں''۔ وہ شخص اس حدیث کو یوں بیان کرسکتا ہے کہ فلاں محدث نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، یا میں نے فلاں محدث سے یہ حدیث سنی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کے سامنے کوئی دستاویز پڑھی گئی جس کا وہ اقرار کرتا ہے، تو اب تمہارے لیے جائز ہے کہ تم کہو کہ اس کتاب (دستاویز) میں جو کچھ ہے اُس کا فلاں شخص نے میرے سامنے اقرار کیا ہے، اور میں نے اس کو یہ اقرار کرتے ہوئے سنا ہے''۔ امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے اور میں بھی اسی کا قائل ہوں''۔

امام ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ (م 279ھ) نے بھی بہ سند متصل امام ابوقطن رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

(أخبار المكيين من كتاب التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة؛ ص360 رقم 365؛ التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة-السفر الثالث ص254 رقم 875)

اسی مضمون کو یہ آثار بھی بیان کررہے ہیں۔

حدثنا أبي وإبراهيم بن منصور، قالا: حدثنا إسحاق بن عبد الله، قال:

سمعت على بن الحسن، يقول: سمعت عبد الله بن المبارك، يقول: سمعت أبا حنيفة، يقول: "إذا قرأت على العالم وهو مقرٌّ فلا بأس بأن تقول: حدثني، قال علی: قال عبدالله: أنزله منزلة الشهادة، أی تقول: لو أن صكا قرأ على الناس فلا باس للذی سمع أن يقول: أشهد أن لفلان بن فلان على فلان بن فلان كذا و كذا درهماً، لأن المقِرَّ قد أقَرَّ حيث قرأ على الناس، فلا بأس أن يشهد الذی سمع قراءة الصك"۔

(کشف الآثار رقم 2736؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة، ج5 ص4 رقم 769۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی)

حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد الهمدانی، قال: حدثنا أحمد ابن زهير بن حرب، قال: حدثنا يحيى بن أيوب، قال: سمعت أبا قطن، يقول: قال أبو حنيفة رحمة الله عليه: "اقرأ علی وقل: حدثني، لو رأيت فی هذا عليك شيئاً ما أمرتك به".

(کشف الآثار للحارثی، رقم 1758؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة، ج5 ص4، 5 رقم 770۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی)

حدثنا الحسن بن سفيان النسوی و سعيد بن حمدوية و أحمد ابن عمر بن هارون، قالوا: حدثنا أبو ثور ابراهيم بن خالد الكلبی، قال سمعت عمرو بن الهيثم القطعی أبا قطن، يقول قرأت على أبی حنيفة فقلت له: "إذا رجعت إلى بلادی ما أقول؟"۔ قال: "قل: حدثنا"۔

(کشف الآثار للحارثی، رقم 1759؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة، ج5 ص5 رقم 771۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی)

حدثنی محمد بن إبراهيم بن محمد بن الحسن، قال: حدثنا أبی، عن جدی، عن عيسى الأزرق، عن أبی حنيفة وابن جريج ومالك ابن أنس وعبد الله بن الحسن وسعيد بن أبی عروبة، أنهم قالوا: "إذا قرأ عليك الكتاب أو قرأت فهو سواء، وتقول: حدثنی، قال: وقال إبراهيم الصائغ: إذا قرأ عليك تقول: حدثنی وسمعت، وإذا قرأت قلت: أخبرنی.

(کشف الآثار للحارثی، رقم 2339؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة، ج5 ص5 رقم 772۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی)

(4) ''حَدَّثَنَا'' اور ''اَخْبَرَنَا'' دونوں برابر ہیں

بعض محدثین (جن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں) کا یہ نظریہ ہے کہ اگر طالب علم نے اپنے استاذ سے کوئی حدیث سنی تو اب وہ طالب علم اس حدیث کو جب آگے بیان کرے گا تو یوں کہے گا: حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ (فلاں شخص نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی)، یا ''حَدَّثَنَا فُلَانٌ'' (فلاں شخص نے ہم سے یہ حدیث بیان کی)۔ لیکن اگر طالب علم خود استاذ کو حدیث سنائے تو اب اس کے لیے مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بیان کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کو وہ حدیث ''اَخْبَرَنِیْ فُلَانٌ'' (فلاں محدث نے اس حدیث کی مجھے خبر دی ہے)، یا ''اَخْبَرَنَا فُلَانٌ'' (فلاں محدث نے اس حدیث کی ہمیں خبر دی ہے) کے الفاظ سے بیان کرنا چاہیے۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین، ص147، للخشنی القیروانی۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی محدثین ان دونوں قسم کے الفاظ میں یہ فرق نہیں کرتے، بلکہ ان کے نزدیک طالبِ حدیث خود محدث کے سامنے حدیث پڑھے، یا وہ محدث سے اس کو سنے، ان دونوں صورتوں میں اس کو اختیار رہے کہ جب وہ اس

حدیث کو آگے بیان کرے تو ان مذکورہ الفاظ میں سے جن الفاظ سے چاہے بیان کر لے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب بنام ''اَلتَّسوِیَۃُ بَیْنَ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا'' لکھی ہے، جو محققِ شہیر علامہ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اختلف اهل العلم فی الرجل یقرأ علی العالم، ویقرله العالم به، کیف یقول فیه؟ اخبرنا اَوْ حدثنا. فقالت طائفة منهم: لافرق بین اَخْبَرَنَا و بین حدثنا، وله ان یقول: اخبرنا و حدثنا. فمن قال ذلك منهم: ابوحنیفة و مالك بن انس و ابو یوسف، ومحمد بن الحسن، کما حدثنا احمد بن ابی عمران، حدثنا سلمان بن بکار، حدثنا ابو قطن قال: قال لی ابوحنیفة: اقرأ علیّ، وقُل: حدثنی.

(خمس رسائل فی علوم الحدیث، ص303، بتحقیق شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ)

ترجمہ: اہلِ علم کا اس بابت اختلاف ہے کہ اگر ایک آدمی نے کسی عالم کے پاس (حدیث) پڑھی، اور اس عالم کو اس کا اقرار بھی ہے تو اب یہ شخص جب وہ حدیث بیان کرے گا، تو اس کو ''حَدَّثَنَا'' سے بیان کرے گا یا ''اَخْبَرَنَا'' سے؟ اہلِ علم کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اور اس کے لیے ''اَخْبَرَنَا'' اور ''حَدَّثَنَا'' کہنا دونوں برابر ہے۔ اس نظریہ کے قائلین میں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جیسا کہ ہم سے احمد بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوقطن رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم مجھ پر حدیث پڑھو اور کہو کہ (امام) ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے''۔

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (م 335ھ) نے بھی بروایت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوقطن رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (فضائل ابی حنیفۃ، ص125)

اسی طرح علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر تلامذہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''حَدَّثَنَا'' اور ''اَخْبَرَنَا'' میں کوئی فرق نہیں ہے اور ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ (الکفایۃ، ص303-307)

حدثنا أحمد بن أبي صالح البلخي، قال: حدثنا محمد بن الأزهر، ونصر بن يحيى، قالا: حدثنا خلف بن أيوب، قال: سمعت أبا سعد الصغاني، يقول: سمعت أبا حنيفة وسفيان وغير واحد، يقولون: "القراءة والسماع واحد".

(کشف الآثار للحارثی رقم 3227؛ الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة، ج5 ص5، 6 رقم 773۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجی القاسمی)

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں: ''قراءت اور سماع ایک ہی چیز ہے''۔

(5) اجازتِ حدیث کا حکم

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا دیگر جمہور محدثین کی طرح یہ مذہب ہے کہ اگر محدث نے کسی ایسے شخص کو اپنی مروی احادیث روایت کرنے کی اجازت دی جس نے اس سے وہ احادیث نہیں سنیں، تو پھر بھی اس کو وہ احادیث روایت کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) جمہور محدثین سے ''اجازتِ حدیث'' کا جواز نقل کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

وحکاہ الآمدی وابن الحاجب عن ابی حنیفة وابی یوسف.

(فتح المغیث، 2/66)

ترجمہ: علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن الحاجب رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف

رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ''اجازتِ حدیث'' کا جائز ہونا نقل کیا ہے۔
حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) بھی بحوالہ علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ''اجازتِ حدیث'' کا جواز نقل کرتے ہیں۔ تدریب الراوی، ۲/۲۹)

(6) مُناولہ کا مرتبہ

''مُناوَلہ'' یہ ہے کہ محدث اپنی لکھی ہوئی احادیث کسی شخص کے حوالے کرے اور اس سے کہے کہ اس کتاب میں درج شدہ احادیث کو تم میری طرف سے روایت کر سکتے ہو۔
بعض محدثین کے نزدیک اس کا حکم بھی ''سِمَاعٌ مِنَ الشَّیْخ'' (استاذ سے حدیث سننا) اور ''قِرأۃٌ عَلَی الشَّیْخ'' (شیخ کے سامنے حدیث پڑھنا) کی طرح ہے۔ لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی محدثین کا نظریہ یہ ہے کہ اس کا حکم سماع اور قرأت دونوں سے کمتر ہے، اور یہی صحیح مذہب ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) رقمطراز ہیں:

والصحیح أنہا منحطۃ عن السماع والقراءۃ، وھو قول الثوری، والاوزاعی، وابن المبارک، وابی حنیفۃ، والشافعی، والبویطی، والمزنی، واحمد، واسحق، ویحیی بن یحیی۔ (تقریب النواوی مع شرحہ تدریب الراوی، 2/45)

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ ''مناولہ'' کا درجہ ''سِمَاعٌ مِنَ الشَّیْخ'' اور ''قِرأۃٌ عَلَی الشَّیْخ'' دونوں سے کم ہے۔ اور یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، بویطی رحمۃ اللہ علیہ، مزنی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(7) راوی کی توثیق کے لیے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے

بعض محدثین کے نزدیک کسی راوی کے ثقہ ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو محدثین اس کی ثقاہت و عدالت کی گواہی دیں۔ لیکن جمہور محدثین کی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راوی کے

ثقہ ہونے کے لیے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) لکھتے ہیں:

ونُقِل عَن أبي حنيفة وَأبي يُوسُف: "الِاكْتِفَاء بِالْوَاحِدِ فِي التَّزْكِيَة فِي الشَّهَادَة، وَكَذَا فِي الرِّوَايَة"، وَإِنَّمَا اكتفوا بِالْوَاحِدِ لِأَنَّهُ إِن كَانَ الْمُزَكِّي للراوي نَاقِلا عَن غَيره، فَهُوَ من جملَة الْأَخْبَار، وَإِن كَانَ اجْتِهَادًا من قِبَل نفسه، فَهُوَ بِمَنْزِلَة الْحَاكِم، وَفِي الْحَالَتَيْنِ لَا يشْتَرط التَّعَدُّد.
(شرح شرح نخبۃ الفکر، ص732۔ طبع: دارالارقم۔ لبنان/ بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ گواہ کی طرح راوی کے لیے بھی صرف ایک شخص کا تزکیّہ (توثیق) کافی ہے، اس لیے کہ راوی کا تزکیّہ کرنے والا (مُوَثِّق) اگر یہ تزکیّہ کسی دوسرے شخص سے نقل کر رہا ہے تو اخبار کی اقسام میں سے ہے، اور اگر وہ خود اپنے اجتہاد سے راوی کا تزکیہ کر رہا ہے تو پھر وہ حاکم کے قائم مقام ہے، اور ان دونوں صورتوں میں تعدد (کثرت) شرط نہیں ہے۔
حافظ بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ (م 794ھ) نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس بابت یہی مذہب نقل کیا ہے۔ (النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح، ص259، للزرکشیؒ)

(8) ثقہ کی زیادت مقبول ہے

اگر کسی راوی نے اپنے استاذ سے حدیث نقل کرتے وقت کوئی ایسی بات زائد نقل کر دی جو اس کے دیگر ساتھی نقل نہیں کرتے، تو اب اگر یہ راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی یہ زیادت قابلِ قبول ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مسئلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نوا ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) فرماتے ہیں:

الذی فصلہ امام الحرمین فی البرھان فقال بعد ان حکی عن الشافعی وابی حنیفۃ۔ رضی اللہ عنہما۔ قبول زیادۃ الثقۃ فقال ھذا عندی فیما

اذا سكت الباقون، فان صرحوا بنفي مانقله هذا الراوي مع امكان اطلاعهم فهذا يوهن قول قائل الزيادة.

(النکت علی کتاب ابن الصلاح ص385، لابن حجرؒ)

ترجمہ: امام الحرمینؒ (ابن الجوینیؒ) نے اپنی کتاب ''البرہان'' میں امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ سے ثقہ راوی کی زیادتی کے مقبول ہونے کے قول کو نقل کرنے کے بعد اس کی یہ تفصیل بیان کی ہے کہ میرے نزدیک یہ اس پر محمول ہے کہ جب باقی راوی اس زیادتی کو بیان کرنے سے سکوت کریں، اور اگر وہ صراحتاً اس راوی کی زیادتی کی نفی کردیں، اوران کا اس زیادتی پر مطلع ہونا ممکن بھی ہو، تو پھر اس زیادتی کو نقل کرنے والے کا قول ضعیف قرار پائے گا۔

حافظ بدرالدین زرکشیؒ (م 794ھ) نے بھی بحوالہ قاضی عبدالوہابؒ، ثقہ کی زیادت کے بارے میں لکھا ہے:

والیه ذهب کافة المحققین، منهم ابوحنیفة.

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح ص211، للزرکشیؒ)

ترجمہ: تمام محققین جن میں سے امام ابوحنیفہؒ بھی ہیں، کا مذہب ہے کہ ثقہ راوی کی زیادتی قبول ہے۔

(9) جرح وہی معتبر ہے جس کا سبب بیان کیا گیا ہو

امام ابوحنیفہؒ سمیت چاروں ائمہ متبوعین اس پر متفق ہیں کہ کسی راوی کے خلاف جرح اس وقت معتبر ہے جب جارح (جرح کرنے والا) اپنی جرح کا سبب بھی بیان کرے۔

امام محمد بن ابراہیم الوزیرؒ (م 840ھ) لکھتے ہیں:

الصحیح عندهم ان الجرح لایقبل الامبیّن السبب.

(تنقیح الانظار فی معرفۃ علوم الآثار ص190، طبع: دار ابن حزم، بیروت)

ترجمہ: اہلِ علم کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جرح اسی وقت قابلِ قبول ہوگی جب اس کا سبب واضح ہو۔

علامہ محمد بن اسماعیل المعروف بہ ''امیر یمانی''ؒ (م 1182ھ) اس قول کی شرح میں رقم طراز ہیں:

ای الصحیح من الاقوال الائمة الاربعة المعروفة.

(توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، 2/94۔ طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: یعنی مشہور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) کے اقوال میں سے یہی قول صحیح ہے۔

(10) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں

اس بات پر بھی چاروں ائمہ متبوعین رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، اور اگر کسی روایت میں کسی صحابی کا نام یا اس کی شخصیت غیر متعیّن ہو تو پھر بھی کوئی مضر نہیں ہے۔

امام ابن الوزیرؒ (م 840ھ) اور علامہ امیر یمانیؒ (م 1182ھ) نے تصریح کی ہے:

(إنْ كان) مجهول العين (صحابيًّا قبل) لما يأتي من القول بان الصحابة كلهم عدول (وهو مذهب الفقهاء) اي الاربعة.

(تنقیح الانظار ص198؛ توضیح الافکار 2/116)

ترجمہ: راوی مجہول العین (غیر متعیّن) اگر صحابی ہے تو پھر اس کی روایت مقبول ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، اور یہی چاروں ائمہ مذاہب رحمہم اللہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ) کا مذہب ہے۔

باب13

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث کو روایت کرنے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی شرائط

گزشتہ صفحات میں قارئین نے بحوالہ محدثین امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ اصطلاحاتِ حدیث ملاحظہ کی ہیں۔اس سے قارئین نے یہ اندازہ ضرور لگایا ہوگا کہ محدثین کا اس قدر اہتمام والتزام کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحاتِ حدیث سے بحث کرنا یہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م 808ھ) کے اس بیان کی حرف بحرف تائید کرتا ہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں عظیم مجتہدانہ مقام رکھتے تھے۔

اس کے بعد اب ہم حدیث کو روایت کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت ''مُجتَهِدٌ فِي عِلمِ الحَدِيث'' جو شرائط مقرر کی ہیں،اُن کا کچھ نمونہ پیش کرتے ہیں،تاکہ قارئین کے سامنے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں مجتہدانہ مقام مزید واضح ہوجائے۔

1 شرطِ اوّل: وہی حدیث روایت کرنا جائز ہے جو آدمی کو زبانی یاد ہو

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی صرف وہی حدیث بیان کرنے کا مجاز ہے جو اُس کو سماعت سے لے کر روایت کرنے کے وقت تک برابر یاد ہو۔چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے حفظِ حدیث کی بحث میں بحوالہ محدثین امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان گزر چکا ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی صرف وہی حدیث روایت کرسکتا ہے جس کو اُس نے جب سنا تھا اُس وقت سے لے کر اُس کو روایت کرنے کے وقت تک برابر یاد رکھا ہو''۔

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م405ھ) نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہ سند متصل نقل کیا ہے:

عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَرْوِيَ الْحَدِيثَ إِلَّا إِذَا سَمِعَهُ مِنْ فَمِ الْمُحدث فَيَحْفَظُهُ ثُمَّ يُحدث بِهِ.

(المدخل إلى كتاب الإكليل، ص48۔المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى:405هـ)۔الناشر: دار الدعوة-الاسكندرية)

ترجمہ: آدمی کے لیے صرف اسی حدیث کو بیان کرنا جائز ہے جس کو اس نے محدث کے منہ سے سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک برابر یاد رکھا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس معاملے میں یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اگر کسی شخص کو خود اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی حدیث ملی،لیکن وہ اس کو زبانی یاد نہیں ہے تو اب اس کو وہ حدیث روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) نے بہ سند متصل نقل کیا ہے:

قَالَ أَبُو زَكَرِيَّا يَعْنِي يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ: وَسُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ، يَجِدُ الْحَدِيثَ بِخَطِّهِ لَا يَحْفَظُهُ. فَقَالَ أَبُو زَكَرِيَّا: "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَقُولُ: "لَا تُحَدِّثْ إِلَّا بِمَا تَعْرِفُ وَتَحْفَظُ". (الكفاية، ص231)

ترجمہ: ابوزکریا یعنی امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث ملی،لیکن وہ اس کو زبانی یاد نہیں ہے تو کیا اس کو وہ حدیث روایت کرنا جائز ہے؟ انہوں نے جواب دیا:''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو یہ فرماتے تھے کہ آدمی صرف وہی

حدیث روایت کرے جس کا وہ عارف اور حافظ ہے“۔

حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (م 643ھ) وغیرہ محدثین نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے۔ (التقیید والایضاح لمقدمۃ ابن الصلاح،ص225)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایتِ حدیث کے لیے یہ جو شرط عائد کی ہے، یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرائطِ حدیث سے بھی زیادہ کڑی ہے۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے اس کو مذہبِ شدید قرار دیا ہے، اور لکھا ہے:

فَلَعَلَّ الرُّوَاةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِمَّنْ يُوصَفُ بِالْحِفْظِ لَا يَبْلُغُونَ النِّصْفَ۔

(تدریب الراوی،527)

ترجمہ: شاید ”صحیح بخاری“ اور ”صحیح مسلم“ کے راویوں کی نصف تعداد بھی اس حفظ کی شرط پر پوری نہ اترے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) کے حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) کا بیان گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایتِ حدیث کے لیے جو یہ شرط لگائی ہے کہ آدمی کو صرف وہی حدیث بیان کرنا جائز ہے جو اس کو سماع سے لے کر روایت کرنے تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات زیادہ منظر عام پر نہیں آسکیں، ورنہ حقیقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الحدیث تھے۔

نیز حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل ہیں:

وَمِنْ ثَمَّ - كَمَا قَالَ شَيْخُنَا - قَلَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْ بَعْضِ مَنْ قَالَ بِهٰذَا مَعَ كَوْنِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ كَثِيرَ الرِّوَايَةِ۔

(فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی ج3ص126)

ترجمہ: اس شرط (کہ صرف وہی حدیث روایت کرنی چاہیے جو زبانی یاد ہو) کی وجہ سے اس کے بعض قائلین (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی روایات کم ہوگئی ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ کثیر الحدیث تھے۔

امام ابواسحاق الجعبری رحمۃ اللہ علیہ (م 732ھ) نے تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

ائمہ نے احتیاط فی الحدیث کی وجہ سے یہ سخت شرط عائد کی ہے۔

(رسوم التحدیث فی علوم الحدیث،ص125۔طبع: دار ابن حزم، بیروت)

2 شرط دوم: صرف ثقہ راویوں سے مروی حدیث مقبول ہے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی حدیث کے مقبول ہونے کے لیے یہ شرط بھی عائد کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ثقہ راویوں پر مشتمل ہو، اور اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہ ہو، جو غیر ثقہ اور غیر عادل ہے۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م 161ھ) کا یہ بیان گزر چکا ہے:

”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی احادیث لیتے تھے جو صحیح اور ثقہ راویوں سے مروی ہوتی تھیں“۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) کے حوالے سے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا یہ بیان نقل کیا ہے:

”آخُذُ بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَمَا لَمْ أَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَالْآثَارِ الصِّحَاحِ عَنْهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيْدِي الثِّقَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص24؛ مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص36)

ترجمہ: میں (شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں سے ہی پھیل چکی ہیں۔

امام الربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) فرماتے ہیں:

وقد كان الامام ابو حنيفة يشترط في الحديث المنقول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل العمل به ان يرويه عن ذلك الصحابي جمع اتقياء عن مثلهم وهكذا۔ (المیزان الکبری الشعرانیۃ،1/81)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث پر عمل پیرا ہونے کے لیے یہ

شرط عائد کرتے ہیں کہ اس کو متقی لوگوں کی جماعت اس صحابی ؓ (جس نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث روایت کی ہے) سے برابر نقل کرتی چلی آئے۔

3 شرطِ سوم: حدیث کا کوئی راوی مجہول نہ ہو

شرط دوم میں خود امام صاحب ؒ اور دیگر محدثین کے بیانات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ آپ ؒ کے نزدیک صرف ثقہ راویوں پر مشتمل حدیث ہی مقبول ہے۔ اس شرط سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ؒ کے نزدیک غیر ثقہ اور ضعیف راوی کی حدیث نا قابلِ اعتناء ہے، وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ؒ کے نزدیک اس راوی کی حدیث بھی مقبول نہیں، جس کی ثقاہت وعدالت نامعلوم ہو کہ جس کو اصطلاحِ حدیث میں ''مجہول العین'' کہتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اگرچہ یہ لکھ دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک مجہول راوی کی حدیث مطلق مقبول ہے، لیکن یہ بات خلافِ تحقیق ہے، اور خود حضرت امام صاحب ؒ کی مذکورہ تصریح سے بھی متصادم ہے۔ نیز اس نظریہ کی تردید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ماقبل گزرا ہے کہ حضرت امام صاحب ؒ نے حضرت سعد ؓ سے مروی حدیث (جس میں رطب کو تمر کے بدلے بیچنے سے منع کیا گیا ہے) کو محض اس لیے معلول قرار دیا تھا کہ اس حدیث کا راوی زید بن عیاش ؒ مجہول ہے۔ اس صاف تصریح کے ہوتے ہوئے یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ امام صاحب ؒ کے نزدیک مجہول کی روایت مقبول ہے؟

محدث جلیل علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی ؒ (م 1205ھ) حضرت امام صاحب ؒ کے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن المواق: یحکی عن الحنفیة قبول روایة المجهول حالا او عینًا علی الاطلاق۔ انتهی۔ وهذا غریب مارأیت ولا اخاله یصح، فان الامام روی حدیث سعد فی بیع الرطب بالتمر و مداره علی زید بن

عیاش، و علله بانه مجهول۔ (عقود الجواہر المنیفۃ، 1/8، 9)

ترجمہ: ابن المواق ؒ نے کہا ہے کہ حنفیہ سے منقول ہے کہ مجہول راوی، خواہ وہ مجہول الحال (مستور) ہو، یا مجہول العین، کی روایت مطلق مقبول ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک انوکھی بات ہے، اور میں اس کو درست خیال نہیں کرتا، کیونکہ خود امام ابوحنیفہ ؒ نے حضرت سعد ؓ سے مروی حدیث جس میں رطب کو تمر کے بدلے فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، کو روایت کر کے اس کو اس لیے معلول قرار دیا کہ اس کا مدار زید بن عیاش ؒ پر ہے اور وہ مجہول ہے۔ (پھر امام صاحب ؒ کے مذہب میں مجہول کی روایت کو کیسے مقبول قرار دیا جا سکتا ہے؟)

البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام صاحب ؒ کے مذہب میں مجہول کی روایت اسی وقت قابلِ قبول ہو سکتی ہے جب اس کے معارض کوئی صحیح حدیث منقول نہ ہو، اس لیے کہ امام صاحب ؒ اور آپ ؒ کے ہمنوا دیگر کئی ائمہ کے نزدیک مجہول کی روایت پر عمل کرنا قیاس کرنے سے بہرحال بہتر ہے۔

حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر ؒ (م 840ھ) مجہول راوی کی روایت سے متعلق امام صاحب ؒ اور آپ ؒ کے ہم فکر علماء کا مؤقف بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

ولا شكّ أنّهم إنّما یقبلونه حیث لا یعارضه حدیث الثّقة المعلوم العدالة، لأنّ التّرجیح بزیادة الثّقة والحفظ عند التّعارض أمر مجمع علیه۔ (الروض الباسم، ج1 ص316)

ترجمہ: بلاشبہ امام ابوحنیفہ ؒ اور دیگر علماء مجہول راوی کی حدیث اس وقت قبول کرتے ہیں جب اس کے معارض کسی ثقہ معلوم العدالت راوی کی حدیث نہ ہو، کیونکہ تعارض کے وقت ثقہ اور حافظ الحدیث کی روایت کو ترجیح دینے پر سب کا اجماع ہے۔

4 شرط چہارم: حدیث کا کوئی راوی مستور بھی نہ ہو

مستور یا مجہول الحال اس راوی کو کہتے ہیں جس سے کم از کم دو راوی روایت کرنے والے ہوں، لیکن اس کی توثیق کسی سے ثابت نہ ہو۔ جب کہ مجہول العین وہ راوی کہلاتا ہے جس سے آگے صرف ایک راوی نے روایت کی ہو اور اس کی توثیق بھی نامعلوم ہو۔

حضرت امام صاحب ؒ کے نزدیک جیسے مجہول العین کی روایت غیر مقبول ہے، ایسے ہی آپ ؒ کے ہاں مستور کی روایت بھی مقبول نہیں، کیونکہ یہ بھی غیر ثقہ راویوں میں شمار ہوتا ہے۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی ؒ کے گزشتہ بیان سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کے مذہب میں مجہول الحال (مستور) اور مجہول العین دونوں کی روایت غیر معتبر ہے۔

امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر صاحب ؒ نے بھی بڑے ٹھوس دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کا صحیح مذہب یہی ہے کہ مستور کی روایت بھی فاسق کی روایت کی طرح مردود ہے۔

(احسن الکلام، 2/105 طبع: چہارم، طبع: مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ)

ان حقائق کے باوجود بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک مستور کی روایت مقبول ہے۔ اور پھر سب سے زیادہ تعجب مولانا عبدالرحمن مبارکپوری ؒ غیر مقلد پر ہے، جنہوں نے بلاتحقیق امام صاحب ؒ پر الزام لگا دیا کہ آپ ؒ مجہول الحال (مستور) کی روایت کو مقبول قرار دے کر تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ اور آپ ؒ کے خلاف انہوں نے یہ بھی لکھ دیا کہ (امام صاحب ؒ نے) راوی کی عدالت کے متعلق نہایت درجہ کی نرمی وآسانی کر دی ہے، یہاں تک کہ راوی مجہول الحال (مستور) کی روایت کو بھی مقبول ٹھہرایا ہے۔

(تحقیق الکلام، 2/147۔ طبع: عبدالتواب اکیڈمی، ملتان)

لیکن شکر ہے کہ مبارکپوری صاحب ؒ کی تردید خود اُن ہی کے ایک شاگرد مولانا نذیر احمد رحمانی ؒ غیر مقلد نے کر کے ہمیں مبارکپوری صاحب ؒ کو جواب دینے سے سبکدوش کر دیا۔ چنانچہ رحمانی صاحب ؒ لکھتے ہیں:

''یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ مستور راوی کی حدیث اسی طرح مردود اور ناقابلِ حجت ہے جس طرح فاسق کی روایت''۔

اور پھر رحمانی صاحب ؒ نے کتبِ حنفیہ، حسامی، التحریر لابن الہمام ؒ شارح الہدایہ، اور اس کی شرح ابن امیر الحاج ؒ سے ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک مستور کی روایت حجت نہیں ہے۔

(انوار المصابیح، ص307۔ ناشر اشاعت قرآن وحدیث پاکستان)

لہٰذا مبارکپوری صاحب ؒ کے قول کا باطل ہونا خود اُن کے شاگردِ رشید کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ وللہ الحمد۔

آخر میں یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ مجہول کی روایت مستور کی روایت سے بھی کمتر ہے۔ لہٰذا جب امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک مستور کی روایت حجت نہیں، تو پھر مجہول کی روایت کو کیسے قابلِ حجت باور کیا جا سکتا ہے؟

5 شرط پنجم: حدیث شاذ نہ ہو، اور آپ ؒ کے نزدیک شاذ کی تعریف

امام صاحب ؒ کے نزدیک حدیث کے مقبول ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حدیث شاذ نہ ہو۔ اور حدیث شاذ کی تعریف میں اہلِ علم کا سخت اختلاف ہے۔ امام صاحب ؒ نے شاذ کی جو تعریف کی ہے وہ اس کی سب سے جامع تعریف ہے۔ وہ تعریف یہ ہے:

''ہر وہ حدیث جو خبرِ واحد کے درجہ میں ہو، یعنی وہ حدیث متواتر یا مشہور نہ ہو، اس کو اس موضوع سے متعلق دیگر صحیح احادیث اور مطالبِ قرآنیہ پر پیش کیا جائے۔ اگر وہ حدیث اس مجموعی مؤقف کے مطابق ہو، تو پھر اس کے مقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں

ہے، لیکن اگر وہ حدیث اس مجموعی مؤقف سے متصادم ہے، تو پھر یہ حدیث شاذ اور قابلِ رد ہے‘‘۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) احادیثِ احاد کے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لأَنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ فِي ذٰلِكَ إِلٰى عَرْضِهَا عَلٰى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الأَحَادِيثِ وَمَعَانِي الْقُرْآنِ فَمَا شَذَّ عَنْ ذٰلِكَ رَدَّهُ وَسَمَّاهُ شَاذًّا۔ (الانتقاء، ص149)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احادیثِ احاد (خبرِ واحد درجہ کی احادیث) کے بارے میں یہ مذہب تھا کہ ان کو (اس موضوع سے متعلق) دیگر احادیث اور معانیٔ قرآن کے مجموعی مؤقف پر پیش کیا جائے۔ چنانچہ جو خبرِ واحد اس مجموعی مؤقف سے جدا ہوتی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو رَد کر دیتے اور اس کا نام شاذ رکھتے۔

6 شرطِ ششم: حدیثِ غریب سے حتی الوسع احتراز کیا جائے

غریب وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند میں کوئی راوی منفرد (اکیلا) ہو۔ حدیث غریب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ یہ ہر حال میں ضعیف ہو، لیکن چونکہ یہ بعض اوقات (خصوصاً جب یہ احادیثِ مشہورہ کے خلاف ہو) ضعیف ہوتی ہے، اس لیے ائمۂ حدیث اس سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے حتی الوسع بچنے کی تاکید فرمائی ہے، اور اس شخص کی سخت مذمت کی ہے جو احادیثِ مشہورہ کو چھوڑ کر صرف احادیثِ غریبہ ہی کی طلب میں رہتا ہے۔ چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ) نقل کرتے ہیں:

قال ابوحنیفة: من طلبها کذب۔ (فتح المغیث، 3/34)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ’’جو شخص (احادیثِ مشہورہ کو چھوڑ کر) غریب حدیث کا طالب ہے، وہ دروغ گو ہے‘‘۔

7 شرطِ ہفتم: مرسل حدیث بشرطیکہ ارسال کرنے والا ثقہ ہو، حجت ہے

مُرسَل وہ حدیث ہے جس کو کوئی تابعی صحابی کا واسطہ چھوڑ کر براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے، یا وہ کسی ایسے صحابی کا کوئی اثر روایت کرے جس سے اسے لقاء حاصل نہیں ہے۔

امام سلیمان بن عبدالقوی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 716ھ) ’’حدیثِ مرسل‘‘ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

اما مرسل غیر الصحابی، کقول من لم یعاصر النبی صلّی اللہ علیه وسلّم: قال النبی صلّی اللہ علیه وسلّم، و من لم یعاصر اباهریرة، قال ابوهریرة۔

(مختصر روضة الناظر، ص 50۔ طبع: دار الکتب العلمیة، بیروت؛ روضة الناظر وجنة المناظر فی أصول الفقه علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل ج1 ص365)

ترجمہ: غیر صحابی (تابعی) کی مرسل یہ ہے کہ مثلاً: جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا، وہ یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یا جس شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، وہ یہ کہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل روایت مطلق (بلا کسی اضافی قید کے) حجت ہے۔ بشرطیکہ مُرسِل (ارسال کرنے والا) ثقہ ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر جمہور ائمہ رحمۃ اللہ علیہم (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) اور تمام تابعین رحمۃ اللہ علیہم بھی اس کی حجیت کے قائل ہیں۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حجیت میں کلام ہے، اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مرسل حدیث کو قابلِ احتجاج ماننے سے انکار کیا۔

امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م310ھ) فرماتے ہیں:

اجمع التابعون باسرهم علی قبول المرسل ولم یأتِ عنهم انکاره ولا عن احد من الائمة بعدهم الی رأس المأتین، قال ابن عبدالبر: کانه یعنی الشافعی اوّل من رده۔ (تدریب الراوی، 1/163)

ترجمہ: تابعین ؒ سب کے سب مُرسل روایت کے حجت ہونے پر متفق ہیں، اوران میں سے کسی نے بھی اس کی حجیت سے انکار نہیں کیا، اور تابعین ؒ کے بعد بھی دوسری صدی ہجری تک ائمہ میں سے بھی کوئی امام اس کے قابلِ حجت ہونے کا منکر نہیں ہے۔ علامہ ابن عبدالبر ؒ فرماتے ہیں کہ گویا امام شافعی ؒ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے (اس کی حجیت) سے انکار کیا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ غیر مقلد نے امام شافعی ؒ کے اس انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مُرسل روایت کو امام ابوحنیفہ ؒ، امام مالک ؒ مطلقاً حجت جانتے تھے، کیونکہ ان کے زمانہ میں سلسلۂ روایت میں آنحضرت ﷺ تک واسطے کم تھے۔ امام شافعی ؒ تک واسطے زیادہ ہوگئے۔ (تاریخ اہل حدیث، ص223)

امام شافعی ؒ نے اگرچہ مُرسل کی حجیت سے انکار کیا ہے، لیکن وہ بھی دو صورتوں میں مُرسل کو قابلِ حجت مانتے ہیں:

1. جب کسی مسئلہ میں مُرسل کے علاوہ دوسری کوئی (مُسند) حدیث مروی نہ ہو۔ چنانچہ حافظ سخاوی شافعی ؒ (م902ھ) لکھتے ہیں:

وان الشافعي يحتج بالمرسل اذا لم يجد غيره۔ (فتح المغیث، 1/132)

ترجمہ: امام شافعی ؒ مُرسل سے حجت پکڑتے ہیں، جب وہ اس کے علاوہ دوسری کوئی حدیث نہیں پاتے۔

علامہ ماوردی ؒ نے بھی امام شافعی ؒ کے بارے تصریح کی ہے:

احتج بالمرسل اذا لم توجد دليله سواه۔

(التحفة المرضية في حل بعض المشكلات الاحاديث الشريفة، طبع مع المعجم الصغير، 2/187، للطبرانی، طبع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: امام شافعی ؒ مُرسل سے احتجاج کرتے ہیں، جب مرسل کے علاوہ دوسری کوئی دلیل نہ ہو۔

2. جب وہ مرسل معتضد ہو، یعنی اس کی تائید کسی دوسری حدیث (مُسند یا مُرسل) سے ہوتی ہو، اگرچہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ یا وہ مُرسل، یا قیاسِ صحیح یا اکثر اہلِ علم کے تعامل سے مؤید ہو۔ (شرح نخبۃ الفکر، ص64؛ حجۃ اللہ البالغۃ، 1/140، وغیرہ)

امام جلال الدین سیوطی ؒ (م911ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وليس مذهب الشافعي رد المرسل مطلقًا بل يحتج به اذا اعتضد۔

(تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک، ص155۔ طبع: دارالفکر، بیروت)

ترجمہ: امام شافعی ؒ کا مذہب مطلق مرسل کو رَد کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ مرسلِ معتضد سے حجت پکڑتے ہیں۔

امام شافعی ؒ کے بعد دیگر کئی محدثین، جن میں سے اکثر امام شافعی ؒ کے مقلدین ہیں، نے بھی عام مرسل کی حجیت سے انکار کیا ہے۔ لیکن وہ بھی امام شافعی ؒ کی پیروی میں مُرسل معتضد کو حجت مانتے ہیں۔ چنانچہ حافظ عراقی شافعی ؒ (م806ھ) اور حافظ سخاوی شافعی ؒ (م902ھ) لکھتے ہیں:

(لكن اذا صح) يعني ثبت (لنا) اهل الحديث خصوصًا الشافعية تبعًا لنص امامهم (مخرجه) اي المرسل (بمسند) يجيءُ من وجه آخر صحيح او حسن، او ضعيف يعتضد به (او بمرسل) آخر (يخرجه) اي يرسله (من ليس يروي عن رجال) اي شيوخ راوي المرسل (الأول) حتى يغلب على الظن عدم اتحادهما (نقبله)۔

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، 1/164)

ترجمہ: یعنی جب کسی مُرسل کا اعتضاد (تائید) کسی مُسند حدیث، خواہ وہ مُسند صحیح ہو، یا حسن ہو، یا ضعیف ہو، سے ثابت ہو جائے، یا اس کی تائید کسی دوسری ایسی مرسل حدیث سے ہوتی ہو جس کے راوی کے شیوخ اور پہلی مرسل کے راوی کے شیوخ علیحدہ علیحدہ ہوں، یہاں تک کہ ان دونوں مراسیل کے باہم متحد نہ ہونے کا غالب گمان ہو جائے، تو ایسی مرسل معتضد کو محدثین خاص کر شوافع محدثین اپنے امام (شافعی ؒ) کی

پیروی میں قبول کرتے ہیں۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے بھی تسلیم کیا ہے:

مرسل معتضد بالاتفاق حجت ہے۔(ابکار المنن، ص143)

نیز مبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مرسل معتضد کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔(تحقیق الکلام، 1/ 95)

الغرض، اکابرین امت میں سے ہر کوئی کسی نہ کسی صورت میں مرسل کی حجیت کا قائل رہا ہے، اور کسی مقتدر ہستی نے مطلقاً مرسل حدیث کا انکار نہیں کیا۔

محققِ عظیم علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م 1371ھ) نے تصریح فرمائی ہے:

والاحتجاج بالمرسل كانت سنة متوارثة جرت عليه الامة فى القرون الفاضلة، حتى قال ابن جرير: رد المرسل مطلقًا بدعة حدثت فى رأس المأتين اه كما ذكره الباجى فى اصوله، وابن عبدالبر فى التمهيد، وابن رجب فى شرح علل الترمذى. (تانیب الخطیب، ص152)

ترجمہ: مرسل حدیث سے احتجاج کرنا ایسی متواتر سنت ہے جس پر امت قرونِ فاضلہ (خیر القرون) میں چلتی رہی ہے، یہاں تک کہ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مطلقاً مرسل کا انکار کرنا ایسی بدعت ہے جو دوسری صدی ہجری کے آخر میں پیدا ہوئی ہے، جیسا کہ علّامہ باجی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصولِ حدیث'' میں، علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''التمہید'' (التمهید، 1/ 44) میں اور علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح علل الترمذی'' (شرح علل الترمذی، ص117۔طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت) میں ذکر کیا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے یہ بھی تصریح کی ہے:

ذخیرۂ حدیث کی حفاظت کے لیے ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل کو قبول کیا۔(مقالات حدیث، ص ۳۰۷۔ناشر: ام القریٰ پبلی کیشنز، گوجرانوالہ پاکستان)

لہٰذا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل حدیث کے متعلق جو موقف اختیار کیا ہے، وہ بالکل درست اور مناسب ہے۔

8 شرط ہشتم: روایت بالمعنیٰ کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اصل مفہوم پوری طرح ادا کیا جائے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ، دیگر ائمہ ثلاثہ اور جمہور اہلِ علم کے نزدیک حدیث کو اس کے اصل الفاظ کے ساتھ روایت کرنا ہی افضل ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس شخص کے لیے روایت بالمعنی کی بھی اجازت دی ہے جو حدیث کا اصل معنی ومفہوم پوری طرح ادا کرنے پر قادر ہو۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ جُمْهُورُ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنَ الطَّوَائِفِ: يَجُوزُ بِالْمَعْنَى فِي جَمِيعِهِ إِذَا قَطَعَ بِأَدَاءِ الْمَعْنَى. (تدریب الراوی، ج1ص532-الناشر: دار طیبۃ)

ترجمہ: جمہور متقدمین ومتاخرین اہلِ علم بشمول ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے تمام صورتوں میں روایت بالمعنی کو جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ اس کا اصل مفہوم قطعی طور پر ادا ہوجائے۔

9 شرط نہم: تبرائی شیعہ سے روایت نہ لی جائے

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ ثقہ وعادل اہلِ بدعت سے روایت لینے کو جائز رکھا ہے، (بشرطیکہ ان کی روایت سے ان کی بدعت کو تقویت نہ پہنچتی ہو)، جیسا کہ جمہور محدثین کا مذہب ہے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ غالی اہلِ بدعت خصوصاً ان تبرّائی شیعوں سے روایت لینا جائز نہیں سمجھتے، جو قرآن وحدیث کے بنیادی ناقلین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا اور اُن کی تضلیل کرتے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بہ سند متصل امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) سے نقل کیا ہے:

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ: سَأَلَ أَبُو عِصْمَةَ أَبَا حَنِيفَةَ: «مِمَّنْ تَأْمُرُنِي أَنْ أَسْمَعَ الْآثَارَ؟». قَالَ: «مِنْ كُلِّ عَدْلٍ فِي هَوَاهُ إِلَّا الشِّيعَةَ، فَإِنَّ

أَصْلَ عُقَدِهِمْ تَضْلِيلُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "۔

(الكفاية في علم الرواية، ص126۔ المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ)۔ الناشر: المكتبة العلمية - المدينة المنورة)

ترجمہ: امام ابوعصمہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے کن (اہلِ بدعت) سے احادیث سننے کی اجازت دیتے ہیں؟"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "عادل اہلِ بدعت سے احادیث سن سکتے ہو، سوائے (تبرّائی) شیعوں کے، اس لیے کہ ان کا بنیادی عقیدہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تضلیل ہے"۔

10 شرط دہم: راوی (خصوصاً صحابی) کا عمل اپنی روایت کے خلاف نہ ہو

اگر کوئی حدیث بظاہر صحیح ہے، لیکن اس کے راوی، خاص کر صحابی، کا اپنا عمل اگر اُس حدیث کے خلاف ہے، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسی حدیث کو بھی ناقابلِ عمل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ خاتمۃ الحفاظ امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴۲ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس مؤقف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لان الراوی العدل المؤتمن اذا روی حدیثا عن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم وعمل بخلافه دلّ ذلك علی شئی ثبت عنده اما نسخ، واما معارضة، واما تخصیص او غیر ذلك من الاسباب۔ (عقود الجمان، ص۳۹۹)

ترجمہ: ایک عادل اور امانتدار راوی جب کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہے اور اس کا اپنا عمل اس حدیث کے خلاف ہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، یا اس کے معارض دوسری کوئی حدیث ہے، یا یہ کسی مخصوص موقع سے متعلق ہے، اور یا اس کے متروک ہونے کا کوئی اور سبب ہے۔

غیر مقلدین کے مشہور محدث مولانا عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس مؤقف کی تائید میں لکھا ہے:

"راوی کے مخالف ہونے کی صورت میں حدیث کو منسوخ یا متروک کہنا، یہ بے شک حنفیہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ لیکن اہلِ حدیث بھی ایسے دلیر نہیں کہ بے دھڑک قول صحابی کو چھوڑ دیں۔ آپ خیال نہیں کرتے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے مسئلہ میں اکثر متقدمین کیا مسلک رکھتے ہیں؟ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور اسی کے قائل ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں۔ حالانکہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوتی ہے۔ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور تین طلاق واقع ہونے کے قائل کیوں ہوئے؟ بڑی وجہ اس کی یہی ہے، کہ راوی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث قول صحابی کو بے دھڑک نہیں چھوڑتے"۔

(فتاویٰ اہل حدیث، 1/504۔ ناشر: ادارہ احیاء السنۃ النبویہ، سرگودھا، پاکستان)

باب 14

امام اعظم ؒ کی روایتِ حدیث میں احتیاط اور آپ ؒ کی روایات کا کمال

1 روایتِ حدیث میں امام اعظم ؒ کی احتیاط

آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ نے حدیث کو روایت کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے کتنی کڑی شرائط مقرر کی ہیں؟ یہاں تک کہ آپ ؒ کی بعض شرائطِ حدیث امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کی شرائط سے بھی زیادہ سخت ہیں۔آپ ؒ کی اس سختی کی وجہ سے اگرچہ آپ ؒ کی روایات کا دائرہ کم ہوگیا اور آپ ؒ کے کثیر الحدیث ہونے کے باوجود آپ ؒ کی راویات منظرِ عام پر زیادہ ظاہر نہیں ہوئیں، جس کی بنیادی وجہ شرائطِ حدیث میں آپ ؒ کا یہ تشدد ہے، جیسا کہ حافظ سخاوی ؒ (م 902ھ) کے حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م ۸۵۲ھ) کا بیان گزرا ہے۔

مورّخ اسلام علامہ ابن خلدون ؒ (م 808ھ) نے بھی لکھا ہے:

والامام ابوحنیفة انما قلت روایته لما شدّد فی شروط الروایة والتحمل۔ (مقدمہ ابن خلدون، ص352)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ کی روایات اس لیے کم ہیں کیونکہ آپ ؒ نے حدیث کی روایت

اور تحمل (سماعت) کے لیے جو شرائط مقرر کی ہیں، وہ سخت ہیں۔

اسی طرح دیگر محدثین بھی آپ ؒ کے قلیل الروایت ہونے کی یہی وجہ بیان کرتے ہیں۔

دراصل امام صاحب ؒ کے نزدیک احادیث کو کثرت سے روایت کرنے سے یہ زیادہ اہم ہے کہ حدیث کو پوری شرائط اور احتیاط کے ساتھ روایت کیا جائے، تاکہ کوئی ایسی بات رسول اللہ ﷺ کی طرف نادانستہ بھی منسوب نہ ہوجائے جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو۔ چنانچہ امام ابواسحاق الجعبری ؒ (م 732ھ) کا حوالہ گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ اور دیگر جن ائمہ نے روایتِ حدیث کے لیے سخت شرائط مقرر کی ہیں، ان کا مقصد اِحْتِیَاطِ فِی الْحَدِیْث ہے۔

شیخ المحدثین امام وکیع بن جراح ؒ (م 197ھ) بھی روایتِ حدیث میں آپ ؒ کی اس احتیاط کو بہت سراہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لقد وجد الورع عن ابی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ۔

(مناقب ابی حنیفۃ، ص172، للمکیؒ)

ترجمہ حدیث (کو روایت کرنے) میں جو احتیاط امام ابوحنیفہ ؒ سے پائی گئی، ایسی احتیاط کسی دوسرے سے نہیں پائی گئی۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب ؒ غیر مقلد نے بھی بالآخر یہ تسلیم کیا ہے:

”حدیث (کی قیود وشرائط) کے بارے میں جتنی تشدید، پابندی اور احتیاط امام ابوحنیفہ ؒ نے کی ہے، اور کسی نے اس کا ثبوت نہیں دیا“۔

(تحفۃ الاحوذی، 2/15۔ بحوالہ مقام ابی حنیفۃ، ص136)

مولانا محمد اسماعیل سلفی ؒ غیر مقلد نے بھی حضرت امام صاحب ؒ کو شرائطِ حدیث میں احتیاط پسند طبیعت قرار دیا ہے۔ (مقالات حدیث، ص371)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا کمال

احادیث کو جب پوری احتیاط اور سخت شرائط کے ساتھ روایت کیا جائے گا، تو یقیناً آدمی کی روایات کم ہو جائیں گی۔ لیکن اس معیار کے مطابق روایت کی گئی احادیث کا جو حسن وکمال بڑھے گا وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر صحاح ستہ کو ہی لے لیجیے، ان چھ مشہور کتب کے مؤلفین میں سے جس نے بھی شرائطِ حدیث میں جتنی زیادہ تشدید کی، اتنا ہی اس کی احادیث کا معیار دوسروں کی احادیث سے بڑھ گیا۔ چنانچہ ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' کو دیگر ''سننِ اربعہ'' پر جو فوقیت حاصل ہے، اس کی وجہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م 808ھ) نے یہی بیان کی ہے کہ ان دونوں کے مؤلفین کی شرائط ''سننِ اربعہ'' کے مؤلفین کی شرائط سے زیادہ سخت ہیں۔

(مقدمۃ ابن خلدون ص 353)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایتِ حدیث میں جو احتیاط کی، اور پھر اس کے لیے جس قدر سخت شرائط مقرر کیں، اس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا معیار بھی بہت زیادہ بڑھ گیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات اس قدر معیاری اور جچی تلی ہوتی تھیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ کبیر امام علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ (م 230ھ) ان کو موتیوں سے تشبیہ دیتے تھے۔

موصوف حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ابو حنيفة اذا جاء بالحديث جاء مثل الدر۔

(جامع المسانید، 2/308۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی حدیث بیان کرتے ہیں، تو وہ حدیث موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے۔

یعنی موتی جس طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے اُسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث بھی ہر قسم کے نقص سے پاک ہوتی ہے۔

باب 15

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ حدیث

واضح رہے کہ ''حدیث'' سند (راویانِ حدیث کی لڑی) اور متن (مضمونِ حدیث) دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اور دین میں جیسے متن کی اپنی ایک اہمیت ہے، ایسے ہی دین میں سند کو بھی خاص مقام حاصل ہے، کیونکہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا زیادہ تر مدار اُس کی سند پر ہی ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) نے اسی مناسبت سے فرمایا ہے:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ: "الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"۔ (مقدمہ صحیح مسلم ص 15)

ترجمہ سند کا تعلق دین سے ہے، اگر سند نہ ہوتی، تو ہر شخص جو چاہتا، کہہ دیتا۔

نیز سند کی اہمیت اس لیے بھی بہت ہے کیونکہ سند جس قدر جیّد اور عمدہ ہوگی، اُسی قدر حدیث کی قوت اور مرتبت ابھرے گی۔ اور کسی سند کی جودت وعمدگی کا فیصلہ دو اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ ایک اس کے سلسلۂ رُوات کے لحاظ سے کہ وہ سند کس قدر اعلیٰ اوصاف وکمالات سے آراستہ راویوں پر مشتمل ہے؟ دوسرا اس سند کے علو کے اعتبار سے کہ وہ سند کتنی عالی ہے اور اس میں متنِ حدیث تک واسطے کتنے کم ہیں؟

سرتاج المحدثین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ حدیث

ان ہر دو اعتبار سے انتہائی بلند مرتبت ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ سند کو محدثین نے ''اَصَحُّ الْاَسَانِیْدِ'' (صحیح ترین سند) اور ''سِلْسِلَۃُ الذَّھَبْ'' (سونے کی لڑی) سے تعبیر کیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کو اسانیدِ عالیہ کے زمرے میں بھی شمار کیا ہے۔
ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

1 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند ''اَصَحُّ الاَسَانِیدْ'' اور ''سِلْسِلَۃُ الذَّھَبْ'' ہے

محدثین کی اصطلاح میں ''اَصَحُّ الاَسَانِیدْ'' (صحیح ترین سند) اور ''سِلْسِلَۃُ الذَّھَبْ'' (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی امامت، ثقاہت اور تثبت (پختگی) اور فقاہتِ حدیث مشہور اور تسلیم شدہ ہو۔ نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔
حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ حدیث بھی اسی درجہ کی ہے، اور وہ ایسے رجال پر مشتمل ہے جو اُن تمام مذکورہ خوبیوں کے جامع ہیں۔ چنانچہ امام الربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فکل الرواۃ الذین ھم بینہ و بین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عدول ثقات اعلام لیس فیھم کذاب ولامتھم بکذب۔

(المیزان الکبریٰ الشعرانیۃ، 1/83)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان جتنے راوی (واسطے) ہیں وہ سب کے سب عادل، ثقہ اور بلند پایہ لوگ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کذاب نہیں، اور نہ ہی ان میں سے کسی پر کذب (جھوٹ) کی تہمت لگی ہے۔
علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ جن لوگوں سے روایت کرتے ہیں، وہ علمِ حدیث میں عظیم الشان ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی بلند پایہ مقام کے حامل ہیں۔ جیسا کہ امام

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کے تعارف میں بحوالہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اساتذہ روایت (حدیث) اور درایت (فقاہتِ حدیث) کے جامع ہیں۔ اور یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلۂ سند فقہاء محدثین (جو فقہ وحدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخِ محدثین (جو فقہ میں حدیث کی نسبت کم درجہ ہوں) کے سلسلۂ سند پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ محدث کبیر امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (م 197ھ) سے پوچھا گیا: ''ان دو سندوں ''اَلْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللہ'' اور ''سفیان عَنْ منصور عَنْ علقمۃ عَنْ عبداللہ'' میں سے کونسی سند آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زیادہ پسند ہے؟''۔ انہوں نے فرمایا:

فَقَالَ: ''یَا سُبْحَانَ اللہِ! اَلْأَعْمَشُ شَیْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَیْخٌ، وَسُفْیَانُ فَقِیہٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِیہٌ، وَإِبْرَاھِیمُ فَقِیہٌ، وَعَلْقَمَۃُ فَقِیہٌ، وَحَدِیثٌ یَتَدَاوَلُہُ الْفُقَھَاءُ خَیْرٌ مِنْ أَنْ یَتَدَاوَلَہُ الشُّیُوخُ''۔

(معرفۃ علوم الحدیث، ص11۔ المؤلف: أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطھمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی: 405ھ)۔ الناشر: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

ترجمہ: سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہوسکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش رحمۃ اللہ علیہ شیخ (صرف محدث) ہیں، ابووائل رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ ہیں، جب کہ ان کے بالمقابل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور رحمۃ اللہ علیہ بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی فقیہ ہیں، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو فقہاء محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخ محدثین روایت کرتے ہیں''۔
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے زیادہ امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (م 120ھ) سے احادیث روایت کی ہیں، جیسا کہ ماقبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) کا بیان گزرا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کی تعداد چار ہزار تھی، جن میں سے دو ہزار روایات امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے تھیں۔

اسی طرح امام حمادؒ نے سب سے زیادہ امام ابراہیم نخعیؒ سے روایتِ حدیث کی ہے، جب کہ امام نخعیؒ نے سب سے زیادہ اپنے ماموں امام علقمہؒ سے، اور امام علقمہؒ نے سب سے زیادہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔

اور یہ چاروں حضرات حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے۔ خصوصاً فقہ میں ان کا پایہ اتنا بلند تھا کہ یہ چاروں اپنے اپنے زمانہ میں فقہ کے سب سے بڑے امام سمجھے جاتے تھے۔ جیسا کہ امام صاحبؒ کے اساتذہ کے تعارف میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

الغرض، امام صاحبؒ کی اکثر احادیث کی سند ان عظیم المرتبت ائمہ پر مشتمل ہے، اس لیے آپؒ کی اس سند کو ''اَصَحُّ الاَسَانِیدُ'' (صحیح ترین سند) اور ''سِلْسِلَۃُ الذَّہَبُ'' (سونے کی لڑی) کہا جاتا ہے۔

مولانا عبدالسّلام مبارکپوریؒ غیر مقلد (م 1342ھ) امام رازیؒ (م 606ھ) کی ''مناقب الشافعیؒ'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ کا جو سلسلۂ روایت ''سِلْسِلَۃُ الذَّہَبُ'' اور بہت ہی اعلیٰ سمجھا جاتا ہے، وہ یہ ہے:

(۱) حماد بن ابی سلیمانؒ، (۲) ابراہیمؒ، (۳)، علقمہؒ، (۴) عبداللہ بن مسعود الصحابیؓ۔ (سیرۃ البخاری، ص53)

خود امام صاحبؒ بھی اپنی اس سند کو افضل سمجھتے تھے، چنانچہ جب ''مسئلۂ رفع یدین'' پر آپؒ کے اور امام اوزاعیؒ کے درمیان مناظرہ ہوا، تو امام اوزاعیؒ نے اپنے موقف کے حق میں ''زہری، عَنْ سَالِم، عَنِ ابْنِ عمرؓ'' کی سند سے حدیث پیش کی، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیرِ اُولیٰ کے علاوہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اس کے جواب میں امام صاحبؒ نے اپنی مذکورہ بالا سند (حماد، عَنْ ابراھیم، عَنْ علقمۃ و اَسْوَدْ، عن عبداللہ بن مسعودؓ) کے حوالے سے یہ حدیث

ذکر فرمائی: ''رسولِ خدا ﷺ صرف تکبیرِ اُولیٰ کہتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اس کے بعد کسی موقع پر بھی آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

امام اوزاعیؒ نے اس پر فرمایا: ''میں آپ کو ''زہری عَنْ سالِم عَنْ عبداللہ بن عمرؓ'' کی سند سے حدیث سنا رہا ہوں، اور آپ مجھے ''حماد عَنْ ابراھیم ... الخ'' کی سند سے حدیث سناتے ہیں (یعنی میرا سلسلۂ روایت آپؒ سے اچھا ہے)''۔

امام صاحبؒ نے جواب میں فرمایا:

فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ: "كَانَ حَمَّادٌ أَفْقَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ أَفْقَهُ مِنْ سَالِمٍ، وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُونِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ، وَإِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ، أَوْ لَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ، فَالْأَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ كَثِيرٌ، وَعَبْدُ اللهِ هُوَ عَبْدُ اللهِ". فَسَكَتَ الْأَوْزَاعِيُّ.

(مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي، رقم 18۔ المؤلف: أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى بن ماه (المتوفى: 150ھ)۔ الناشر: الآداب - مصر؛ جامع المسانيد، ۲/ ۳۵۲، ۳۵۳)

ترجمہ: امام حمادؒ امام زہریؒ سے زیادہ فقیہ تھے، اور امام ابراہیم نخعیؒ، امام سالمؒ سے بڑے فقیہ تھے، اور حضرت علقمہؒ حضرت ابن عمرؓ سے فقہ میں کم نہیں، اگرچہ حضرت ابن عمرؓ کو شرفِ صحابیت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ حضرت اسودؒ بھی صاحبِ فضیلت ہیں، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو عبداللہ بن مسعودؓ تھے''۔ امام اوزاعیؒ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔

محدث جلیل حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م 879ھ) نے ''اَصَحُّ الْاَسَانِیدُ'' کے بیان میں امام اعظمؒ اور امام اوزاعیؒ کے درمیان ہونے والے اس مناظرے کو بطور مثال پیش کیا ہے، اور لکھا ہے:

مناظرۃ ابی حنیفۃ مع الاوزاعی معروفۃ رواھا الحارثی۔

(حاشیۃ ابن قطلو بغا علی شرح نخبۃ الفکر ص50، 51۔ طبع: دار الوطن، الریاض)

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ اور امام اوزاعی ؒ کے درمیان ہونے والا مناظرہ مشہور ہے جس کو امام حارثی ؒ نے روایت کیا ہے۔

(کشف الآثار الشریفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ للحارثی، ج2 ص23، 24 رقم 2080)

مُسندِ ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ (م1176ھ) نے بھی اس مناظرہ کا یہ آخری حصہ نقل کیا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ، ج1 ص248، 259۔ المؤلف: أحمد بن عبد الرحیم بن الشھید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف بـ"الشاہ ولی اللہ الدھلوی" (المتوفی: 1176ھ)۔ الناشر: دار الجیل، بیروت-لبنان)

اس سند کے علاوہ بھی آپ ؒ کی کئی اسانید کو "اَصَحُّ الاَسَانِید" اور "سِلسِلَۃُ الذَّہَب" قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ (م973ھ) نے چاروں ائمہ کی "اَصَحُّ الاَسَانِید" کو ذکر کیا ہے۔ امام صاحب ؒ کی "اَصَحُّ الاَسَانِید" انہوں نے اس سند کو قرار دیا، جس میں آپ حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ سے، اور حضرت عطاء ؒ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام مالک ؒ کی "اَصَحُّ الاَسَانِید" انہوں نے اس سند کو کہا جس میں وہ حضرت نافع ؒ سے، اور حضرت نافع ؒ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کریں۔

(المیزان الکبری الشعرانیۃ، 1/63)

گویا امام مالک ؒ کی اسانید میں جو حیثیت "مالك عَن نافع عَن ابن عمر ؓ" کی سند کو حاصل ہے وہی حیثیت آپ ؒ کی اسانید میں "ابو حنیفۃ عَن عطاء بن ابی رباح عَن ابن عباس ؓ" کی ہے۔ بلکہ امام صاحب ؒ کی اس سند کو امام مالک ؒ کی مذکورہ سند پر برتری حاصل ہے کیونکہ حضرت عطاء ؒ حضرت نافع ؒ سے افضل ہیں، جیسا کہ خود امام صاحب ؒ نے حضرت عطاء ؒ کو اپنے تمام اساتذہ (جن میں امام نافع ؒ بھی ہیں) سے افضل قرار دیا ہے۔ اور حافظ

ذہبی ؒ (م748ھ) جیسے محدث نے اس پر آپ ؒ کی تائید کی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج5 ص83۔ الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ)

اسی طرح حضرت ابن عباس ؓ کا علمی پایہ حضرت ابن عمر ؓ سے زیادہ ہے۔

نیز بعض علماء نے آپ ؒ کی "اَصَحُّ الاَسَانِید" میں اس سند کو بھی شمار کیا ہے، جس میں آپ ؒ (بشرط ثبوت) امام مالک ؒ سے، امام مالک ؒ حضرت نافع ؒ سے، اور حضرت نافع ؒ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام عبدالقادر تمیمی ؒ نے امام بخاری ؒ کے قول کہ "اَصَحُّ الاَسَانِید" وہ ہے جس میں مالک ؒ نافع ؒ سے، اور نافع ؒ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کریں" پر بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ "اَجَلُّ الاسانید" وہ ہے جس میں امام شافعی ؒ امام مالک ؒ سے، امام مالک ؒ حضرت نافع ؒ سے، اور حضرت نافع ؒ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کریں۔

حافظ علاء الدین مغلطائی ؒ (م762ھ) نے اس پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر "اَجَلُّ الاَسَانِید" کا مدار راوی کی جلالتِ شان ہے، تو پھر "اَجَلُّ الاسانید" وہ ہے جس میں امام ابوحنیفہ ؒ، امام مالک ؒ سے، امام مالک ؒ حضرت نافع ؒ سے، اور حضرت نافع ؒ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں، کیونکہ امام ابوحنیفہ ؒ امام شافعی ؒ سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی ؒ (م911ھ) فرماتے ہیں:

اِعۡتِرَاضُ مُغۡلَطَايَ عَلَى التَّمِيمِيِّ فِي ذِكۡرِهِ الشَّافِعِيَّ بِرِوَايَةِ أَبِي حَنِيفَةَ عَنۡ مَالِكٍ، إِنۡ نَظَرۡنَا إِلَى الۡجَلَالَةِ. (تدریب الراوی ج1 ص81)

ترجمہ امام مغلطائی ؒ نے امام تمیمی ؒ پر ان کے امام شافعی ؒ کو "اَجَلُّ الاسانید" میں ذکر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر ہم راویوں کی جلالتِ شان پر فیصلہ کریں تو پھر امام ابوحنیفہ ؒ امام شافعی ؒ سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔ (لہٰذا "اَجَلُّ الاسانید" ابوحنیفۃ عَن مالک عَن نافع عَن ابن عمر ؓ ہے)۔

قاضی القضاۃ حافظ صالح بن سراج بلقینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۶ھ) حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب ''محاسن الاصطلاح'' میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْبُلْقِينِيُّ فِي "مَحَاسِنِ الْإِصْلَاحِ": "فَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَهُوَ وَإِنْ رَوَى عَنْ مَالِكٍ كَمَا ذَكَرَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، لٰكِنْ لَمْ تَشْتَهِرْ رِوَايَتُهُ عَنْهُ، كَاشْتِهَارِ رِوَايَةِ الشَّافِعِيِّ". (تدریب الراوی ج1 ص81)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا اس طرح مشہور نہیں ہے جس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے روایت کرنا مشہور ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م 806ھ) ان دونوں (مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ و بلقینی رحمۃ اللہ علیہ) کے بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِيمَا رَأَيْتُهُ بِخَطِّهِ: "رِوَايَةُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ مَالِكٍ فِيمَا ذَكَرَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي غَرَائِبِهِ، وَفِي "الْمُدَبَّجِ" لَيْسَتْ مِنْ رِوَايَتِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَالْمَسْأَلَةُ مَفْرُوضَةٌ فِي ذٰلِكَ". (تدریب الراوی ج1 ص81)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایت کی ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''غرائبِ مالک'' اور ''الْمُدَبَّج'' میں ذکر کیا ہے، وہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں ہے، حالانکہ مسئلہ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں پیش ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے اس پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَقَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ: أَمَّا اعْتِرَاضُهُ بِأَبِي حَنِيفَةَ، فَلَا يَحْسُنُ، لِأَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَمْ تَثْبُتْ رِوَايَتُهُ عَنْ مَالِكٍ، وَإِنَّمَا أَوْرَدَهَا الدَّارَقُطْنِيُّ ثُمَّ الْخَطِيبُ لِرِوَايَتَيْنِ وَقَعَتَا لَهُمَا عَنْهُ بِإِسْنَادَيْنِ فِيهِمَا مَقَالٌ.

(تدریب الراوی ج 1 ص 81؛ النُکت علی کتاب ابن الصلاح ص 53، لابن حجرؒ۔ طبع:

دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کا حافظ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے اعتراض کرنا ہی درست نہیں، کیونکہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے جن دو روایتوں کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا ذکر کیا ہے، وہ دونوں روایتیں سرے سے ہی صحیح نہیں ہیں، کیونکہ ان کی اسناد میں کلام ہے۔

الحاصل، اس ساری تفصیل سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر جلیل القدر ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند ''اَجَلُّ الاسانید'' اور ''اَصَحُّ الاسانید'' ہے۔ چنانچہ جب حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عظیم القدر کہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند (ابوحنیفہ عَنْ مالک عَنْ نافع عَنِ ابْنِ عمر رضی اللہ عنہ) کو اَجَلُّ الْاَسانید قرار دیا تو حافظ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں یہ تو کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا مشہور نہیں، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایت کی ہے وہ غیر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے، یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے روایت کرنا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا، لیکن ان میں سے کسی نے (باوجود ان سب کے شافعی المسلک ہونے کے) اس سے انکار نہیں کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان علمِ حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند ان کے مقابلے میں زیادہ ''اَجَلُّ الاسانید'' ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں باتیں ان حضرات کو بھی تسلیم ہیں۔

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ عالی

عُلوِّ سند بھی ایک محدث کے لیے قابلِ فخر وصف ہے، کیونکہ آدمی کی سند جتنی عالی ہوگی، اتنا ہی اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان واسطے کم ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربِ تلمذ میں اضافہ ہوگا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملے

گا۔

حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (م 643ھ) علوِ سند کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

لِأَنَّ قُرْبَ الْإِسْنَادِ قُرْبٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْقُرْبُ إِلَيْهِ قُرْبٌ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(معرفة أنواع علوم الحديث، ص 364۔ المؤلف: عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية)

ترجمہ: علوِ سند سے جو قُربِ اسناد حاصل ہوتا ہے، اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے قُرب سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا قرب مل جاتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ اَجِلّہٗ محدثین کو ہمیشہ علوِ سند کا اہتمام رہا اور وہ آخر وقت تک سندِ عالی کی جستجو میں رہے۔

امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) سے ان کی مرضِ وفات میں کسی نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیا خواہش ہے؟''۔ انہوں نے فرمایا:

وَقِيلَ لِابْنِ مَعِينٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: "مَا تَشْتَهِي؟"۔ قَالَ: "بَيْتٌ خَالٍ، وَإِسْنَادٌ عَالٍ".

(فتح المغیث للسخاوی ج3 ص338؛ مشيخة القزويني ص86؛ النكت الوفية بما في شرح الألفية ج2 ص403؛ شرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الأثر، للقاري، ص617)

ترجمہ: گھر خالی ہو اور سند عالی ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے، اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ سے زیادہ قُربتِ تلمذ رکھتے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند تمام ائمۂ متبوعین اور مشہور ائمۂ حدیث کی اسناد سے زیادہ عالی ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خصائص میں فرماتے ہیں:

فلاینبغی لاحد الاعتراض علیه لکونه من اجل الائمة واقدرهم

تدوینا للمذهب واقربهم سندا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم، و مشاهد الفعل اکبر التابعین من الائمة رحمۃ اللہ علیہم۔ (المیزان الکبریٰ، 1/89)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کسی شخص کو اعتراض کرنا زیبا نہیں ہے، اس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے سب سے پہلے اپنا (فقہی) مذہب مدوّن کرنے والے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے قربت رکھنے والے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکابر ائمہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے افعال کا خود مشاہدہ کرنے والے ہیں۔

محدثِ ناقد حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کئی اسناد کو عالی قرار دیا ہے۔ مثلاً: وہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں ''ابویوسف عَنْ ابی حنیفة عَنْ علقمة بن مرثد عَنْ سلیمان بن بریدہ عَنْ ابیه'' کی سند سے حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اسنادہ متصل عال۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1 ص215 رقم 273)

ترجمہ: اس حدیث کی سند متصل اور عالی ہے۔

اسی طرح انہوں نے امام ابوعبدالرحمن بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں ''أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ'' کی سند کو بھی عالی قرار دیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج8 ص319 رقم 1566)

امام شمس الدین یوسف بن خلیل الادمی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 648ھ) نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عالی السند احادیث پر مستقل ایک کتاب ''عوالیّ الامام ابی حنیفة'' کے نام سے لکھی ہے۔

(جزء عوالي الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه۔ المؤلف: يوسف بن خليل بن قراجا بن عبد الله، أبو الحجاج، شمس الدين الدمشقي ثم الحلبي الحنبلي (المتوفى: 648ھ)۔ المحقق: خالد العواد۔ الناشر: دار الفرفور - دمشق [طبع مع الأربعين المختارة من حديث أبي حنيفة]۔ الطبعة: الأولى، 1422ھ-2001م)

3 متقدمین میں اسنادِ عالی کی اقسام

متقدمین ائمۂ حدیث کی روایات میں اِسنادِ عالی کی عموماً چار اقسام پائی جاتی ہیں:

1. **وحدانیات:** وہ روایات جن کی سند میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صرف ایک واسطہ ہو۔ مثلاً: کوئی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے اور صحابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔
2. **ثنائیات:** وہ روایات جن کی سند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دو واسطے ہوں۔ مثلاً: تبع تابعین میں سے کوئی شخص کسی تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے، تابعی رحمۃ اللہ علیہ صحابی رضی اللہ عنہ سے اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔
3. **ثلاثیات:** وہ روایات جن کی سند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تین واسطے ہوں۔ مثلاً: کوئی شخص تبع تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ صحابی رضی اللہ عنہ سے اور صحابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔
4. **رباعیات:** وہ روایات جن کی سند میں چار واسطے ہوں۔ مثلاً: کوئی شخص اپنے استاذ سے، وہ تبع تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ صحابی رضی اللہ عنہ سے اور صحابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔

اربابِ صحاحِ ستہ میں سے چار ائمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م 256ھ)، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (م 275ھ)، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م 279ھ) اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (م 273ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثیات ہیں، جب کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (م 261ھ) اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (م 303ھ) کی احادیث میں کوئی ثلاثی روایات نہیں ہیں، کیونکہ ان کی اتباع تابعین میں سے کسی شخص سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اس لیے ان کی سب سے عالی روایات رباعیات ہیں۔

ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ) اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (م 241ھ) کی احادیث میں بھی سب سے عالی روایات ثلاثیات ہیں۔ امام

مالک رحمۃ اللہ علیہ (م 179ھ) چونکہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ اس لیے ان کی احادیث میں سب سے عالی ثنائی روایات ہیں۔ لیکن ان سب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سند ان سب سے عالی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیک واسطہ تلمذ رکھنے کا شرف حاصل ہے۔ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے عالی روایات وُحدانیات ہیں۔

حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) ان ائمہ کی اسناد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الثُّلَاثِيَّاتُ، فَفِي مُسْنَدِ إِمَامِنَا الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِهِ مِنْهَا جُمْلَةٌ، وَكَذَا الْكَثِيرُ فِي "مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ"، وَمَا يَنِيفُ عَنْ عِشْرِينَ حَدِيثًا فِي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ"، وَلَيْسَ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْهَا مَا هُوَ عَلَى شَرْطِهِ، وَحَدِيثٌ وَاحِدٌ فِي كُلٍّ مِنْ أَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ، وَخَمْسَةُ أَحَادِيثَ فِي ابْنِ مَاجَهْ، لٰكِنْ مِنْ طَرِيقِ بَعْضِ الْمُتَّهَمِينَ. وَفِي مَعَاجِمِ الطَّبَرَانِيِّ مِنْهَا الْيَسِيرُ. وَالثُّنَائِيَّاتُ فِي "مُوَطَّأِ الْإِمَامِ مَالِكٍ"، وَلِلْوُحْدَانِ فِي حَدِيثِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ، لٰكِنْ بِسَنَدٍ غَيْرِ مَقْبُولٍ.

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، ج 3 ص 342)

ترجمہ: ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند'' اور ان کی دیگر احادیث میں بعض ثلاثی روایات پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند'' میں بھی بکثرت ثلاثیات ہیں۔ ''صحیح بخاری'' میں بیس سے زائد (یعنی بائیس۔ ناقل) ثلاثیات ہیں۔ ''سنن ابی داؤد'' اور ''سنن ترمذی'' میں ایک ایک ثلاثی روایت ہے۔ ''سنن ابن ماجہ'' میں پانچ ثلاثیات ہیں، لیکن ان کے راوی (جھوٹ سے) مُتّہم ہیں۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی معاجم ثلاثہ میں بھی کچھ ثلاثیات ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا میں ثنائیات پائی جاتی ہیں، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں وُحدانیات بھی ہیں، لیکن یہ غیر مقبول اسناد سے مروی ہیں۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانی روایات کی اسناد کو غیر مقبول قرار دیا ہے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کے بیان میں بحوالہ گزر چکا ہے کہ کئی اَجِلّہ محدثین، مثلاً: امام الجرح والتعدیل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ)، حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م 430ھ) مؤلف حلیۃ الاولیاء، علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) اور امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) وغیرہ نے اقرار کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ لہٰذا ان ائمۂ متقدمین کے مقابلے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے متاخرین علماء کا ان روایات کی اسناد پر جرح مبہم کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

4 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ "الآثار" بروایتین: امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ میں بعض اسانیدِ صحیحہ

1. أبو حنيفة عن حماد عن أبي الضحى عن مسروق عن أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہ
2. أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
3. أبو حنيفة عن أبي صخرة الحاربي عن زياد بن حدير عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
4. أبو حنيفة عن أبي إسحاق السبيعي عن عمرو بن ميمون الأودي عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
5. أبو حنيفة عن يزيد بن عبد الرحمن عن إبراهيم عن الأسود عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
6. أبو حنيفة عن الهيثم عن أبي يحيى عمير بن سعيد النخعي عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ

7. أبو حنيفة عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ
8. أبو حنيفة عن أبي إسحاق السبيعي عن الأسود بن يزيد عن عائشة رضی اللہ عنہا
9. أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد عن عائشة رضی اللہ عنہا
10. أبو حنيفة عن زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون عن عائشة رضی اللہ عنہا
11. أبو حنيفة عن عمرو بن مرة عن سعيد بن جبير عن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ
12. أبو حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
13. أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
14. أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
15. أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة بن قيس والأسود بن يزيد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ
16. أبو حنيفة عن معن بن عبد الرحمن عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
17. أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن مسروق وجندب عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
18. أبو حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي رزين عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
19. أبو حنيفة عن حماد عن شقيق بن سلمة عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
20. أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
21. أبو حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي الأحوص عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ
22. أبو حنيفة عن سلمة بن كهيل عن المستورد بن الأحنف عن عبد الله

بن مسعود ؓ

23 أبو حنيفة عن محمد بن قيس عن إبراهيم وعامر عن الأسود بن يزيد عن عبد الله بن مسعود ؓ

24 أبو حنيفة عن عمرو بن مرة عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود ؓ

25 أبو حنيفة عن محمد بن قيس الهمداني عن مسروق عن عبد الله بن مسعود ؓ

26 أبو حنيفة عن ابن أبي رباح عن أبي عمرو عن عبد الله بن مسعود ؓ

27 أبو حنيفة عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عبد الله بن مسعود ؓ

28 أبو حنيفة عن الهيثم عن عامر الشعبي عن عبد الله بن مسعود ؓ

29 أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود ؓ

30 أبو حنيفة عن أبي بكر بن عبد الله بن أبي الجهم عن عبد الله بن عمر ؓ

31 أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عمر ؓ

32 أبو حنيفة عن عطاء بن السائب عن كثير بن جمهان عن عبد الله بن عمر ؓ

33 أبو حنيفة عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن عبد الله بن عمر ؓ

34 أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر ؓ

35 أبو حنيفة عن سالم الأفطس عن سعيد بن جبير عن ابن عمر ؓ

36 أبو حنيفة عن حبيب بن أبي ثابت عن عبد الله بن عمر ؓ

37 أبو حنيفة عن عاصم بن سليمان عن ابن سيرين عن ابن عمر ؓ

38 أبو حنيفة عن سليمان الشيباني عن عامر الشعبي عن ابن عمر ؓ

39 أبو حنيفة عن عثمان بن عبد الله بن موهب عن أبي هريرة ؓ

40 أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة ؓ

41 أبو حنيفة عن عطاء بن السائب عن أبيه عن سعد بن أبي وقاص ؓ

42 أبو حنيفة عن الوليد بن سريع عن أنس بن مالك ؓ

43 أبو حنيفة عن الهيثم عن أنس بن سيرين عن أنس بن مالك ؓ

44 أبو حنيفة عن هشام بن عروة عن أبيه عن جدّه الزبير بن العوام ؓ

45 أبو حنيفة عن عمرو بن دينار عن جابر ؓ

46 أبو حنيفة عن محمد بن مالك الهمداني عن أبيه عن أبي ذر ؓ

47 أبو حنيفة عن أبي حجية عن ابن بريدة عن أبي الاسود الدؤلي عن أبي ذر ؓ

48 أبو حنيفة عن محمد بن المنكدر عن أبي قتادة ؓ

49 أبو حنيفة عن عبد الله بن أبي حبيبة عن أبي الدرداء ؓ

50 أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير ؒ

51 أبو حنيفة عن أبي فروة عن عبد الرحمن بن أبي ليلىٰ عن حذيفة بن اليمان ؓ

52 أبو حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن زر بن حبيش عن ابي بن كعب ؓ

53 أبو حنيفة عن عثمان بن عبد الله عن أم سلمة ؓ

54 أبو حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن بريدة الأسلمي ؓ

55 أبو حنيفة عن خارجة بن عبد الله عن سعيد بن المسيب ؒ

56 أبو حنيفة عن عاصم بن كليب عن أبيه عن رجل من أصحاب محمد ؓ

57 أبو حنيفة عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله الأنصاري ؓ

58 أبو حنيفة عن زبيد اليامي عن ذر الهمداني عن سعيد عن عبد الرحمٰن

بن أبزى رضی اللہ عنہ

59 أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم رحمۃ اللہ علیہ

60 أبو حنيفة عن طلحة بن مصرف عن ابراهيم رحمۃ اللہ علیہ

61 أبو حنيفة عن أيوب بن عائذ الطائي عن مجاهد رحمۃ اللہ علیہ

62 أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح رحمۃ اللہ علیہ

63 أبو حنيفة عن الهيثم عن عامر عن شريح رحمۃ اللہ علیہ

64 أبو حنيفة عن علي بن الأقمر عن شريح رحمۃ اللہ علیہ

65 أبو حنيفة عن حماد عن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة، ج1 ص106-114۔ جمعه واعده وعلق عليه:- العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجي القاسمي)

5 حدیثِ صحیح کے مراتب پر ایک تحقیق

حدیث صحیح کے درج ذیل مراتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سی سند یا حدیث صحیح بقیہ اسانید یا احادیثِ صحیحہ سے اصح ہے:

1 صحيح أخرجه البخاري ومسلم

2 صحيح انفرد به البخاري، أي عن مسلم

3 صحيح انفرد به مسلم، أي عن البخاري

4 صحيح على شرطهما لم يُخرجاه

5 صحيح على شرط البخاري لم يخرجه

6 صحيح على شرط مسلم لم يخرجه

7 صحيح عند غيرهما وليس على شرط واحد منهما

(ابن الصلاح، المقدمة، ص:27-28)

حدیثِ صحیح کے مراتب کے حوالے سے تحقیق یہ ہے کہ سات درجات میں حدیثِ صحیح

کی تقسیم سے عام طور پر جو مراد لے لیا گیا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ تقسیم کے اندر اصلاً اعتراض نہیں ہے مگر اُس تقسیم کا بالعموم اہلِ علم نے جو معنیٰ ومفہوم مراد لیا ہے، وہ قابلِ توجہ اور قابلِ غور ہے۔ صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح یا رُجحان البخاری علی مسلم اکثر احادیث پر ہے۔ یعنی اغلب احادیث کا معیار اس طرح ہے مگر یہ قاعدہ وکلیہ نہیں کہ صحیح مسلم کی ہر حدیث، صحیح بخاری میں روایت کی ہوئی حدیث سے ادنیٰ ہوگی، ایسا نہیں ہے۔ ہر حدیث جس کی صحیح بخاری میں تخریج ہوئی، وہ صحیح مسلم کے اندر تخریج ہونے والی منفرد حدیث سے اعلیٰ ہوگی، یہ اطلاق ہر ہر حدیث پر نہیں ہوگا۔ یہ اُصول، قاعدہ اور کلیہ فرداً فرداً نہیں ہے، یہ من جملہ ہے۔ غالب اور اکثر احادیث اس طرح ہیں، اس لیے کتاب کا درجہ اس طرح ہے کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی جاتی ہے مگر کتاب کے اندر درج ہونے والی ہر ہر حدیث کی اپنی ترجیح، اپنی قوت، اپنی اصحیت اور اپنا مرتبہ ہے اور اُس کا انحصار اُس کی سند پر ہوگا۔

اس مؤقف پر ذیل میں ائمہ ومحدثین کی تصریحات بیان کی جارہی ہیں:

1 علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

مذکورہ بالا تمام نقد ونظر پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتا ہوں۔ النکت علیٰ کتاب ابن الصلاح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کی اسی ترتیب پر گفتگو کرتے ہوئے ایک فصل قائم کی ہے اور اس میں تنبیہ وارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وذلك أن كون ما اتفقا على تخريجه أقوى مما انفرد به واحد منهما له.

ترجمہ: متفق علیہ حدیث اعلیٰ ہے۔ اُس کے بعد اس حدیثِ صحیح کا مرتبہ ہے جس میں دونوں (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ) میں سے کوئی ایک منفرد ہو جائے۔

امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے متفق علیہ کے بعد صحیح بخاری وصحیح مسلم کی کسی حدیث کو ترجیح نہیں دی۔ اس عدمِ ترجیح کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن الإسناد الذی اتفقا علی تخریجه یکون متنه أقویٰ من الإسناد الذی انفرد به واحد منهما.

ترجمہ: جس حدیث پر امام بخاری ؒ اور مسلم ؒ دونوں متفق ہو گئے، وہ سند تو ہر لحاظ سے منفرد پر اقویٰ ہو گئی اور مزید یہ کہ جس سند پر اتفاق ہو گیا، اُس کا متن بھی منفرد اسناد کے ساتھ ثابت متن کے مقابلے میں اقویٰ تصور ہوگا۔ یعنی امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کو حافظ ابنِ حجر عسقلانی ؒ نے مساوی رکھا ہے۔ آپ ؒ مزید فرماتے ہیں:

نعم، قد یکون فی ذلك الجانب أیضاً قوة من جهة أخری وهو أن المتن الذی تتعدد طرقه أقویٰ من المتن الذی لیس له إلا طریق واحدة.

ترجمہ: ایک حدیث صحیح بخاری میں آئے یا صحیح مسلم میں آئے دونوں کی صحت پر قطعیت ہے مگر اُن کے اقویٰ ہونے کی ایک جہت اور بھی ہے۔ وہ اقویٰ جہت یہ ہے کہ ایک متن وہ ہے جو صرف ایک طریق سے آیا ہے اور ایک متن وہ ہے جو کئی طرق سے آیا ہے، تو متعدد طرق سے آنے والا متن واحد طریق سے آنے والے متن سے اقویٰ ہو جائے گا۔

پھر فرمایا:

فالذی یظهر من هٰذا أن لا یحکم لأحد الجانبین بحکم کلی.

ترجمہ: اس اصول کے تحت یہ بات ثابت اور ظاہر ہو گئی کہ جانبین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں سے کسی ایک پر حکمِ کلی نہیں لگایا جائے گا کہ اِس کا درجہ اعلیٰ ہے اور اُس کا درجہ ادنیٰ ہے۔

امام عسقلانی ؒ اسی موضوع پر ایک اور قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لأن الحدیث الذی ینفرد به مسلم مثلاً إذا فرض مجیئه من طرق کثیرة حتی تبلغ التواتر أو الشهرة القویة.

ترجمہ: فرض کریں کہ ایک حدیث جو صحیح مسلم کے ساتھ منفرد ہے اور طرقِ (اسانید) کثیرہ سے اُس کا آنا ثابت ہو جائے اور بیشک وہ طرق حدِ تواتر کو نہ پہنچیں مگر شہرتِ قویہ کو پہنچ گئے ہیں اور ائمہ نے بھی ان طرق کو صحیح مانا تو:

لا یقال فیه: إن ما انفرد البخاری بتخریجه إذا کان فرداً لیس له إلا مخرج واحد أقویٰ من ذٰلك.

ترجمہ: اس حدیث کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ حدیث جو صرف صحیح بخاری میں آئی ہے، وہ صحیح مسلم کے متعدد طرق والی حدیث سے اقویٰ ہے۔

فلیحمل إطلاق ما تقدم من تقسیمه علی الأغلب الأکثر.

(النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ص:365-366۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (ت 852ھ)۔ المحقق: ربیع بن هادی عمیر المدخلی۔ الناشر: عمادة البحث العلمی بالجامعة الإسلامیة، المدینة المنورة، المملکة العربیة السعودیة۔ الطبعة: الأولی، 1404ھ/1983م)

ترجمہ: پس اس اطلاق سے یہ ثابت ہوا کہ صحیح بخاری کا درجہ صحیح مسلم کے مقابلے میں اغلبیت اور اکثریت پر محمول کیے جانے کی وجہ سے اونچا ہے، یعنی من جملہ صحیح بخاری کا صحیح مسلم پر درجہ اونچا ہے، ایک ایک حدیث پر فرداً فرداً اس کا اطلاق نہیں ہوگا۔

یہاں اَغلبیہ اور اَکثریہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اصطلاح امام عسقلانی ؒ کے ان ہی کلمات ماخوذ ہے۔

2 امام ابن الہمام ؒ کی تحقیق

امام ابن الہمام ؒ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کے شاگرد ہیں۔ آپ ؒ کی تصنیف فتح القدیر ہے جو الھدایہ کی شرح ہے۔ امام ابن الہمام حنفی ؒ فتح القدیر میں اس حوالے سے باب النوافل میں لکھتے ہیں:

مَنْ قَالَ: أَصَحُّ الْأَحَادِيثِ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، ثُمَّ مَا انْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ، ثُمَّ مَا انْفَرَدَ بِهِ مُسْلِمٌ، ثُمَّ مَا اشْتَمَلَ عَلَى شَرْطِهِمَا مِنْ غَيْرِهِمَا، ثُمَّ مَا

اشْتَمَلَ عَلٰی شَرْطِ أَحَدِهِمَا، تَحَكُّمٌ لَا يَجُوْزُ التَّقْلِيْدُ فِيْهِ۔

(فتح القدیر علی الھدایۃ، ج1 ص445)

ترجمہ: جس نے یہ کہا کہ مرتبہ میں اعلیٰ حدیث وہ ہے جو صحیحین میں ہے اور پھر وہ جو صرف صحیح بخاری میں ہے اور پھر وہ جو صرف صحیح مسلم میں ہے پھر وہ جو ان دونوں کی شرائط پر ہے مگر انہوں نے اِس کی تخریج نہیں کی۔ پھر وہ جو اِن دونوں میں سے کسی ایک کی شرائط پر ہے۔ ایسا کہنا تحکّم ہے، اس قول کی تقلید جائز نہیں ہے۔

غور کریں کہ ائمہ وعلماء کتنی باریک باریک چیزوں کا لحاظ رکھتے تھے، اس لیے کہ علم اور فن کا تقاضا ہی یہ ہوتا ہے۔

3 مدارِ صحت کتاب پر نہیں بلکہ اسناد پر ہوتا ہے

امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذکورہ موقف کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِذِ الْأَصَحِّيَّةُ لَيْسَ إِلَّا لِاشْتِمَالِ رُوَاتِهِمَا عَلَى الشُّرُوْطِ الَّتِي اعْتَبَرَاهَا، فَإِذَا فُرِضَ وُجُوْدُ تِلْكَ الشُّرُوْطِ فِيْ رُوَاةِ حَدِيْثٍ فِيْ غَيْرِ الْكِتَابَيْنِ۔

(فتح القدير على الهداية، ج 1 ص 445. المؤلف: كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ثم السكندري، المعروف بابن الهمام الحنفي (ت 861 ه). الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصفى البابي الحلبي وأولاده بمصر (وصوّرتها دار الفكر، بيروت). الطبعة: الأولى، 1389ه-1970م)

ترجمہ: اصحیت کتاب پر مبنی نہیں ہے بلکہ اُن شرائط پر مبنی ہوتی ہے جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا ہے اور جو شرائطِ صحت مقرر کر دی گی ہیں، اگر وہ شرائط صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ کسی اور سند میں ثابت ہو جائیں تو وہ حدیث بھی صحیح ہو گی۔

مثلاً: اگر وہ شرائطِ صحت مصنف عبدالرزاق میں ثابت ہو جائیں یا مصنف ابن ابی شیبہ میں ثابت ہو جائیں، تو کیا ہم اس کی صحت کو ماننے سے صرف اس لیے انکار کر دیں گے کہ وہ حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ نہیں، ایسا نہیں کیا

جا سکتا۔ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن شیبہ کا اپنا ایک مقام ومرتبہ ہے۔ صحیح مسلم کے تقریباً ہر دو صفحہ کے بعد دو، تین احادیث ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں، پوری صحیح مسلم میں کوئی دو تین ورق ایسے نہیں پلٹا سکتے جس پر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نہ کیا ہو۔ جس امام سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود روایت کر رہے ہیں، تو کیا ان ائمہ کی مرتب کردہ کتب (مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ) کی روایات پر عدمِ صحت کا لیبل لگایا جا سکتا ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ اُس وقت اتصالِ سند، ضبطِ طعن کی شرائط، ثقاہت، عدمِ شذوذ اور عدمِ علت کی یہ شرائط مقرر نہیں تھیں جو بعد والوں نے مقرر کیں۔ مگر ایک چیز نمایاں ہے کہ اُن ائمہ کا زمانہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے قریب تر تھا۔ اس وجہ سے اُن کو بعض شرائط میں سہولت اور نرمی تھی مگر یہ بات یقینی ہے کہ اُن کی روایت اور سند عالی تھی۔

مثلاً: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قریب ہونے کے باعث اُن ائمہ یعنی امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی عالی تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے 20 احادیث صرف ایک صحابی کے واسطے سے براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ یہ شان کسی امامِ حدیث کو حاصل نہ تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں احادیث دو واسطوں سے روایت کیں یعنی براہِ راست تابعی سے، تابعی نے صحابی سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ یہ ثنائیات (راوی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف دو راوی) نہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہیں اور نہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہیں، حتیٰ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی بہت کم ثنائیات ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے اعلیٰ درجے کی سند احادیات ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے براہِ راست صحابی سے روایت کیں۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صغار تابعین میں سے ہیں۔ دوسری طرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے عالی سند ثلاثی (تین واسطوں کے

ساتھ) ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 22 ثلاثیات ہیں۔ اور اُن 22 ثلاثیات میں سے 20 احادیث وہ ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے روایت کی ہیں۔ گویا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ تھے۔

بتانا مقصود یہ ہے کہ جن کا درجہ قربِ زمانی کی وجہ سے بہت اعلیٰ تھا، وہ اس طرح کی بہت سی شرائط کے اطلاق سے مستغنی بھی تھے۔ جب بعد کے زمانے میں علوم مدون ہوئے اور اُصول وقواعد مرتب ہوئے، تو جو شرائط مقرر کی گئیں، ان اصول وشرائط کا اطلاق اُس زمانے اور بعد کے زمانے کے لیے تو حجت ہے مگر جو ثقہ امام اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں، وہ اُن شرائط کے پابند نہ تھے۔ اس لیے کہ قُربِ زمانی اور سندِ عالی اُن کو ان سے بے نیاز کرتی تھی۔

بعد کے ائمہ کی سند نازل ہوگئی اور زمانہ بعید ہوگیا۔ اس کا معنیٰ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی صحت کے درجے میں بہت نیچے گر گئے۔ نہیں، بلکہ جو شرائط امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنائیں، اُن شرائط نے اُس علم کو مقید کر دیا اور وہ شرائط قواعد بن گئے اور ان قواعد کے اطلاق کی وجہ سے علمائے اُمت نے ان کا درجہ سب سے بلند کر دیا، وگرنہ صحیح بخاری لکھے جانے سے قبل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے:

أصحّ الكُتُب بعد كتاب الله تعالیٰ هو الموطأ للإمام المالك.

ترجمہ: قرآن کے بعد اُصحّ الکُتُب موطأ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

کیوں؟ اس لیے کہ اُس وقت صحیح بخاری موجود نہیں تھی۔ پھر جب صحیح بخاری آ گئی تو بعد میں أصحّ الكُتُب بعد كتاب الله الجامع الصحيح للبخاری ہوگئی۔

سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر کوئی حدیث کسی اور کتاب میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو ہم کیوں اُسے تسلیم نہ کریں۔ مثلاً: کوئی حدیث مسند احمد بن حنبل میں ہے (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں)، مصنف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ میں (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ) ہے، مصنف ابن ابی شیبہؒ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ) میں

ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا شیخ) کے ہاں ہے، تو انہیں کیوں قبول نہ کیا جائے گا؟ حالانکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام ابو یوسف القاضی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ گویا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاگرد ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاگرد ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے 10 سال سے زائد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف القاضی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب کیا اور یہ دونوں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر تلامذہ میں سے ہیں۔

غور کریں کہ جن کے شیوخ اتنے اعلیٰ ہیں اور اُنہوں نے اپنے اعتماد اور اپنی توثیق کے ساتھ اُن رُواۃ کی سند لی ہے اور سند بھی صحیح، جید اور قوی ہے، کوئی راوی مطعون اور متکلم فیہ نہیں ہے، ہر راوی ثقہ ہے، اوثق ہے، حافظ ہے، متقن ہے، عادل وضابط ہے اور ان میں کوئی علت اور شذوذ بھی نہیں، ساری شرائطِ صحت پوری بھی ہوں، تو کیا وجہ ہے کہ یہ کہہ کر ترک کر دیا جائے کہ چونکہ مصنف ابن عبدالرزاقؒ میں ہے، لہٰذا اُس کو نہیں مانیں گے، یا کم صحیح مانیں گے؟

یہ کیسے ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح بخاری میں امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کریں تو جائز اور اگر امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی کتاب ''مصنف'' میں روایت کریں تو ناجائز؟ یہ ہم نے کون سا اُصول بنا لیا ہے؟ یہ علم کہاں سے آیا ہے؟ یہ قاعدہ کہاں سے آیا ہے؟ اور یہ کہاں کا معیار ہے؟

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے سینکڑوں احادیث روایت کریں، تو جائز، حدیث صحیح اور اعلیٰ رہے اور جب امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی کتاب "مصنف" میں روایت کریں، تو وہ حدیث مرتبہ میں نیچے گر جائے؟ ایسی بات نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مدارِ صحت نہ کتاب پر ہے اور نہ صاحبِ کتاب پر ہے بلکہ

مدارِ صحت رجال، رواۃ اور کیفیتِ اسناد پر ہے۔ جس کا حال اچھا وہی اعلیٰ۔ سند بھی حال کے اعتبار سے اعلیٰ بنتی ہے۔ اگر سند اعلیٰ حال کی ہے اور شرائطِ صحت پر پوری اترتی ہے تو یہ اصول حدیث کی تاریخ میں قاعدہ ہی نہیں ہے کہ کسی خاص کتاب میں نہ ہونے کی بنیاد پر سند/ حدیث کو چھوڑ دیا جائے۔

صحیحین کا باقی کتب کے ساتھ یہ فرق ہے کہ جب کتابوں کی من جملہ اکثریت و اغلبیت کی بات کریں تو پھر پہلے صحیح بخاری کو حجت نصیب ہوگی اور پھر صحیح مسلم کو حجت نصیب ہوگی۔ مگر اس فرق کا مطلب یہ نہیں کہ باقیوں کو ترک کر دیں۔ اُن کو ترک نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ وہ ان کے شیوخ ہیں۔ کاش اعتراض کرنے والے اُس زمانہ میں ہوتے اور اپنی آنکھوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شاگرد کے طور پر امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کے بیٹھے ہوئے دیکھتے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہوئے دیکھتے اور پھر کہتے کہ میں امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نہیں لیتا بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت لیتا ہوں، تو کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ معترض کی اس بات کو تسلیم کر لیتے؟ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ یہ ائمہ فرماتے کہ نالائق تو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نہیں لیتا، ہم سے لیتا ہے حالانکہ ہم ان ہی سے لے رہے ہیں۔

سمجھانا مقصود یہ ہے کہ یہ اصول کہاں سے آیا کہ روایت اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم میں آ جائے تو قبول ہے اور اگر ان ائمہ کے شیوخ کی کتب میں آئیں، تو نامقبول؟ یہ معیار نہیں ہے۔ کتاب کا معیار حالِ اسناد ہے۔ اصول یہ ہے کہ اگر اُس میں شرائطِ صحت پوری ہوتی ہیں، بھلا جس بھی کتاب میں آ جائے، اُس کا درجہ بلند ہوگا۔ محدثین نے کہا ہے:

فَدَارَ الْأَمْرُ فِي الرُّوَاةِ عَلَى اجْتِهَادِ الْعُلَمَاءِ فِيهِمْ، وَكَذَا فِي الشُّرُوطِ.

(فتح القدیر، 1/ 445)

ترجمہ: پس مدار اس پر ہے کہ رواۃ پر حکم لگانا، علماء و محدثین کا اجتہاد ہے، اور ایسا ہی معاملہ شروط پر بھی ہے۔

یاد رکھیں! اجتہاد مذہب نہیں ہوتا، اُس سے اختلاف کرنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ افسوس! ہمارے ہاں پاکستان، ہندوستان میں کسی کے اجتہاد سے اختلاف کرنے والا کافر قرار پاتا ہے۔ یہاں کسی کے اجتہاد، فتویٰ تحقیق نہ ماننے پر اسے کافر بنا دیتے ہیں، ایک فتوے کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور پورا مسلک اور عقیدہ چھوڑ دیتے ہیں۔ چودہ سو سال میں اہلِ علم کا یہ طریق کبھی بھی نہیں تھا۔ یہ تنگ نظری ہے۔ افسوس! علم رخصت ہوا، جہالت آ گئی اور وہ تعصّبات کو لے آئی۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات اپنی کتاب: ”التحریر فی أصول الفقه“ کی فصلٌ فی التعارض میں بھی بیان کی ہے۔

4 ابن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور شاگرد امام زین قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نخبۃ الفکر کے اوپر ایک حاشیہ لکھا ہے، اس میں وہ ایک اصول مقرر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لِأَنَّ قُوَّةَ الْحَدِيثِ إِنَّمَا هِيَ بِالنَّظَرِ إِلَى رِجَالِهِ لَا بِالنَّظَرِ إِلَى كَوْنِهِ فِي كِتَابِ كَذَا.

(شرح نخبة الفكر للقاري (الملا علي القاري) ص 285؛ اليواقيت والدرر شرح شرح نخبة الفكر (عبد الرؤوف المناوي ج 1 ص 379؛ حاشية الخرشي منتهى الرغبة في حل ألفاظ النخبة (الخرشي=الخراشي) ج2 ص330؛ قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث (جمال الدين القاسمي) ص82)

ترجمہ: حدیث کی قوت کا فیصلہ کرنا کہ فلاں حدیث سند میں قوی ہے، فلاں غیر قوی ہے، اس کا فیصلہ سند کے رجال کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس بات کو دیکھ کر نہیں کیا جاتا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔

5 ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

یہی قاعدہ علامہ رضی الدین محمد بن ابراہیم الحلبی الحنفی المعروف ابن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب: "قفو الأثر فی صفوۃ علوم الأثر "میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں کئی علماء کے نام درج کیے ہیں جو اس حدیثِ صحیح کے مراتب کے باب میں اس عمومی مفہوم کو رد کرتے ہیں کہ صحیح بخاری کی ہر ہر حدیث اعلیٰ ہے اور صحیح مسلم کی ہر ہر حدیث مرتبے میں صحیح بخاری سے ادنیٰ ہے اور انہی ائمہ کی حدیث قبول کی جائے گی کسی اور کتاب کی قبول نہیں کی جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ ہی نہیں ہے۔

وردہ الزین قاسم بِأَن قُوَّۃ الحَدِیث إِنَّمَا هِيَ بِالنّظرِ إِلی رِجَاله لَا بِالنّظرِ إِلی کَونه فِي کتاب کَذَا۔

(قفو الأثر فی صفوۃ علوم الأثر (ابن الحنبلی، رضی الدین) ص57)

6 امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب سبل السلام) نے بھی یہی بات کہی ہے:

لأن قوۃ الحدیث إنما هی النظر إلی رجاله لا بالنظر إلی کونه فی کتاب کذا۔

(إسبال المطر علی قصب السکر نظم نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر (الصنعانی) ص230)

اور انھوں نے اصولِ حدیث پر اپنی کتاب توضیح الأفکار میں بھی یہی بات کہی ہے۔(توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار (الصنعانی) ج1 ص75)

خلاصہ ان ائمہ نے اپنی کتب کے آخر میں حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک ان علماء کے ناموں اور ان کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حدیثِ صحیح کے مراتب کے

حوالے سے درست معنی بیان کیا ہے کہ اس کا ایک ایک فرد پر اطلاق نہیں کریں گے بلکہ من جملہ اطلاق درست ہے۔ اس ترتیب کا ''من جملہ کے لحاظ سے'' معنیٰ یہ ہے کہ جب احادیث میں تعارض آ جائے گا تو پھر الگ الگ سند کے ساتھ دیکھا جائے گا۔ اگر تعارض نہ ہو پھر یہ ترجیح قائم رہے گی۔ اگر دو احادیث میں تعارض آ جائے اور ائمہ دونوں کی صحت کا دعویٰ کریں تو پھر اس کا مدار اسناد صحت کی شرائط پر ہوگا۔

اس ساری گفتگو اور حدیث صحیحہ کے مراتب پر مذکورہ بحث کا مقصد یہ بات سمجھانا تھا کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ احادیثِ صحیحہ صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ اس امر پر 14 سو سال کی تاریخ میں کہیں کسی ایک عالم نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ جو حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں نہیں ہے، وہ صحیح ہے یا نہیں۔ یہ سوال ہی نہیں اٹھا، اس لیے کہ یہ سوال ہی علم کی تاریخ کا نہیں بلکہ جہالت کا سوال ہے۔ چونکہ سب مانتے تھے کہ حدیث کی صحت کا مدار حدیث کی سند پر ہے، کتاب پر نہیں۔

باب 16

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف: کتاب الآثار

1 احادیث کوفقہی ترتیب دینے کا سہرا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے

تدوینِ حدیث کا سلسلہ اگر چہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (م 101ھ) کے دَور سے شروع ہو گیا تھا، اور ان کے حکم سے امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (م 124ھ) وغیرہ محدثین نے حدیث کے کئی مجموعے تیار کر لیے تھے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں جو عظیم اور مہتم بالشان اضافہ کیا، وہ احادیث کی فقہی ترتیب پر تدوین ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے جتنے لوگوں نے بھی احادیث کی کتابیں لکھی ہیں، ان کی ترتیب فقہی نہیں تھی، بلکہ ان میں بلا ترتیب حدیثیں جمع تھیں۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ احادیث کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا اور ابوابِ فقہ پر اُن کو ترتیب دیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جن لوگوں نے بھی اس ترتیب سے کتبِ حدیث تالیف کیں، انہوں نے ترتیبِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی پیروی کی ہے، حتیٰ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (م 179ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''مؤطا'' میں احادیث کی جو ترتیب قائم کی ہے، اس میں وہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلے ہیں۔

امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م

911ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

من مناقبه وفضائله التى لم يشارکه فيها من بعده انه اوّل من دوّن علم الشريعة ورتبه ابوابا. ثم تابعه مالك بن انس رضى الله عنه فى ترتيب المؤطا، ولم يسبق اباحنيفة احد.

(جامع المسانید، 1/34؛ تبییض الصحیفة، ص129)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مناقب اور فضائل جن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی شریک نہیں ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے سب سے پہلے علمِ شریعت (احادیث) کو مدوّن کیا، اور اس کو (فقہی) ابواب پر ترتیب دیا۔ پھر امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ''مؤطا'' کی ترتیب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی پیروی کی ہے، اور اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔

حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) نے بھی تقریباً یہی مضمون ذکر کیا ہے۔

(عقود الجمان، ص184؛ الخیرات الحسان، ص184)

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفِ حدیث

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ''صاحب التصانیف'' بھی ہیں اور مختلف موضوعات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں بطور علمی یادگار چھوڑی ہیں۔ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دو طرح کی کتابیں نقل کی جاتی ہیں:

1. احادیث کا وہ مجموعہ جس کو خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا تھا اور اپنے متعدد تلامذہ کو اس کی املاء بھی کرائی تھی، اس مجموعہ کا نام ''کتاب الآثار'' ہے، اور قبل ازیں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے بیانات میں جو گزرا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی سب سے پہلے احادیث کو فقہی ابواب پر مرتّب کیا، اس سے ان کی مراد یہی ''کتاب الآثار'' ہے۔

2 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کے وہ مجموعے جن کو اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود تالیف نہیں کیا، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ یا دیگر محدثین نے کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مجموعہ کو ''مسندِ ابی حنیفۃ'' کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1345ھ) ''مسانیدِ ابی حنیفہ'' کے تعارف میں لکھتے ہیں:

کلها تنسب الیه لکونها من حدیثه وان لم تکن من تالیفه۔

(الرسالۃ المستطرفۃ ص 21، للکتانی۔طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ یہ تمام مسانید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں، کیونکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر مشتمل ہیں، اگرچہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تالیفات نہیں ہیں۔

ذیل میں ان دونوں (کتاب الآثار و مسانید ابی حنیفہ) کا تفصیلی تعارف ملاحظہ کریں۔

3 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''کتابُ الآثار'' کا تعارف

احادیث صحیحہ کا وہ مجموعہ جو سب سے پہلے فقہی ابواب پر ترتیب دے کر لکھا گیا، اس کے شرف کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے مصنف مجتہدِ عظیم، حافظ الحدیث، استاذ المحدثین والفقہاء، سراج الأمّہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) ایک راوی ''عبد الاعلیٰ التیمی''، جن کو حافظ ابوعبداللہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے مجہول قرار دیا، کے بارے میں لکھتے ہیں:

بل هو معروف روی عنه ابوحنیفة فی الآثار و مسعر۔

(تعجیل المنفعۃ ص 278)

ترجمہ بلکہ یہ ایک معروف راوی ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' میں اور امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

ملک العلماء امام علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م 587ھ) بھی ''کتاب الآثار'' کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اس کو ''آثارِ ابی حنیفۃ'' سے موسوم کرتے ہیں۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج1 ص157۔ المؤلف: علاء الدین، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیفِ لطیف کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب کر کے لکھا تھا۔ جیسا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کے بیان میں بحوالہ امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ (م 233ھ) گزرا ہے۔

اس کتاب کا موضوع چونکہ احکامِ فقہ ہیں، اس لیے اس میں صرف وہی احادیث ذکر کی گئی ہیں جن کا تعلق احکام سے ہے۔ دیگر موضوعات کی احادیث، جو صحیحین اور ''جامع الترمذی'' وغیرہ کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں، وہ اس کتاب میں نظر نہیں آئیں گی، کیونکہ ان کا تعلق احکام سے نہیں ہیں۔ اس لیے محدثین کی اصطلاح میں اس کو کتبِ سنن میں داخل کیا جاتا ہے اور بعض علماء نے اس کو اسی نام سے موسوم کیا ہے۔ **کما سیاتی تفصیله۔**

4 کتاب الآثار کی خصوصیات

کتاب الآثار کو کئی ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو کتبِ حدیث میں کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ ذیل میں اس کی چند خصوصیات ملاحظہ کریں۔

(1) امتِ مسلمہ کے ہاتھوں میں حدیث کی جو سب سے قدیم کتاب ہے وہ یہی ''کتاب الآثار'' ہے۔ اس سے پہلے حدیث کی جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، وہ آج سب نایاب ہیں۔ بعض علماء نے اگرچہ ''مؤطا امام مالک'' کو سب سے قدیم کتاب قرار دیا ہے، لیکن یہ بات خلافِ حقیقت ہے کیونکہ مؤطا بھی ''کتاب الآثار'' کے بعد لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے حوالہ سے گزرا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

نے ''مؤطا'' کی ترتیبِ ابواب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار''، ''مؤطا'' کی تصنیف سے پہلے منظرِ عام پر آ چکی تھی۔ بلکہ ''مؤطا'' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے کئی برس بعد تصنیف ہوئی۔ کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی تھی، لیکن ابھی یہ کتاب مکمل نہیں ہوئی تھی کہ خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

امام قاضی ابن فرحون مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 799ھ) ''مؤطا'' کی وجۂ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

روى أبو مصعب أن أبا جعفر المنصور قال لمالك: "ضع للناس كتاباً أحملهم عليه". فكلمه مالك في ذلك فقال: "ضعه فما أحد اليوم أعلم منك". فوضع الموطأ فلم يفرغ منه حتى مات أبو جعفر.

(الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب، ج 1 ص 118۔ المؤلف: إبراهيم بن علي بن محمد، ابن فرحون، برهان الدين اليعمري (المتوفى: 799هـ). الناشر: دار التراث للطبع والنشر، القاهرة)

ترجمہ: امام ابومصعب رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک کتاب لکھیں جس پر میں سب لوگوں کو جمع کردوں''۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بابت اس سے کچھ عذر کیا، تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب لکھیں، اس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا آج کوئی عالم نہیں ہے''۔ آخر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی، لیکن ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مکمل نہیں کی تھی کہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر ''مؤطا'' کی تصنیف شروع کی تھی اور اس کی وفات کے بعد اس کو مکمل کیا۔ اور خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۸ھ میں انتقال کیا۔ (العبر، ۱/ ۱۷۵، للذہبیؒ)

گویا یہ کتاب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵۰ھ) کی وفات سے کم از کم آٹھ سال بعد معرضِ وجود میں آئی۔ نیز ''کتاب الآثار'' کو ''مؤطا'' پر اس لیے بھی تقدمِ زمانی حاصل ہے کیونکہ ''کتاب الآثار'' کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جن تلامذہ نے روایت کیا ہے اُن میں سے ایک امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو ''مؤطا'' کی تکمیل سے پہلے 158ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ تو اب یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ مؤطا کتاب الآثار سے پہلے لکھی گئی ہے؟

(2) یہ کتاب حدیث کی پہلی وہ کتاب ہے جس کو فقہی ابواب پر ترتیب دے کر لکھا گیا ہے، جیسا کہ ماقبل گزرا ہے۔

(3) اس کتاب میں صرف ان ہی احادیث کو نقل کیا گیا ہے جو کہ صحیح ہیں اور ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں۔ چنانچہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے بیانات گزر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی احادیث قبول کرتے تھے جو صحیح ہیں اور ثقہ راویوں کے ذریعے ان کی اشاعت ہو چکی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' میں بھی انتخابِ حدیث میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے، اور اسی وجہ سے بڑے بڑے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کی زبردست تعریف کی ہے۔ مثلاً: امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م 181ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں ایک نظم کہی تھی، جس کے دو اشعار یہ ہیں:

روى آثاره فاجاب فيها
كطيران الصقور من المنيفه

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''آثار'' کو روایت کیا، تو ایسی بلند پروازی دکھائی جیسے بلند پرواز پرندے بلندی سے پرواز کرتے ہیں۔

و لم يكن بالعراق له نظير
و لا بالمشرقين ولا بكوفة

(مناقب ابی حنیفہؒ، ص446، للمکیؒ)

ترجمہ نہ عراق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی نظیر (مثال) ہے، نہ مشرق ومغرب میں اور نہ کوفہ میں۔

امام ابومقاتل حفص بن سلم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (م 208ھ)، جو کہ بقول امام مؤفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 568ھ) ''امام اہلِ سمرقند'' (مناقب ابی حنیفہ، ص447، للمکیؒ) اور بقول امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ): سچائی اور علم کے ساتھ مشہور تھے۔ (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ص469) اپنی نظم میں ''کتاب الآثار'' کی بابت فرماتے ہیں:

روی الآثار عن نبل ثقات
غذاز العلم مشیخۃ حصیفہ

(مناقب ابی حنیفہ، ص447، للمکیؒ)

ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کو معزز ثقات سے روایت کیا ہے، جو کہ وسیع علم اور عمدہ رائے والے تھے۔

عصرِ حاضر کے عظیم محقق علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتاب الآثار میں جو احادیث ہیں وہ ''مؤطا'' کی روایات سے قوت وصحت میں کم نہیں۔ ہم نے خود اس کے ایک ایک راوی کو جانچا اور ایک ایک روایت کو پرکھا ہے۔ اور جس طرح مؤطا کے مراسیل کے مؤید موجود ہیں، اسی طرح اس کے مراسیل کا حال ہے۔ اس لیے صحت کے جس معیار پر حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مؤطا صحیح قرار پاتی ہے، ٹھیک اسی معیار پر ''کتاب الآثار'' صحیح اترتی ہے۔ ''مؤطا'' کو ''کتاب الآثار'' سے وہی نسبت ہے جو صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے ہے۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص162، 163۔ طبع: میر محمد کتب خانہ، کراچی)

(4) اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ''ناسخ ومنسوخ'' کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محدثین کی شہادتیں گزر چکی ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کے ناسخ ومنسوخ میں یدِطولیٰ رکھتے تھے، اور کل ذخیرۂ احادیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف ان ہی احادیث سے استدلال کرتے تھے جن میں نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری اقوال وافعال مذکور ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری اقوال وافعال کو بطور بنائے اوّل اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ کو بطور بنائے ثانی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

(5) اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اس عہد کی دیگر کتبِ حدیث کی طرح صرف ایک شہر یا علاقے کی احادیث پر ہی انحصار نہیں کیا گیا بلکہ اس میں تمام مشہور بلادِ اسلامیہ کے محدثین کی احادیث جمع ہیں۔

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الآثار'' کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''کتاب الآثار'' کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ اس کی مرویّات اس عہد کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے ہی شہر اور اقلیم کی روایات میں محدود ومنحصر نہیں، بلکہ اس میں مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، غرض کہ حجاز وعراق دونوں جگہ کا علم تحریر وتدوین میں یکجا موجود ہے۔

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ ''اعلام الموقعین'' میں لکھتے ہیں:

''دین اور فقہ وعلم کی اشاعت امت میں اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اصحاب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اصحاب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہوئی، اور لوگوں کا عام علم ان ہی چار کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔ چنانچہ مدینہ والوں کا علم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے اور مکہ والوں کا علم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے، اور عراق والوں کا علم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے لیا ہوا ہے۔ (اعلام الموقعین، 1/8)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''مؤطا'' کی تالیف مدینہ منورہ میں کی ہے اور اس میں مدنی شیوخ کے علاوہ اور لوگوں کی برائے نام روایتیں ہیں، لیکن ''کتاب الآثار'' کے رواۃ میں کوفی یا عراقی کی تخصیص نہیں، بلکہ حجاز، عراق اور شام جملہ بلادِ اسلامیہ کے علماء سے

اس میں روایتیں موجود ہیں۔ ہم نے کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے، جس میں دوسرے ائمہ کے نسخوں کی بہ نسبت کم روایتیں ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کو جمع کیا تو ایک سو پانچ ہوئے، پھر ان کے اوطان پر نظر ڈالی تو تیس کے قریب ایسے مشائخ حدیث نکلے جو کوفہ کے رہنے والے نہ تھے۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص169)

5 کتاب الآثار کے نسخے

کتاب الآثار کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد تلامذہ نے روایت کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نسخہ اس کے راوی کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ ان نسخوں میں باہم اختلاف بھی پایا جاتا ہے کہ بعض نسخوں میں احادیث زیادہ ہیں اور بعض میں کم ہیں، جیسا کہ عموماً متقدمین کی کتب میں ہوتا ہے کہ ان کے نسخوں میں کمی وزیادتی پائی جاتی ہے۔ ''مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ'' کو ہی لے لیجیے کہ اس کے بھی متعدد نسخے ہیں اور تمام نسخوں میں اختلاف وتفاوت موجود ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ زمانۂ قدیم کا طریقۂ تصنیف اور عصرِ حاضر کے طریقۂ تصنیف میں بہت فرق ہے۔ اُس زمانہ میں چونکہ آج کی طرح مطابع وغیرہ کا رواج بالکل نہیں تھا، بلکہ اس زمانہ کا رواجِ تصنیف یہ تھا کہ استاذ اپنی کتاب اپنے تلامذہ کو اِملاء کرا دیتا تھا اور وہ اس کو لکھ لیتے تھے، پھر چونکہ استاذ اس میں قطع و برید بھی کرتا رہتا تھا، اس لیے اس سے جن شاگردوں نے اس کتاب کو پہلے لکھا تھا، اُن کے نسخوں میں اور بعد میں لکھنے والوں کے نسخوں میں فرق ہو جاتا تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی چونکہ اُسی زمانہ میں لکھی گئی ہے اور اس کا طریقۂ تصنیف بھی املائی ہے، اس لیے اس کے نسخوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کے ویسے تو کئی نسخے ہیں لیکن ان میں سے پانچ نسخے جو زیادہ مشہور ہیں، وہ یہ ہیں:

1 نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ

2 نسخہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

3 نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

4 نسخہ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

5 نسخہ امام حماد بن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یہ پانچوں حضرات اس کتاب کے مشہور راوی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں۔ آخر الذکر تو آپ کے صاحبزادہ گرامی بھی ہیں۔

ذیل میں ان کے نسخوں کا تعارف ملاحظہ کریں:

(1) نسخۂ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (م158ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں ہوتا ہے، اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تلامذہ میں سب سے قدیم الوفات ہیں۔ پھر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کی روایت ان کے متعدد تلامذہ نے کی ہے۔ ان میں سے یہ تین حضرات بھی ہیں جنھوں نے ان سے کتاب الآثار کا علیحدہ علیحدہ سماع کیا تھا:

۱ ابووہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ (م207ھ)

۲ شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م210ھ)

۳ حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

پھر ابووہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کو بھی آگے ان سے ان کے کم از کم دو تلامذہ نقل کرتے ہیں:

۱ احمد بن بکر بن سیف جصینی رحمۃ اللہ علیہ

۲ محمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن بکر جصینی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ نسخہ کا ذکر متعدد محدثین نے کیا ہے۔ مثلاً حافظ امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (م475ھ)، حافظ ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م562ھ) اور حافظ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ (م626ھ) نے ''باب الجصینی'' میں احمد بن بکر جصینی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

أحمد بن بكر بن سيف أبو بكر الجصيني، ثقة يميل إلى أهل النظر، روى عن أبي وهب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة كتاب الآثار۔

(الإكمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى و الأنساب ج 3 ص 39؛ الطبقات السنية في تراجم الحنفية رقم 166؛ الأنساب للسمعاني ج3 ص284 رقم903؛ معجم البلدان، ج2 ص141)

ترجمہ: احمد بن بکر بن سیف ابوبکر الجصینیؒ، جو ثقہ ہیں اور اہلِ نظر (فقہائے احناف) کی طرف میلان رکھتے ہیں، انہوں نے ابو وہب مروزیؒ سے، انہوں نے امام زفر بن ہذیلؒ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

حافظ عزالدین ابن الاثیر الجزریؒ (م 630ھ) ''باب الجصینی'' کے ضمن میں لکھتے ہیں:

ینسب الیھا ابوبکر احمد بن بکر بن سیف الجصینی ثقة، یروی عن ابی وھب عن زفر بن الھذیل عن ابی حنیفة کتاب الآثار۔

(اللباب فی تھذیب الأنساب، لابن الأثیر، ج1 ص191، 192۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: اس نسبت کی طرف ابوبکر احمد بن بکر بن سیف الجصینیؒ منسوب ہیں، جو ثقہ ہیں، اور وہ ابو وہبؒ سے، وہ امام زفر بن ہذیلؒ سے، اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے کتاب الآثار کو روایت کرتے ہیں۔

حافظ عبدالقادر قرشیؒ (م 775ھ) نے بھی احمد بن بکر الجصینیؒ کے ترجمہ میں ان کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کی تصریح کی ہے۔ (الجواہر المضیئۃ، 1/62)

امام ابو وہبؒ کے دوسرے شاگرد محمد بن سریج بخاریؒ کے نقل کردہ نسخہ کا ذکر امام عبدالغنی ازدیؒ (م 409ھ) اور حافظ امیر ابن ماکولاؒ (م 475ھ) نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ محمد بن سریجؒ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

وَمُحَمّد بن سُرَيج يروى عَن أبي وهب مُحَمَّد بن مُزَاحم نُسْخَة زفر بن

الْهُذَيْل۔

(تهذيب مستمر الأوهام على ذوي المعرفة وأولي الأفهام - ت كسروي (ابن ما كولا)، ص272۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: محمد بن سریجؒ نے ابو وہب محمد بن مزاحمؒ سے امام زفرؒ کا نسخہ (کتاب الآثار) روایت کیا ہے۔

امام شداد بن حکیم بلخیؒ کے روایت کردہ نسخہ (جس کی جامع المسانید میں امام اعظمؒ سے بکثرت روایتیں منقول ہیں) کا ذکر امام ابویعلیٰ خلیلیؒ (م 442ھ) نے ''کتاب الارشاد'' میں کیا ہے۔ چنانچہ وہ امام شدادؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ مِنْ قُدَمَاءِ شُيُوخِ بَلْخَ، سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ الرَّازِيَّ، وَالثَّوْرِيَّ، وَأَقْرَانَهُمَا، سَمِعَ مِنْهُ الْقُدَمَاءُ مِنْ شُيُوخِهِمْ، وَرَوَى نُسْخَةً، عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، وَهُوَ صَدُوقٌ۔

(الْإِرْشَادُ فِي مَعْرِفَةِ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ لِلْخَلِيلِيِّ ج3 ص931)

ترجمہ: شداد بن حکیم بلخیؒ نے امام سفیان ثوریؒ، ابوجعفر رازیؒ اور ان کے معاصرین سے روایت کی ہے۔ جب کہ خود ان سے ان کے قدیم شیوخ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے۔ اور انہوں نے امام زفر بن ہذیلؒ سے (کتاب الآثار کا) نسخہ بھی روایت کیا ہے اور یہ خود صدوق راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ) نے بھی امام شدادؒ کے ترجمہ میں امام خلیلیؒ کا یہ مذکورہ بالا بیان نقل کیا ہے۔ (لسان المیزان، 3/165)

محدثِ کبیر امام حاکم نیشاپوریؒ (م 405ھ) نے بھی اپنی کتاب ''معرفتِ علوم الحدیث'' میں امام زفرؒ کے ان دونوں تلامذہ (ابو وہب مروزیؒ اور شداد بن حکیمؒ) کے روایت کردہ نسخوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

نُسْخَةٌ لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ الْبَلْخِيُّ، وَنُسْخَةٌ أَيْضًا لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاحِمٍ

الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ. (معرفت علوم الحدیث، ص163)

ترجمہ: امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے، جس کو ان سے صرف شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا (کتاب الآثار کا) ایک اورنسخہ ہے جس کو ان سے صرف ابووہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے شاگرد حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کا ذکر امام عبداللہ بن محمد المعروف بہ ''ابوالشیخ انصاری اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ'' (م369ھ) نے کیا ہے، اورانہوں نے اس کو ''السنن'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ امام موصوف احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

594- أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ.
كَانَ عِنْدَهُ السُّنَنُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زُفَرَ، عَنْ أَبِي حُنَيْفَةَ.

(طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها. ج4 ص157 رقم 594. المؤلف: أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبي الشيخ الأصبهاني (ت 369هـ). المحقق: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي. الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت. الطبعة: الثانية، 1412 - 1992. عدد الأجزاء: 4)

ترجمہ: احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ، جو محمد بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ایک ''سنن'' تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے، اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کتاب الآثار کو ''السنن'' کے نام سے ذکر کیا ہے، جس کی وجہ آپ ماقبل پڑھ چکے ہیں کہ اس کتاب میں صرف وہی احادیث نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق احکامِ فقہ سے ہے، اس لیے اس کو باصطلاحِ محدثین کتبِ سنن میں داخل کیا جاتا ہے۔ امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اس نسخہ کی دو حدیثیں

بھی درج کی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی اس نسخہ سے ایک حدیث درج کی ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (م360ھ) کی ''المعجم الصغیر'' میں بھی اس نسخہ کی ایک حدیث مروی ہے۔

حدیث 1:- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ عُمَرَ الْأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ الْحَبِيبِ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصِيبُ مِنْ وَجْهِهَا وَهُوَ صَائِمٌ". تُرِيدُ الْقُبْلَةَ. لَمْ يَرْوِهِ عَنِ الْهَيْثَمِ إِلَّا أَبُو حَنِيفَةَ.

(المعجم الصغیر ج1 ص117 رقم172)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے چہرے کا بوسہ لیا کرتے تھے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے ہوتے تھے''۔

علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م430ھ) نے بھی ''تاریخِ اصبہان'' میں اس نسخہ کی کئی روایتیں نقل کی ہیں۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث، ص173)

(2) نسخۂ امام ابویوسف القاضی رحمۃ اللہ علیہ (م182ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے اور جلیل القدر شاگرد ہیں۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد اشخاص نے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے، جن میں سے دو یہ حضرات بھی ہیں:

1. امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م192ھ)، جو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ امام محمد بن خلف المعروف بہ ''وکیع رحمۃ اللہ علیہ'' (م306ھ) نے عبداللہ بن عبدالکریم الحواری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

قال: حدثني عبد الله بن عبد الكريم أبو عبد الله الحواري قال: "كان يوسف بن أبي يوسف عفيفاً، مأموناً، صدوقاً، قرأ عليه أبو يوسف أكثر كتبه". (اخبار القضاة، ج3 ص257)

ترجمہ: امام یوسف بن ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک پاکدامن، امانت دار اور راست باز شخص تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر کتب ان کو پڑھائی تھیں۔

2. امام عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ، جو امام ابوعروبہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ہیں، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص164، للامام الصیمریؒ؛ الجواہر المضیئۃ، 1/400 رقم 1111، للامام القرشیؒ)

امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ ''کتاب الآثار'' کا ذکر حافظ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م775ھ) نے بھی کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وروی کتاب الآثار عن ابیہ عن ابی حنیفۃ وھو مجلد ضخم۔

(الجواہر المضیئۃ، ج2 ص235 رقم 730)

ترجمہ: امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ''کتاب الآثار'' کو روایت کیا ہے، جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدر آباد دکن کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

امام عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کتاب الآثار کو امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے اپنی مرتبہ کتاب ''جامع المسانید'' میں ''نسخہ ابی یوسف'' کے نام سے نقل کیا ہے اور اس نسخہ کی اسناد بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تک نقل کر دی ہے۔

(جامع المسانید، 1/75)

مؤرخ کبیر ومحدث جلیل حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) نے بھی اپنی معجم شیوخ میں اپنی سند کے ساتھ اس نسخہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، اور حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ اور امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی سند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک تقریباً ایک جیسی ہے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ، أنا ابْنُ خَلِيلٍ، أنا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ الصَّابُونِيِّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَصْرِ اللَّهِ، قَالَا: أنا قَرَاتَكِينُ بْنُ أَسْعَدَ، أنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَاضِي الْأَبْهَرِيُّ، نا أَبُو عَرُوبَةَ، بِحَرَّانَ، نا جَدِّي لِأُمِّي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، نا أَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي، نا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: "لَا وُضُوءَ فِي الْقُبْلَةِ".

(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج1 ص401، 402۔ المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)۔ الناشر: مكتبة الصديق، الطائف-المملكة العربية السعودية)

(3) نسخۂ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م189ھ)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کے مدوّن و ناشر ہیں، ان کا نسخہ کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) اس نسخہ کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُود من حَدِيث أبي حنيفَة مُفردا، إِنَّمَا هُوَ كتاب الْآثَار الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّد بن الْحسن عَنهُ۔

(تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، ج1 ص239۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)۔ الناشر: دار البشائر، بيروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ''کتاب الآثار'' ہے، جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس نسخہ کو ان کے کئی تلامذہ نے روایت کیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ امام ابوحفص

کبیر رحمۃ اللہ علیہ (م 217ھ)، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ ہیں، اور امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ (م 211ھ) کا روایت کردہ ہے۔ یہ دونوں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل المرتبت تلامذہ اور ثقہ محدثین میں سے ہیں۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) بھی اس نسخہ کو امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں، اور انہوں نے اس نسخہ کو ذکر کر کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة، ص9، 10۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔ الناشر: مؤسسة الرسالة-بيروت)

(المجمع المؤسس للمعجم المفهرس، ج2 ص 482 رقم 1154۔ مشيخة: شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الشهير بـ"ابن حجر العسقلاني" (773-852ھ)۔ الناشر: دار المعرفة-بيروت)

جب کہ حافظ ابو مؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) نے جامع المسانید میں ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخے کی تخریج کی ہے، اور انہوں نے اس نسخہ کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید، ۱/۷۶،۷۷)

محدث الشام حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے ان دونوں ائمہ (ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ، ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ) کے روایت کردہ نسخوں کی اپنے سے لے کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تک اسناد ذکر کی ہے۔ (عقود الجمان، ص 331-333)

نیز امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور شاگرد امام اسماعیل بن توبہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (م 247ھ)، جو کہ بتصریح امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (م 446ھ) عالمِ کبیر اور مشہور تھے، اور انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں، (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ص295؛ الجواہر المضیۃ، 1/127) بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے "کتاب الآثار" کو روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ چنانچہ

امام محمد بن سعید سنبل مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 1175ھ) نے ان کے روایت کردہ نسخہ کی سند اپنے سے لے کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تک نقل کر دی ہے۔

(الاوائل السنبلية وذيلها، ص137۔ طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

امام ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ اس نسخہ "کتاب الآثار" سے بہ سندِ متصل ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔

حدیث 1: ۔أنبأنا جماعة من شيوخي عن الشيخ الامام علاء الدين الكاساني، ونقلته من خطه، قال: أخبرنا الشيخ الإمام الأجل الاستاذ علاء الدين-يعني-محمد بن أبي أحمد السمر قندي قال: حدثني الشيخ الامام أبو علي الحسن بن محمد بن خدام البخاري قال: حدثنا الشيخ القاضي الامام أبو علي الحسين بن الخضر بن محمد النسفي، جدي رحمه الله، قال حدثنا الشيخ الإمام الجليل أبو بكر محمد ابن الفضل الكاغدي قال: حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب الحارثي الشيخ الفقيه الحافظ قال: أخبرنا أبو محمد عبد الرحمن بن اسحاق السمناني قال:

حدثنا اسماعيل بن توبة القزويني قال: حدثنا امام المسلمين محمد بن الحسن الشيباني رحمة الله عليه قال: حدثنا أبو حنيفة رحمه الله قال: حدثنا علقمه بن مرثد عن ابن بريدة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا بعث جيشا قال: اغزوا بسم الله، وفي سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله. لا تغلوا، ولا تغدروا، ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا، وإذا حاصرتم مدينة أو حصنا فادعوهم إلى الاسلام فإن أسلموا فأخبروهم أنهم من المسلمين لهم مالهم وعليهم ما عليهم الحديث.

(بُغيَة الطَّلَب في تاريخ حلب، 10/4349۔ المؤلف: عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي

جرادۃ العقیلی، کمال الدین ابن العدیم (ت 660ھ)۔ المحقق: د. سهيل زكار۔
الناشر: دار الفكر۔ عدد الأجزاء: 12)

ترجمہ: حضرت بریدہ ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی فوجی دستے کو بھیجتے تو ارشاد فرماتے: "اللہ کے راستے میں اللہ کا نام لے کر لڑنا، اور اللہ کے راستے میں لڑنا، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے اس سے لڑنا، اور بدعہدی نہ کرنا، (مال غنیمت میں) خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا، جب مشرکوں میں سے اپنے دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو انہیں تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دینا، ان میں سے جس بات پر وہ راضی ہو جائیں اسے قبول کرنا، اور ان سے جنگ سے رک جانا (سب سے پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ قبول کرلیں تو ان کا اسلام قبول کرنا، اور ان کے قتل سے باز رہنا، پھر انہیں گھر بار چھوڑ کر مہاجرین کے ساتھ رہنے کی دعوت دینا، اور انہیں بتانا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں مہاجرین جیسے حقوق حاصل ہوں گے، اور جرم وسزا کا جو قانون مہاجرین کے لیے ہے وہی ان کے لیے بھی ہوگا۔ الحدیث

☆ علاوہ ازیں امام ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) نے کتاب الآثار بروایت امام محمد ؒ کے رواۃ پر مستقل ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس کا نام "الایثار بمعرفۃ رُواۃ الآثار" ہے۔ یہ کتاب کتاب الآثار کے ساتھ چھپ چکی ہے، اور علیحدہ بھی دستیاب ہے۔

حافظ موصوف ؒ اس کتاب کے مقدمہ میں اس کی وجہِ تصنیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فان بعض الاخوان التمس منی الکلام علی رُواۃ کتاب الآثار للامام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی التی رواھا عن الامام ابی حنیفۃ۔

(الایثار مع کتاب الآثار، ص217۔ طبع: دار الحدیث، ملتان)

ترجمہ: بعض بھائیوں نے مجھ سے التماس کی کہ میں امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی ؒ کی "کتاب الآثار"، جس کو انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت کیا ہے، کے

راویوں پر کلام کروں۔

حافظ جلال الدین سیوطی ؒ (م 911ھ) نے بھی حافظ ابن حجر ؒ کی اس تصنیف کی تصریح کی ہے۔ (نظم العقیان فی أعیان الاعیان، ص148۔ طبع: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

حافظ ابن حجر ؒ کے بعد ان کے شاگردِ رشید اور بلند پایہ محدث حافظ قاسم بن قطلوبغا ؒ (م 879ھ) نے بھی اس کے رواۃ پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جیسا کہ انہوں نے مؤطا امام مالک ؒ بروایت امام محمد بن حسن ؒ کے راویوں پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

حافظ سخاوی ؒ (م 902ھ)، جو حافظ ابن حجر ؒ اور حافظ قاسم بن قطلوبغا ؒ دونوں کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:

ولزین قاسم الحنفی رجال کل من الطحاوی والمؤطا للمحمد بن الحسن والآثار لہ۔ (نظم العقیان فی أعیان الاعیان، ص148۔ طبع: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی ؒ نے امام طحاوی ؒ کی "شرح معانی الآثار" اور امام محمد بن حسن شیبانی ؒ کی "مؤطا" اور ان کی "کتاب الآثار" کے راویوں پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

عصرِ حاضر کے عظیم محقق علامہ عبدالرشید نعمانی ؒ نے بھی اس کے رجال پر مستقل کتاب تصنیف کی، اور اس نسخہ کی احادیث کو مسانیدِ صحابہ ؓ پر مرتب کیا، جیسا کہ خود انہوں نے اس کی تصریح کی ہے۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث، ص174)

اسی طرح متعدد اہلِ علم نے اس نسخہ کی احادیث کی بھی شرحیں لکھی ہیں۔ امام طحاوی ؒ (م 321ھ) جیسے امام المحدثین بھی اس کے شارحین میں سے ہیں۔ چنانچہ مورّخ خلیفہ چلپی ؒ (م 1067ھ) لکھتے ہیں:

وعلیہ شرح للحافظ الطحاوی الحنفی۔

(کشف الظنون، 2/1384۔ طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: کتاب الآثار بروایت امام محمد ؒ پر حافظ طحاوی حنفی ؒ کی شرح ہے۔

امام طحاوی ؒ کی یہ ''شرح کتاب الآثار'' نامور محدث امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 562ھ) کی مرویات میں سے ہے، اور انہوں نے امام طحاوی ؒ تک اس شرح کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (المنتخب من معجم شیوخ السمعانی، 2/72)

شیخ فراد بن عثمان العمری الموصلی ؒ (1092ھ) نے بھی ''کتاب الآثار'' بروایت امام محمد ؒ کی شرح لکھی ہے۔

(ھدیۃ العارفین، 2/424۔ طبع: دار احیاء التراث العربی، بیروت؛ معجم المؤلفین، 12/214۔ طبع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اسی طرح شیخ ابوالفضل نورالدین علی بن مراد موصلی عمری شافعی ؒ (م 1174ھ) بھی اس مبارک کتاب کی شرح لکھنے والوں میں سے ہیں۔

(سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، 3/231؛ معجم المؤلفین، 7/241)

دار العلوم دیوبند کے سابق مفتی اعظم مولانا مہدی حسن صاحب ؒ نے بھی اس کی بلند پایہ شرح لکھی ہے جو تین جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ مختار شہید ؒ سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ، کراچی نے بھی اُردو زبان میں اس کی ایک مختصر شرح بنام ''المختار شرح کتاب الآثار'' لکھی ہے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی ؒ نے اس کا ایک حاشیہ لکھا تھا۔ اب مولانا ریاض احمد اور مولانا عبید الرحمن نے اس کا حاشیہ لکھا ہے، جو مکتبہ دار الحدیث، ملتان سے کتاب الآثار کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

امام محمد ؒ کے اس نسخہ میں کتاب الآثار کے دیگر نسخوں کی نسبت کم احادیث ہیں۔ چنانچہ اس کی روایات کی کل تعداد 916 ہے، جن میں مرفوع (مسند و مرسل)، موقوف (آثارِ صحابہ ؓ) اور مقطوع (آثارِ تابعین ؒ) تینوں قسم کی احادیث شامل ہیں۔

امام موصوف ؒ نے اپنے اس نسخہ میں ایک یہ زبردست اضافہ کیا ہے کہ اس کے ہر باب کے آخر میں اُس باب کی احادیث سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں، وہ بھی ذکر کر

دیئے، اور ان کے متعلق اپنا اور اپنے استاذِ مکرم امام اعظم ؒ کا مؤقف بھی واضح کر دیا۔

اسی طرح انہوں نے اس میں کچھ احادیث (جن کی تعداد بہت کم ہے) امام اعظم ؒ کے علاوہ دیگر مشائخ کی اسناد سے بھی نقل کر دی ہیں۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی ؒ کو اس کتاب سے خصوصی لگاؤ تھا اور انہوں نے اپنی کتب میں اس کتاب سے بکثرت استفادہ کیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے فتح الباری، 9/811، 12/402؛ الاصابۃ 7/21؛ الدرایۃ، 1/37، 124، 131، 161، 196، 209، 230، 233، 255، 284، 2/14، 45، 74، 77، 100، 107، 112، 136، 159، 171، 173، 186، 200، 236، 238، 249، 250، 373، 278؛ تہذیب التہذیب، 6/224؛ تعجیل المنفعۃ ص278، 366، 421)

حافظ جمال الدین زیلعی ؒ (م 762ھ) نے بھی کتاب الآثار بروایت امام محمد ؒ سے بکثرت احادیث نقل کی ہیں۔

(نصب الرایۃ فی احادیث الھدایۃ، 1/52، 301، 325، 2/3، 31، 58، 131، 132، 141، 177، 183، 184، 223، 260، 261، 263، 268، 286، 304، 305، 334، 358، 359، 379، 458، 469، 3/41، 46، 111، 140، 202، 240، 245، 330، 331، 334، 335، 354، 374، 458، 4/19، 46، 68، 88، 131، 141، 168، 266، 272، 300، 301، 362، 367، 388)

1 ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات نے غلط فہمی کی بنا پر کتاب الآثار کو امام ابوحنیفہ ؒ کی بجائے امام محمد بن حسن ؒ کی تصنیف قرار دے دیا۔ ان حضرات کی غلط فہمی کی تین وجوہات ہیں:

1. ان کے زعم میں کتاب الآثار کا صرف یہی ایک نسخہ ہے۔
2. یہ امام ابوحنیفہ ؒ کی بجائے امام محمد ؒ کی طرف مشہور ہے۔
3. اس میں امام محمد ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی احادیث نقل

کی ہیں۔

ذیل میں ترتیب وار اِن تینوں وجوہ کی حقیقت ملاحظہ کریں:

(1) امام محمدؒ کے اس نسخہ کے علاوہ بھی کتاب الآثار کے کئی نسخے ہیں اور ان میں سے امام زفرؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نسخوں کا تعارف بحوالہ محدثین ہم ذکر کر چکے ہیں اور دیگر بعض نسخوں کا تعارف آگے آرہا ہے۔ اس سے یہ حقیقت خوب آشکارا ہو جاتی ہے کہ امام محمدؒ اس کتاب کے مصنف نہیں، بلکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں۔

(2) کسی کتاب کا اس کے مصنف کی بجائے اس کے راوی کی طرف منسوب اور مشہور ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کتاب کو اس کے اصل مصنف کی بجائے اس کے راوی کی تصنیف باور کرلیا جائے۔ چنانچہ کتبِ تاریخ ورجال میں کئی ایسی تصانیف کے نام ملتے ہیں جو اصل مصنّفین کی بجائے اپنے راویوں کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہو گئی ہیں۔ مثلاً امام شافعیؒ کی ایک تصنیف ''کتاب حرملۃ'' ہے، جو ان کے شاگرد اور اس کتاب کے راوی ابوحفص حرملہؒ کے نام سے مشہور ہوگئی ہے، کیونکہ انہوں نے امام شافعیؒ سے اس کتاب کا جو نسخہ نقل کیا ہے، وہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔

حافظ ابوسعد سمعانیؒ (م 562ھ) ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

وكتاب حرملة للشافعي منسوب اليه لانه من تلامذته واشتهر بروايته عنه۔ (کتاب الانساب، 2/375)

ترجمہ: امام شافعیؒ کی ''کتاب حرملۃ'' ان کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ اُن کے تلامذہ میں سے ہیں اور ان ہی کی روایت سے یہ کتاب مشہور ہوئی ہے۔

اسی طرح امام یحییٰ بن معینؒ کی تاریخ کو بعض حضرات ان کے شاگرد اور ان کی تاریخ کے راوی حافظ عباس دوریؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ امام امیر ابن ماکولاؒ (م 475ھ) اس کو ''تاریخِ عباس'' کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

(الاکمال 2/121)

بنابریں کتاب الآثار کے سب نسخوں میں امام محمدؒ کے نسخہ کے زیادہ مشہور ہونے کی وجہ سے اگر بعض لوگوں نے کتاب الآثار کو ان کی طرف منسوب کر دیا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ یہ امام اعظمؒ کی بجائے امام محمدؒ کی اپنی تصنیف ہے۔

(3) امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں اگرچہ بعض احادیث امام اعظمؒ کی بجائے اپنے دیگر مشائخ سے بھی ذکر کی ہیں، لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ اس نسخہ میں درج شدہ 916 روایات میں سے صرف 20 روایات امام اعظمؒ کی بجائے دیگر مشائخ سے ہیں، اور 8 بلاغیات ہیں جو بلا سند ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ وہ بھی امام اعظمؒ سے ہی مروی ہیں۔ اس کے بالمقابل امام موصوفؒ نے امام مالکؒ سے مؤطا کا جو نسخہ روایت کیا ہے، اس میں انہوں نے امام مالکؒ کے علاوہ دیگر شیوخ (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ) سے جو احادیث روایت کی ہیں، وہ ان احادیث کی نسبت زیادہ ہیں جو انہوں نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر شیوخ سے روایت کی ہیں۔ اب چاہیے کہ مؤطا کے اس نسخہ کو بھی امام مالکؒ کی بجائے امام محمدؒ کی تصنیف باور کر لیا جائے، حالانکہ محدثین نے صاف تصریح کی ہے کہ امام محمدؒ مؤطا کے ایک راوی ہیں، نہ کہ اس کے مستقل مصنف۔ چنانچہ امام حاکم نیشاپوریؒ (م 405ھ) لکھتے ہیں:

ومحمد بن الحسن الشيباني ممن روى المؤطا عن مالك۔

(معرفت علوم الحدیث، ص 193)

ترجمہ: امام محمد بن حسن شیبانیؒ ان محدثین میں سے ہیں، جنہوں نے امام مالکؒ سے مؤطا کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ) لکھتے ہیں:

وهو احد رواة الموطا عنه۔ (تعجیل المنفعۃ، ص 361)

امام محمدؒ امام مالکؒ سے مؤطا کو روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

امام تقی الدین فاسی مالکی ؒ (م 832ھ) بھی امام محمد ؒ کو ''مؤطا مالک'' کے راوی قرار دیتے ہیں۔ (ذیل التقیید، 1/176)

اب ''مؤطا مالک ؒ بروایت امام محمد ؒ'' میں امام مالک ؒ کے علاوہ دیگر مشائخ کی احادیث موجود ہونے کے باوجود اس کو امام مالک ؒ کی تصنیف قرار دیا جارہا ہے، تو پھر کتاب الآثار بروایت امام محمد ؒ میں امام اعظم ؒ کے علاوہ دیگر مشائخ کی چند احادیث کی وجہ سے اس کو امام اعظم ؒ کی تصنیف سے انکار کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

الحاصل! جن لوگوں نے کتاب الآثار کو امام اعظم ؒ کی بجائے امام محمد ؒ کی تصنیف قرار دیا ہے، ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور محض غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔

(4) نسخہ امام حسن بن زیاد ؒ (م 204ھ)

امام حسن ؒ بھی امام اعظم ؒ کے ان جلیل المرتبت تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے آپ ؒ سے ''کتاب الآثار'' کی روایت کی ہے۔ امام موصوف ؒ سے آگے اس نسخہ کو ان کے شاگردِ رشید امام محمد بن شجاع ثلجی ؒ (جن کو بلخی بھی کہا جاتا ہے) روایت کرتے ہیں۔ ان کے نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ امام محمد بن ابراہیم البغوی ؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي: رَوَى عَنْ مُحَمد بن شجاع البلخي عن الحسن بن زياد اللؤلؤي، عَنْ مُحَمد بن الحسن، عَنْ أبي حنيفة كتاب الآثار.

(لسان الميزان، ج6 ص 487 رقم 6344۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔ المحقق: عبد الفتاح أبو غدة۔ الناشر: دار البشائر الإسلامية۔ الطبعة: الأولى، 2002م)

اس مطبوعہ نسخہ میں باقی نسخوں کی طرح ''عَنِ الحسن بن زياد اللؤلؤي'' اور ''عَنْ

ابي حنيفة'' کے درمیان ''عَنْ محمد بن الحسن'' کا اضافہ ہوگیا ہے جو یقیناً غلط ہے۔ صحیح یہ ہے:

روى عن محمد بن شجاع البلخي، عن الحسن بن زياد اللؤلؤي عن ابي حنيفة كتاب الآثار۔ (لسان المیزان)

ترجمہ انہوں نے امام محمد بن شجاع بلخی ؒ سے، انہوں نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی ؒ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

تنبیہ واضح رہے کہ ''لسان المیزان'' کے مطبوعہ نسخوں میں مصححین سے مذکورہ عبارت نقل کرنے میں تصحیف ہوگئی ہے۔ چنانچہ مطبوعہ نسخوں میں ''عَنِ الحسن بن زياد اللؤلؤي'' اور ''عَنْ ابي حنيفة'' کے درمیان ''عَنْ محمد بن الحسن'' کا اضافہ ہوگیا ہے جو یقیناً غلط ہے۔

اور محمد بن إبراهيم بن حبيش البغوي کی بجائے محمد بن ابراہیم بن حسن البغوی غلط چھپ گیا ہے۔ اسی طرح بعض نسخوں میں محمد بن شجاع کی جگہ محمد بن نجیح غلط چھپا ہوا ہے۔

امام خوارزمی ؒ (م 655ھ) نے بھی ''جامع المسانید'' میں اس نسخہ کی بعض احادیث کو مذکورہ سند کے ساتھ ''مسند ابی حنیفہ ؒ'' کے نام سے نقل کیا ہے اور امام حسن بن زیاد ؒ تک اپنی سند بھی ذکر کردی ہے۔ (جامع المسانید، 1/73)

ترکی کے مایہ ناز عالم ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی اس نسخہ کو ''مسند ابی حنیفہ'' کے نام سے ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ اس کا مخطوطہ ''بغداد'' کے مکتبۃ الاوقاف میں موجود ہے۔ (تاریخ التراث العربی، 3/42)

کتاب الآثار کا یہ نسخہ ''کتاب الآثار'' کے تمام نسخوں میں سب سے بڑا نسخہ ہے اور اس میں دیگر نسخوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی ؒ (م 463ھ) نے بھی اس نسخہ کی کثرتِ احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

قُلْتُ: "لمحمد بن شجاع الثلجي عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤي، عَنْ أَبِي حنيفة روايات كثيرة". (تاریخ بغداد ج8 ص275؛ تاریخ بغداد ج7 ص328)

ترجمہ: امام محمد بن شجاع ثلجی ؒ نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی ؒ سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

علامہ خطیب ؒ نے امام حسن ؒ کی جن احادیثِ کثیرہ کا ذکر کیا ہے، ان سے مراد کتاب الآثار بروایت امام حسن ؒ کی احادیث ہیں، کیونکہ "کتاب الآثار" کو اُن سے روایت کرنے والے بھی امام محمد بن شجاع ؒ ہیں، جن کو علامہ خطیب ؒ ان کی احادیثِ کثیرہ کے راوی قرار دے رہے ہیں۔

اس نسخہ کی احادیث کی تعداد سے متعلق ہمیں کوئی تصریح نہیں ملی، لیکن امام اعظم ؒ کے کثیر الحدیث ہونے کے بیان میں امام حسن بن زیاد ؒ کا خود اپنا بیان نقل ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی مرویات چار ہزار تھیں، جن میں سے دو ہزار امام حماد بن ابی سلیمان ؒ کی سند سے اور باقی دو ہزار دیگر مشائخ کی سند سے تھیں۔

امام موصوف ؒ کو چونکہ امام اعظم ؒ کی تمام احادیث یاد تھیں، جیسا کہ امام موصوف ؒ کے تعارف میں امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 526ھ) کی تصریح گزر چکی ہے کہ امام حسن بن زیاد ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کی احادیث کے حافظ تھے۔ اس بنا پر قرینِ قیاس یہی ہے کہ امام موصوف ؒ نے امام اعظم ؒ کی یہ چار ہزار احادیث، جو اُن کو زبانی یاد تھیں، ان سب کو اپنے نسخہ میں روایت کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب الآثار کا یہ نسخہ کئی اَجِلّہ محدثین کی مرویات میں شامل تھا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) کی مرویات میں بھی یہ نسخہ موجود تھا۔ اس نسخہ کی اسانید و اجازات کو محدث علی بن عبدالمحسن الدوالیبی الحنبلی ؒ نے اپنے "ثبت" میں اور حافظ ابن طولون ؒ نے "الفہرست الاوسط" میں، اور حافظ محمد بن یوسف دمشقی ؒ مصنف سیرتِ شامیہ نے "عقود الجمان" میں، اور محدث ایوب

خلوتی ؒ نے اپنے "ثبت" میں، اور خاتمۃ الحفاظ ملا محمد عابد سندی ؒ نے "حصر الشارد فی اسانید الشیخ محمد عابد" میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور علامہ محدث محمد زاہد کوثری ؒ نے ان سب کو "الامتاع" میں جمع کر دیا ہے۔

(الامتاع بسیرۃ الامامین الحسن بن زیاد وصاحبہ محمد بن شجاع، ص 37-40۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت؛ ابن ماجہ اور علم حدیث، ص175)

اسی طرح علامہ ابن القیم ؒ (م 751ھ) کے پیشِ نظر بھی یہ نسخہ موجود تھا اور وہ اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں کئی جگہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً: ایک جگہ اس نسخہ کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيُّ: ثنا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: "كُنَّا عِنْدَ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ، فَادَّعَى أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ مَالًا، فَجَحَدَهُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ، فَسَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَشَهِدَ عَلَيْهِ، فَقَالَ الْمَشْهُودُ عَلَيْهِ: "لَا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا شَهِدَ عَلَيَّ بِحَقٍّ، وَمَا عَلِمْتُهُ إِلَّا رَجُلًا صَالِحًا، غَيْرَ هٰذِهِ الزَّلَّةِ فَإِنَّهُ فَعَلَ هٰذَا لِحِقْدٍ كَانَ فِي قَلْبِهِ عَلَيَّ. وَكَانَ مُحَارِبٌ مُتَّكِئًا فَاسْتَوَى جَالِسًا ثُمَّ قَالَ: يَا ذَا الرَّجُلِ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ تَشِيبُ فِيهِ الْوِلْدَانُ، وَتَضَعُ الْحَوَامِلُ مَا فِي بُطُونِهَا، وَتَضْرِبُ الطَّيْرُ بِأَذْنَابِهَا وَتَضَعُ مَا فِي بُطُونِهَا مِنْ شِدَّةِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَلَا ذَنْبَ عَلَيْهَا وَإِنَّ شَاهِدَ الزُّورِ لَا يُقَارُّ قَدَمَاهُ عَلَى الْأَرْضِ حَتّٰى يُقْذَفَ بِهِ فِي النَّارِ" فَإِنْ كُنْتَ شَهِدْتَ بِحَقٍّ فَاتَّقِ اللهَ وَأَقِمْ عَلَى شَهَادَتِكَ، وَإِنْ كُنْتَ شَهِدْتَ بِبَاطِلٍ فَاتَّقِ اللهَ وَغَطِّ رَأْسَكَ وَاخْرُجْ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ".

(إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج 1 ص 94. المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (ت 751هـ). تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم. الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، 1411هـ

-1991م۔ عدد الأجزاء:4)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ مختصر تاریخِ دمشق (ج24ص197) میں بھی موجود ہے۔

(5) نسخہ امام حماد بن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (م176ھ)

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے اور ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کے صحیح مصداق تھے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کی روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان سے اس نسخہ کو روایت کرنے والوں میں امام صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے بھی جامع المسانید میں امام صالح رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ اس نسخہ کی تخریج کی ہے اور اس کو ''مسند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے ذکر کیا ہے، اور امام حماد رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔ (جامع المسانید، 1/75، 76)

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روایت کردہ کتاب الآثار کے نسخوں کو جو مسانید سے تعبیر کیا ہے، اس پر مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد، تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

''غالباً کتاب الآثار از امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، اور کتاب الآثار (از) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ و کتاب الآثار (از) امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کو 'مسند' سے تعبیر کردیا گیا ہو''۔

(حاشیہ حیات حضرت امام ابوحنیفہؒ ص345)

کتاب الآثار کا یہ نسخہ شارحِ حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) کی مرویات میں سے بھی ہے، اور انہوں نے اس کو ''نُسْخَۃ حَمَّادِ بن أبی حنیفَۃ عَن أَبِیہِ'' سے ذکر کر کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلۂ سند بھی ذکر کردیا ہے۔

(المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة، ص269)

☆ ان مذکورہ پانچ ائمہ کے علاوہ کئی اور حضرات نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو

روایت کیا ہے، جن میں سے امام محدث محمد بن خالد وہبی رحمۃ اللہ علیہ (م قبل 190ھ) بھی ہیں۔ ان کے نسخہ سے ''جامع المسانید'' للخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ میں کئی حدیثیں منقول ہیں۔

اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد اور کثیر الحدیث محدث امام اسد بن عمرو البجلی رحمۃ اللہ علیہ (م190ھ) کہ جنہوں نے سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو لکھا تھا، جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بیان میں گزرا ہے، یہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کے راوی ہیں۔ چنانچہ ان کے نسخہ کی ایک روایت کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں بھی مروی ہے، جس کی سند یوں ہے:

محمد واسد قالا: اخبرنا ابوحنیفة عن سلمة بن کهیل عن المستورد بن الاحنف عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنهما۔۔۔

(کتاب الآثار، ص116، بروایت امام محمد بن حسنؒ)

نیز امام سابق بن عبداللہ رقی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح گزر چکی ہے، کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیثِ مستقیمہ (صحیحہ) روایت کی ہیں، بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ مؤرخِ اسلام حافظ ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م660ھ) نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

وحدث عنه محمد بن یزید بن یزید بن سنان الرهاوی نسخه عن أبی حنیفة۔ (بغیة الطلب فی تاریخ حلب ج9ص4055)

ترجمہ: محمد بن یزید بن یزید بن سنان رہاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سابق رقی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے (کتاب الآثار کا) نسخہ روایت کیا ہے۔

باب 17

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا تعارف

آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ''امامت فی الحدیث'' کے بیان میں محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) کا بیان ملاحظہ کر چکے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اُن مشہور ثقہ ائمۂ حدیث میں سے ہیں، جن کی احادیث مشرق تا مغرب جمع کی جاتی ہیں اور ان سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی تصدیق کرنی ہو، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کو دیکھ لیجیے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہر طبقہ کے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے اعتناء کیا ہے اور بڑی کثرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے مجموعے مسانید کی صورت میں لکھے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شرف ہے کہ جس کثرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی گئی ہیں، اتنی کسی امام کی نہیں لکھی گئیں۔ پھر جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی ہیں، وہ سب کے سب بلند پایہ حفاظِ حدیث ہیں۔

امام حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 629ھ) فرماتے ہیں:

ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ۔

(التقیید لمعرفۃ السنن والمسانید، ج 1 ص 26۔ طبع: دار الحدیث، بیروت)

ترجمہ: مسندِ ابی حنیفہ کو کئی حفاظِ حدیث نے جمع کیا ہے۔

امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 973ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من احاديثه مسانيد كثيرة، اتصل بنا كثير منها

كما هو مذكور في مسندات مشايخنا۔ (الخیرات الحسان، ص 144)

ترجمہ: حفاظِ حدیث نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی بڑی کثرت سے مسانید تخریج کی ہیں، اور ان میں سے اکثر کی اسانید ہم تک متصل ہیں، جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے۔

امام ابو المؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ان مسانیدِ کثیرہ میں سے پندرہ مسانید (جن میں کتاب الآثار کے چار مشہور نسخے بھی ہیں، جن کو انہوں نے مسانید سے موسوم کیا ہے) کی ''جامع المسانید'' میں تخریج کی ہے۔

اسی طرح مورّخ کبیر علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) مؤلف ''السیرۃ الکبری الشامیۃ'' نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی نشاندہی فرمائی ہے اور اُن کے مؤلفین تک اپنی اسانید بھی ذکر کر دی ہیں۔

(عقود الجمان، ص 323-334)

حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (م 953ھ) نے بھی ''الفہرست الاوسط'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی اسناد اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔

(تانیب الخطیب، ص 156، للامام الکوثریؒ)

امام ابو الصبر ایوب الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ (م 1071ھ) کے ''الثبت'' میں بھی سترہ مسانید کی اسانید ان کے مؤلفین تک مذکور ہیں۔ (الرسالۃ المستطرفۃ، ص 21، للامام الکتانیؒ)

علامہ محمد جمال الدین القاسمی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 1332ھ) کی تصریح کے مطابق علامہ محمد بن سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م 1094ھ) کے ''ثبت'' بنام ''صلۃ الخلف'' میں بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چار مسانید کی اسانید مذکور ہیں۔

(الفضل المبین علی عقد الجوہر الثمین، ص 248)

مصر کے مشہور عالم اور مایہ ناز محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م 1371ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی 21 مسانید کی نشاندہی فرمائی ہے اور اپنی تصنیف ''التحریر الوجیز'' میں ان مؤلفین تک اپنی اسانید بھی ذکر کر دی ہیں۔ (تانیب الخطیب، ص 156)

ان مسانید کے علاوہ بھی کئی اور مسانید آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی گئی ہیں۔ان میں سے بعض کا تعارف ہم آگے جا کر بیان کریں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

1 مسانیدِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کی چند خصوصیات

کتاب الآثار کی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید بھی کئی خصوصیات کی حامل ہیں،جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(1) مسندِ ابی حنیفہ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذخیرۂ حدیث جس کو کئی حفاظِ حدیث نے کتابی صورت میں جمع کیا ہے، اور ان میں سے ہر ایک مجموعہ ''مسندِ ابی حنیفۃ'' کہلاتا ہے، جیسا کہ ابھی گزرا ہے) ان دس کتبِ حدیث میں شامل ہے جو اسلام کی اساس ہیں اور جن پر دین کا مدار ہے۔

امام محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1345ھ) ان دس کتب کا تعارف کرانے کے بعد لکھتے ہیں:

فهذه هي كتب الائمة الأربعة، وباضافتها الى الستة الاولى تكمل الكتب العشرة التي هي اصول الاسلام، وعليها مدار الدين.

(الرسالۃ المستطرفۃ،ص23)

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی یہ کتب حدیث (مسند ابی حنیفہ، مؤطا مالک، مسند الشافعی، مسند احمد) پہلی چھ کتب (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن الترمذی، اور سنن ابن ماجہ) سے مل کر مکمل دس کتب ہو جاتی ہیں، جو اسلام کی بنیادیں ہیں اور جن پر پورے دین کا مدار ہے۔

محدث جلیل حافظ ابوالمحاسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م 765ھ) نے اسلام کی ان بنیادی دس کتب کے رجال پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''التذکرۃ فی رجال العشرۃ'' ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) حافظ موصوف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وَألف التَّذْكِرَة فِي رجال الْعشرَة الْكتب السِّتَّة والموطأ والمسند ومسند الشَّافِعِي وَأبي حنيفَة.

(طبقات الحفاظ،ص 537۔المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت 911ھ)۔الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، 1403۔ عدد الصفحات:553)

ترجمہ: امام ابوالمحاسن رحمۃ اللہ علیہ نے ''التذکرۃ فی رجال العشرۃ''، لکھی ہے جو صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) مؤطا، مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ، مسند شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجال کے حالات پر مشتمل ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے امام حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے صحاح ستہ کے رواۃ کو حذف کر کے صرف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی مسانید کے رواۃ کے حالات الگ ایک کتاب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس میں کئی مفید اضافے بھی کیے ہیں۔اس کتاب کا نام ''تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الاربعة'' ہے۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مسانید کے رواۃ کے حالات اس میں آگئے ہیں۔

حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 629ھ) نے بھی اپنی کتاب ''التقييد لمعرفة الرواة والسنن والمسانيد'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض مسانید اور ان کے رواۃ کے احوال لکھے ہیں، جیسا کہ خود انہوں نے اپنی اس کتاب کے خطبہ میں تصریح کی ہے۔

(التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، ج1 ص26۔المؤلف: محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي (المتوفى: 629ھ)۔الناشر: دار الكتب العلمية)

(2) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مسانید اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''کتاب الآثار'' فقۂ حنفی (جو تقریباً تیرہ سو سال سے امت مسلمہ کی اکثریت کا دستورِ عمل ہے) کی بنیادی کتب میں سے ہیں۔ چنانچہ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م

1176ھ) فرماتے ہیں:

مسندِ ابی حنیفہ وآثارِ محمد بنائے فقۂ حنفیہ است۔

(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص185۔ بحوالہ ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص170)

ترجمہ فقۂ حنفی کی بنیاد مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر ہے۔

(3) ان مسانید میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد سے جتنی احادیث مذکور ہیں، وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مستدلات ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مرویات میں سے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہیں۔ حافظ ابوالمحاسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م 765ھ) اپنی کتاب ''التذکرۃ'' کے مقدمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

و كذلك مسند الشافعي موضوع لأدلته على ما صح عنده من مروياته و كذلك مسند أبي حنيفة۔

(مقدمۃ: ذیل تذکرۃ الحفاظ، ص4۔ المؤلف: شمس الدين أبو المحاسن محمد بن علي بن الحسن الحسيني الدمشقي (ت 765هـ)۔ مطبوع بآخر: "تذكرة الحفاظ" للذهبي۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان۔ الطبعة: الأولى، 1419هـ-1998م۔ عدد الأجزاء: 5 (1-4: تذكرة الذهبي و 5: ذيوله للحسيني وابن فهد والسيوطي)؛ تعجيل المنفعة (ابن حجر العسقلاني)) ج1 ص238)

ترجمہ جس طرح مسندِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اُن دلائل پر مشتمل ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں سے ان کے نزدیک صحیح ہیں، اسی طرح مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حال ہے۔

یعنی مسندِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دلائل پر مشتمل ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح روایات میں سے ہیں۔

علامہ عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وقد منّ الله تعالى عليّ بمطالعة مسانيد الامام ابي حنيفة الثلاثة من نسخة صحيحة عليها خطوط الحفاظ آخرهم الحافظ الدمياطي، فرأيته

لايروي الا عن خيار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كالاسود و علقمة وعطاء وعكرمة و مجاهد ومكحول والحسن البصري واضرابهم رضي الله عنهم اجمعين، فكل الرواة الذين هم بينه و بين رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عدول ثقات اعلام اخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب، وناهيك ياأخي بعدالة من ارتضاهم الامام ابوحنيفة رضي الله عنه لان يأخذ عنهم احكام دينه مع شدة تورعه و تحرزه و شفقته على الامة المحمدية۔ (الميزان الكبرىٰ الشعرانية، 1/ 82، 83)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں سے تین مسانید کے ان صحیح نسخوں کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی، جن پر حفاظِ حدیث کی تصدیقی تحریریں درج ہیں۔ ان حفاظ میں سے آخری شخص حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ (مشہور محدث۔ ناقل) ہیں۔ میں نے ان مسانید کے مطالعہ کے دوران دیکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف ان تابعین سے احادیث روایت کرتے ہیں جو جلیل القدر تابعین اور عادل و ثقہ ہیں، اور یہ اس زمانہ کے لوگ ہیں جس کے خیر القرون (بہتر زمانہ) ہونے کی گواہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے، جیسے اسود نخعی رحمۃ اللہ علیہ، علقمہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دیگر حضرات ہیں۔ لہٰذا ان مسانید میں وہ تمام رواۃ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں، وہ سب کے سب عادل، ثقہ اور بلند پایہ بزرگ ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو دروغ گو ہو، یا اس پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو۔ اے میرے بھائی! تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو ان لوگوں کو عادل سمجھ، جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود شدتِ تقویٰ، احتیاط اور امتِ محمدیہ پر شفقت رکھنے کے احکامِ دینیہ لینے پر راضی ہوئے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

اذکل حدیث وجدناہ فی مسانید الامام الثلاثة فھو صحیح لانه لولا صح عندہ ما استدل به۔ (المیزان الکبریٰ الشعرانیۃ، 1/84)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مسانیدِ ثلاثہ میں ہم جو بھی حدیث پاتے ہیں، وہ صحیح ہے۔ کیونکہ اگر وہ حدیث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح نہ ہوتی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے استدلال ہی نہ کرتے۔

(4) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ان مسانید کو محدثین میں بہت پذیرائی ملی ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ مسانید محدثین کے زیرِ نظر رہی ہیں، اور ان کے ہاں ان مسانید کو سماعت اور روایت کرنے کا رواج رہا ہے، جیسا کہ ابھی آپ نے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م973ھ) کا بیان پڑھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تین مسانید ان کی زیرِ نظر بھی رہی ہیں، اور ان ''مسانید ثلاثہ'' پر امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے نامور محدثین کی تصدیقی تحریرات بھی ثبت تھیں، جس کا مطلب ہے کہ یہ مسانید ان کے زیرِ مطالعہ بھی رہ چکی ہیں۔

اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مسانید مؤرخِ اسلام امام کمال الدین عمر بن احمد المعروف بہ ''ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ'' (م660ھ) کی زیرِ نظر بھی رہ چکی ہیں، چنانچہ وہ ایک حدیث کی تحقیق میں رقم طراز ہیں:

وقد نظرت فی مسانید ابی حنیفة رَضِی الله عنه۔

(بغیة الطلب فی تاریخ حلب، 6/2710۔ طبع: دارالفکر، بیروت)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مسانید میں اس حدیث کو دیکھا ہے۔

امام محمد بن منعہ رحمۃ اللہ علیہ (م904ھ)، جو ایک جلیل المرتبت محدث اور دمشق کے قاضی القضاۃ رہے ہیں، ان کے ترجمہ میں امام نجم الدین غزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م1061ھ) اور امام ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م1089ھ) نے لکھا ہے:

وسمع بعض مسانید أبی حنیفة - رضی الله تعالی عنه - علی قاضی القضاة حمید الدین۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة، ج1 ص17۔ المؤلف: نجم الدین محمد بن محمد الغزی (ت 1061ھ)۔ المحقق: خلیل المنصور۔ الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت-لبنان۔ الطبعة: الأولی، 1418ھ-1997م۔ عدد الأجزاء: 3)

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، ج10 ص35۔ المؤلف: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكری الحنبلی، أبو الفلاح (ت 1089ھ)۔ الناشر: دار ابن كثير، دمشق-بیروت۔ الطبعة: الأولی، 1406ھ-1986م۔ عدد الأجزاء: 11)

ترجمہ: انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض مسانید کا سماع قاضی القضاۃ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) نے امام محمد بن یعقوب ابن النحاس رحمۃ اللہ علیہ (م695ھ) کے ترجمہ میں اور علّامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (م1250ھ) نے رضوان بن محمد صخراوی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) کے ترجمہ میں تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض مسانید ان کی مسموعات میں سے بھی ہیں۔

(معجم شیوخ الذھبیؒ، ص586؛ البدر الطالع، 1/173)

اس طرح کی تصریحات کتبِ رجال میں دیگر کئی محدثین کے بارے میں ملتی ہیں، جن کو ہم آگے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کے تعارف میں ان شاء اللہ پیش کریں گے۔

2 مؤلفین مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کو جن لوگوں نے تالیف کیا ہے، وہ سب علمِ حدیث کے عظیم سپوت ہیں اور وہ خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی جاتیں (اور بعض کی لکھی بھی گئی ہیں)، لیکن بایں ہمہ انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو فوقیت دی اور ان کو مسانید کی صورت میں لکھ کر اُمت کے سامنے پیش کیا۔ جزاهم الله عنا احسن الجزاء۔

ذیل میں ان حضرات کی شخصیات اور ان کی تالیف کردہ مسانید ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا

تعارف ملاحظہ کریں۔

(1) امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م 189ھ)

امام موصوف جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ان سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے متعلق دو کتابیں مروی ہیں۔ ایک کتاب الآثار ہے، جس کو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

دوسری ''مسندِ ابی حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے، جس کی حافظ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) نے ''جامع المسانید'' میں تخریج کی ہے اور اس کو انہوں نے ''نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ'' سے تعبیر کیا ہے۔ (جامع المسانید، 1/75)

محدثِ عظیم علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے:

''یہ نسخہ بھی دراصل کتاب الآثار کی تلخیص ہے اور اس کے ملخّص امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے اس نسخہ میں صرف حدیثیں ہی روایت کی ہیں اور فتاویٰ تابعین رحمہم اللہ وغیرہ کو نقل نہیں کیا ہے اور غالباً اسی لیے اس کو ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کہا جاتا ہے۔ (ابن ماجہؒ اور علم حدیث، ص174)

(2) امام ابوعبداللہ محمد بن مخلد الدوری رحمۃ اللہ علیہ (م 331ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کی بلند مرتبت شخصیت ہیں۔ انہوں نے تحصیلِ حدیث کے لیے امام مسلم بن حجاج صاحب الصحیح وغیرہ جیسے کبار ائمۂ حدیث کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے۔ جبکہ ان کے تلامذۂ حدیث میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے نامور حفاظ حدیث بھی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور ان کے ترجمے کا آغاز: الامام، المفید، الثقۃ اور محدث بغداد کے القاب سے کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، 3/33)

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تین مرتبہ ثقہ کہہ کر ان کی مقرر توثیق کی ہے اور ان کے بارے میں تصریح کی ہے:

وهو ثقة ثقة ثقة، مشهور، في تاريخ بغداد له ترجمة مليحة. ومات سنة إحدى وثلاثين وثلاث مِئَة، وهو من أعلى أهل عصره إسنادا.

(لسان المیزان ج7 ص495 رقم7389)

ترجمہ: یہ ثقہ، ثقہ، ثقہ، مشہور محدث ہیں اور تاریخِ بغداد میں ان کا شاندار ترجمہ ہے۔ یہ تین سو اکتیس (331ھ) میں فوت ہوئے، اور یہ اپنے معاصرین میں اسنادِ حدیث کے سب سے اعلیٰ ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے اپنی ''تاریخ'' میں ان کے بارے جن ائمۂ حدیث سے توثیقی اقوال نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (م 385ھ) بھی ہیں جو اُن کے بارے میں فرماتے ہیں:

ثقة مامون۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 4/80)

ترجمہ: یہ ثقہ اور قابلِ اعتماد محدث ہیں۔

خود علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

وكان احد اهل الفهم، موثوقا به في العلم، متسع الرواية، مشهور بالديانة، موصوفا بالامانة، مذكورا بالعبادة۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 4/80)

ترجمہ: یہ اہلِ فہم (سمجھدار لوگوں) میں سے تھے، اور اپنے علم میں ثقہ، کثیر الحدیث، دیانت میں مشہور، امانت کے ساتھ موصوف اور عبادت میں قابلِ ذکر تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م 774ھ) ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَانَ ثِقَةً، فَهِمًا، وَاسِعَ الرِّوَايَةِ، مَشْكُورَ الدِّيَانَةِ، مَشْهُورًا بِالْعِبَادَةِ.

(البدایۃ والنہایۃ، ج15 ص153- الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان)

ترجمہ: یہ ثقہ، سمجھدار، کثیر الحدیث، قابلِ قدر دیانت دار اور مشہور عبادت گزار تھے۔

یہ بلند پایہ محدث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ''مُسند'' لکھنے والوں میں سے ہیں، بلکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو باقاعدہ ایک مسند کی صورت میں لکھا ہے، جس کا نام ''جمع حدیث ابی حنیفۃ'' ہے۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ) نے بھی ان کی اس مُسند کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ محمد بن احمد بن جہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه محمد بن مخلد الدوری فی مسند ابی حنیفة الذی جمعه۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 1/302)

ترجمہ ان سے امام محمد بن مخلد دوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جمع کردہ ''مسند ابی حنیفہ'' میں روایت لی ہے۔

اسی طرح علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 5/16)

امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م 562ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ محمد بن الحسن الجمال الوازعی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

روی عنه محمد بن مخلد الدوری فی جمعه حدیث ابی حنیفة۔

(کتاب الانساب، 4/463)

ترجمہ ان سے محمد بن مخلد دوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف ''جمع حدیث ابی حنیفۃ'' میں روایت لی ہے۔

(3) امام ابوالعباس احمد بن محمد کوفی المعروف بہ ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ (م 332ھ)

امام ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور اور عدیم المثل حافظ الحدیث ہیں۔ امام جعابی رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، یہ سب نامور محدثین ان کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م 748ھ) نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور اس ترجمے کا آغاز

''حافظ العصر'' اور ''محدث البحر'' کے القاب سے کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/40)

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے بارے میں لکھا ہے:

وکان الیه المنتهٰی فی قوة الحفظ و کثرة الحدیث۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/40)

ترجمہ قوتِ حافظہ اور کثرتِ حدیث کا ان پر خاتمہ تھا۔

اسی طرح ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق یہ تصریح بھی کی ہے:

كان آية من الآيات في الحفظ، حتى قال الدّارقطني: "أجمع أهل بغداد أنه لم يُرَ بالكوفة من زمن ابن مسعود رضي الله عنه، إلى زمن ابن عقدة، أحفظ منه"۔ (العبر فی خبر من غبر- وذیلہ ت زغلول (الذهبی)، 2/43)

ترجمہ امام ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ حفظِ حدیث میں ایک نشانی تھے، یہاں تک کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''تمام اہلِ بغداد کا اس پر اجماع ہے کہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے لے کر ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک ان سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا گیا''۔

خود امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے:

قال: أحفظ مئة ألف حديث بإسنادها، وأذاكر بثلاثمئة ألف حديث.

(العبر فی خبر من غبر- وذیلہ ت زغلول (شمس الدین الذهبی)، 2/43)

ترجمہ مجھے ایک لاکھ احادیث اسناد سمیت زبانی یاد ہیں، اور تین لاکھ احادیث کا میں نے مذاکرہ کیا ہے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جو مُسند لکھی ہے اس کا نام ''اَخْبَارُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ مُسْنَدِهٖ'' ہے، جیسا کہ امام علی بن انجب المعروف بہ ''ابن الساعی رحمۃ اللہ علیہ'' (م 674ھ) نے امام بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے۔

(الدُّرُّ الثَّمِیْنِ فِیْ اَسْمَاءِ الْمُصَنِّفِیْن، ص ۲۸۵۔ طبع: دار الغرب الاسلامی، تونس)

اس کتاب میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بھی لکھے ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کو بھی مُسند کے نام سے جمع کیا ہے۔ ان کی مؤلفہ اس مسند

میں ایک ہزار سے زائد احادیث موجود ہیں۔ چنانچہ مورّخ کبیر اور بلند پایہ محدث و فقیہ حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (م 855ھ) اپنی ''تاریخ کبیر'' میں تصریح کرتے ہیں: "ان مُسند ابی حنیفة لابن عقدہ یحتوی وحدہ علی ما یزید علی الف حدیث"۔ (تانیب الخطیب،ص۱۵۶)

ترجمہ امام ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہزار سے زیادہ احادیث پر مشتمل ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) ایک راوی کی تحقیق میں حافظ ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والاول اولی فقد صرح بہ ابو العباس بن عقدة فساقه من طریق الصلت عن ابی حنیفة۔ (تعجیل المنفعة،ص551)

ترجمہ پہلی بات بہتر ہے جیسا کہ ابوالعباس ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے اور انہوں نے صلت رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کی ہے۔

(4) امام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد المعروف بہ ''ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ'' (م 335ھ)

امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ بھی علمِ حدیث کی ایک مثالی شخصیت ہیں۔ موصوف علمِ حدیث میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب السنن اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے شاگرد ہیں۔

خاتمة الحفاظ امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) ان کو ثقہ، ثبت (پختہ کار محدث) اور ناقدِ حدیث قرار دیتے ہیں، اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ علمِ حدیث پر ان کو بہت زیادہ اطلاع تھی۔ (عقود الجمان،ص49)

موصوف نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ایک کتاب ''فضائل ابی حنیفة'' کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوعہ ہے۔ ان کی مؤلفہ ''مُسند ابی حنیفہ'' اسی کتاب کا ایک بڑا باب ہے۔ جیسا کہ امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔ (عقود الجمان،ص333)

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (762ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رواہ ابن ابی العوام فی کتاب "فضائل ابی حنیفة"۔ (نصب الرایة،3/140)

ترجمہ اس حدیث کو امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائلِ ابی حنیفہ'' میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے ان کی مرتّبہ ''مسندِ ابی حنیفہ'' کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمرے میں شمار کیا ہے۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة،4/84،ت4739۔طبع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

وصله ابن ابی العوام و ابن خسرو فی مسند ابی حنیفة۔

(الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة،2/45۔طبع: دار المعرفة، بیروت)

ترجمہ امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی اپنی) ''مسند ابی حنیفہ'' میں اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے۔

امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر مسانید کے ساتھ اس کی بھی تخریج کی ہے اور امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید،1/77)

(5) امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ (م 337ھ)

یہ ابن الاشنانی رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے علمِ حدیث کی تحصیل اپنے والد حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن عیسیٰ المدائنی رحمۃ اللہ علیہ، موسیٰ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن سلمہ واسطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین سے کی، جب کہ ان سے حدیث کرنے والوں میں کئی اَجِلّہ اور مشہور محدثین جیسے ابن عقدة رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی ہیں۔ موصوف اپنے استاذ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک مشہور اور جلیل القدر محدث ہیں) کی حیات میں

ہی مسندِ درس پر فائز ہو گئے تھے اور ان کے ہی زمانہ میں روایتِ حدیث میں ناموری حاصل کر لی تھی، جو اُن کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

علامہ خطیبؒ (م463ھ) ان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

تحدیث ابن الاشنانی فی حیاۃ ابراھیم الحربی لہٗ فیہ اعظم الفخر واکبر الشرف، وفیہ دلیل علی انہ کان فی اعین الناس عظیما، ومحلہ کان عندھم جلیلا۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 11/237)

ترجمہ: امام ابن الاشنانیؒ کا امام ابراہیم حربیؒ کی زندگی میں احادیث کی روایت کرنا اُن کے لیے ایک عظیم فخر اور بہت بڑا شرف ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں عظیم مقام رکھتے تھے اور وہ ان کے ہاں جلیل القدر تھے۔

علامہ خطیبؒ نے یہ بھی تصریح کی ہے:

وقد حدث حدیثا کثیرا، وحمل الناس عنہ قدیما وحدیثا۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 11/237)

ترجمہ: انہوں نے کثرت سے احادیث روایت کی ہیں، اور متقدمین اور متاخرین سب لوگ ان سے احادیث حاصل کرتے رہے ہیں۔

نیز علامہ خطیبؒ اور امام ابوسعد سمعانیؒ (م562ھ) دونوں ان کے حق میں یہ گواہی دیتے ہیں:

وھذا رجل من جلۃ الناس ومن اصحاب الحدیث المجودین واحد الحفاظ لہ وحسن المذاکرۃ بالاخبار۔

(تاریخ بغداد وذیولہ، 11/237؛ کتاب الانساب، 1/118)

ترجمہ: یہ شخص (امام ابن الاشنانیؒ) جلیل القدر لوگوں اور بہترین محدثین میں سے ہیں۔ نیز یہ حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں اور احادیث کا بہت اچھا مذاکرہ کرنے والے ہیں۔

امام دارقطنیؒ کے استاذ امام ابوعلی نیشاپوریؒ اور دیگر محدثین نے بھی ان کی

توثیق کی ہے۔ (لسان المیزان، 4/334)

امام موصوفؒ نے بھی امام اعظمؒ کی احادیث کی مسند لکھی ہے، اور حافظ خوارزمیؒ (م655ھ) نے امام اعظمؒ کی مسانید میں ان کی مؤلفہ ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' کی بھی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(جامع المسانید، 1/73)

اسی طرح امام محمد بن یوسف صالحیؒ (م942ھ) نے بھی ان کی ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' کا ذکر کیا ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (عقود الجمان، ص327)

(6) امام محمد بن ابراہیم بن حبیش بغویؒ (م338ھ)

موصوف ایک بلند پایہ فقیہ اور عظیم المرتبت محدث ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم امام محمد بن شجاع ثلجیؒ (تلمیذ امام حسن بن زیاد لؤلؤیؒ) وغیرہ سے حاصل کی، اور حدیث کا درس امام عباس دوریؒ (تلمیذ امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معینؒ) اور اسحاق حربیؒ (تلمیذ امام احمد بن حنبلؒ) وغیرہ محدثین سے لیا۔ جب کہ ان کے تلامذۂ حدیث میں امام دارقطنیؒ وغیرہ جیسے نامور حفاظِ حدیث بھی ہیں۔ امام دارقطنیؒ نے ان کو اپنے شیخ قرار دیا ہے۔ (تاریخ بغداد وذیولہ، 1/426)

امام موصوفؒ بھی امام اعظمؒ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ علامہ جمال الدین قاسمی دمشقیؒ (م 1332ھ) نے تصریح کی ہے کہ علامہ محمد بن سلیمان مغربیؒ (م1094ھ) نے اپنے ثبت ''صلۃ الخلف'' میں امام ابوحنیفہؒ کی جن چار مسانید کو ذکر کر کے ان کے مؤلفین تک اپنی اسناد ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک امام محمد بن ابراہیم بن حبیش بغویؒ کی تالیف کردہ ''مسند ابی حنیفہؒ'' بھی ہے۔ (الفضل المبین، ص248)

(7) امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری ؒ المعروف بہ ''الاستاذ'' (م340ھ)

امام حارثی ؒ وہ شخص ہیں جنہوں نے علمِ حدیث میں بلند پایہ مقام رکھنے کی وجہ سے محدثین سے ''الاستاذ'' کا ممتاز لقب حاصل کیا، امام خلیلی ؒ (م446ھ) ''کتاب الارشاد'' میں ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

یعرف بالاستاذ، له معرفة بهذا الشان۔ (لسان المیزان،3/405)

ترجمہ: یہ ''الاستاذ'' کے لقب سے مشہور ہیں، ان کو اس فنِ حدیث کی معرفت حاصل ہے۔

حافظ ذہبی ؒ (م748ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

عُرف بالاستاذ، اکثر عنه ابو عبدالله بن مندة۔ (لسان المیزان،3/405)

یہ ''الاستاذ'' سے مشہور ہیں، امام ابوعبداللہ بن مندہ ؒ نے ان سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابن مندہ ؒ (م395ھ) مشہور اور بلند مرتبت محدث ہیں۔ انہوں نے امام حارثی ؒ سے بکثرت روایت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی توثیق بھی کی ہے۔

چنانچہ حافظ ذہبی ؒ ''تاریخ کبیر'' میں امام حارثی ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وکان ابن مندة حسن الرائی فیه۔ (تاج التراجم ص31)

ترجمہ: امام ابن مندہ ؒ ان کے حق میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

نیز لکھتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ مَنْدَة يحسن القَوْلَ فِيْهِ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج12 ص37 رقم3084)

ترجمہ: امام ابن مندہ ؒ ان کی اچھائی بیان کرتے تھے۔

حافظ ذہبی ؒ کا ان کے بارے میں خود اپنا بیان یہ ہے:

وکان محدثا جوّالا، رأسا فی الفقه۔ (العبر،2/60)

ترجمہ: یہ محدث اور طلبِ حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے اور فقہ میں سردار

تھے۔

نیز ذہبی ؒ ان کو درج ذیل القاب سے یاد فرماتے ہیں:

الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الفَقِيْهُ، العلَّامة، المُحَدِّث، عَالِمُ مَا وَرَاء النَّهْر، أَبُو مُحَمَّدٍ الأُسْتَاذ عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ يَعْقُوْبَ بنِ الحَارِثِ بنِ خَلِيْلٍ الحَارِثِيُّ البُخَارِيُّ، الكَلاَبَاذِيُّ، الحَنَفِيُّ، المَشْهُوْرُ بِعَبْدِ اللهِ الأُسْتَاذِ۔

(سیر اعلام النبلاء، ج12 ص36 رقم3084)

امام ابوسعد سمعانی ؒ (م562ھ) فرماتے ہیں:

وکان شیخا مکثرا من الحدیث۔ (کتاب الانساب،3/16)

ترجمہ: امام حارثی ؒ شیخ اور کثیر الحدیث تھے۔

اس بیان میں امام سمعانی ؒ نے امام حارثی ؒ کو کثیر الحدیث قرار دینے کے ساتھ ساتھ شیخ بھی قرار دیا ہے جو بتصریح مولانا ارشاد الحق اثری ؒ الفاظِ توثیق میں سے ہے۔ (توضیح الکلام،1/480)

نیز سمعانی ؒ فرماتے ہیں:

رحل الی خراسان والعراق والحجاز وادرك الشیوخ۔

(کتاب الانساب،3/16)

ترجمہ: امام حارثی ؒ نے طلبِ حدیث میں خراساں، عراق اور حجاز (مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) کی طرف سفر کیا اور وہاں کے شیوخِ حدیث سے ملاقات کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م852ھ) ان کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

''أبو محمد'' الحارثی هو عبد الله بن محمد بن یعقوب الحافظ الحنفی وهو الأستاذ وهو البخاری۔ (لسان المیزان، ج7 ص104، باب الکنی)

اسی طرح حافظ موصوف ؒ نے ان کی مؤلفہ ''مسند ابی حنیفہ ؒ'' کے تعارف میں بھی ان کا حافظ الحدیث ہونا تسلیم کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

وَقد اعتنى الْحَافِظ أَبُو مُحَمَّد الْحَارِثِيّ وَكَانَ بعد الثلاثمائة بِحَدِيث أبي حنيفَة فَجمعه فِي مجلدة ورتبه على شُيُوخ أبي حنيفَة.

(تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة ج1 ص239، 240- الناشر: دار البشائر. بيروت)

ترجمہ حافظ ابومحمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ، جو 300 ہجری کے بعد ہوئے ہیں، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر خصوصی توجہ دی اور ان کو ایک جلد میں جمع کر دیا، اور اس مسند کو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ پر ترتیب دیا ہے۔

حافظ ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے ان کی جمع کردہ ''مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کی تعریف میں لکھا ہے:

من طالع مسنده الذی جمعه للامام ابی حنیفة علم تبحره فی علم الحدیث واحاطته بمعرفة الطرق والمتون. (جامع المسانید، 2/525)

ترجمہ جو شخص بھی امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی جمع کردہ ''مسندِ امام ابی حنیفہ'' کا مطالعہ کرے گا، وہ علمِ حدیث میں ان کے تبحر اور طُرق ومتونِ حدیث پر ان کے احاطۂ علمیّہ کو جان لے گا۔

محدثین نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے خصوصی اعتناء کیا ہے۔ محدث جلیل حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م879ھ) نے اس کو ابوابِ فقہ پر ترتیب دیا، اور کئی محدثین نے اس کے مختصرات اور شروحات لکھے ہیں۔

علامہ محمد جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد (م1332ھ) لکھتے ہیں:

ورتب المسند المذکور الشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی بروایة الحارثی علی ابواب الفقه، وله مختصرات وشروح عدة.

(الفضل المبین علی عقد الجوہر الثمین ص252)

ترجمہ اس مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بروایت امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوابِ فقہ پر مرتّب کیا ہے، اور اس کے کئی مختصرات اور شروح لکھے گئے ہیں۔

امام محدث اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م1162ھ) نے اپنی اربعین (چہل حدیث) بنام ''عقد الجوہر الثمین''، میں چالیس نامور ائمۂ حدیث میں سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث کی تخریج کی ہے۔ اس میں انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حدیث کی بھی تخریج کی ہے جس کو انہوں نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ (الفضل المبین علی عقد الجوہر الثمین ص252)

اس سے آپ مُسند مذکورہ کی جلالت شان کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

امام محمد بن احمد بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م744ھ) نے بھی امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' سے استفادہ کیا ہے۔

(شرح علل ابن ابی حاتم ص161، 162۔ طبع: الفاروق الحدیثیۃ، القاہرۃ)

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) بھی اس مسند پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کی روایات کو قابلِ استدلال سمجھتے ہیں۔ چنانچہ رُواتِ حدیث سے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کے نام میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں تصریح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں ان کا نام یزید رحمۃ اللہ علیہ بتلایا ہے۔ جبکہ حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقریب التہذیب'' میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

یہ قول (جس کی نسبت انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے، اور اس کو راجح قرار دیا ہے) انہوں نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مُسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:

قیل اسمهٗ یزید. قلتُ: ثبت کذلك فی مسند ابی حنیفة للبخاری.

(تهذیب التهذیب، ج12 ص302 رقم1577)

ترجمہ کہا جاتا ہے کہ (حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا) نام یزید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ میں (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ امام حارثی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں اسی طرح ثابت ہے۔

نیز لکھتے ہیں:

والصواب ماوقع فی مسند ابی حنیفة للحارثی عن یزید بن عبداللہ بن مغفل عن ابیہ۔ (الایثار بمعرفة رواة الآثار ص238، مع کتاب الآثار)

ترجمہ: درست سند وہ ہے جو امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہے، جس میں یزید بن عبداللہ بن مغفل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

اس سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جس قول کو بالجزم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور اس کو راجح بتلا رہے ہیں، وہ انہوں نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نقل میں ثقہ ہیں اور ان کی مرتبہ یہ مسند ایک قابلِ اعتماد کتاب ہے۔

نیز حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ مسند سے استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فان الذی فی النسخ الصحیحة منه عن عثمان بن محمد عن طلحة بن عبیداللہ۔ (الاصابة، ج5 ص201 رقم 6776)

ترجمہ: بے شک امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مُسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح نسخوں میں یوں مذکور ہے کہ عثمان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت طلحہ بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

علاوہ ازیں امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مسند حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں سے ہے، اور انہوں نے دو طریقوں سے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند ذکر کی ہے، چنانچہ ان کے ایک طریق میں حافظ ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (م 742ھ) صاحب "تھذیب الکمال" جیسے محدث شہیر کا نام بھی آتا ہے۔

(المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة ج ص271- رقم 1129- مُسندُ أبي حنيفَة لأبي مُحَمَّد الحَارِثِيّ عبدالله بن مُحَمَّد بن يَعْقُوب البُخَارِيّ المَعْرُوف بالأستاذ)

نیز امام عمر بن فہد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 885ھ) نے بھی اپنی "معجم" میں اپنے کئی اساتذہ مثلاً: محمد بن احمد بن الضیاء العمری رحمۃ اللہ علیہ، اور محمود بن احمد بن موسیٰ العتابی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے تراجم میں تصریح کی ہے کہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤلّفہ "مسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ" ان کی مرویّات میں سے ہے۔ (معجم الشیوخ ص214، 293، للمکی، طبع دار الیمامة، السعودیة)

افسوس کہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ محدث بھی دیگر ائمہ احناف کی طرح بعض محدثین (جن کو ائمۂ احناف سے خدا واسطے کا بیر ہے) کے تعصب کا شکار ہونے سے محفوظ نہ رہ سکے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے تو ان کو وضعِ حدیث کے ساتھ متہم کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابوسعید رواس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ وضعِ حدیث کے ساتھ متہم ہیں۔

امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان دونوں کو اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔

چنانچہ موصوف ان کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

عبداللہ بن محمد اکبر واجل من ابن الجوزی ومن ابی سعید الرواس۔

(الجواہر المضیۃ، 1/290)

ترجمہ: امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابوسعید الرواس رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے (علمِ حدیث میں) بڑھ کر ہیں، اور ان سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔

(8) امام ابواحمد عبداللہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور فنِ جرح وتعدیل کی ایک نامور ہستی ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کا ترجمہ: الامام، الحافظ الکبیر اور اَحَدُ الْاَعْلَام کے القاب سے شروع کرتے ہیں۔

حافظ سہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ ایک پختہ کار محدث تھے اور ان کے زمانہ میں ان کے پایہ کا کوئی محدث نہیں تھا"۔

امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام ابن عدی ؒ حفظِ حدیث اور جلالتِ شان میں اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتے''۔

حافظ احمد بن ابی مسلم ؒ فرماتے ہیں:

''میں نے ان کی طرح کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

امام موصوف ؒ نے فنِ جرح وتعدیل میں جو کتاب ''الکامل'' کے نام سے لکھی ہے، اس کی محدثین میں مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ امام دارقطنی ؒ کے شاگرد حافظ حمزہ سہمی ؒ نے ایک دفعہ ان سے درخواست کی: ''آپ ؒ ضعفاء (ضعیف راویوں) پر ایک کتاب تصنیف کریں''۔ امام دارقطنی ؒ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ابن عدی ؒ کی ''الکامل'' نہیں ہے؟''۔ انہوں نے کہا کہ ہے۔ فرمایا:

فیہ کفایۃ لایزاد علیہ۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/102)

ترجمہ: یہ کتاب اس فن میں کافی ہے، اس پر مزید اضافہ نہیں ہوسکتا۔

امام ابن عدی ؒ فن جرح وتعدیل میں نمایاں مقام رکھنے کے باوجود اپنے مخالفین پر بے جا تنقید کرنے میں بڑے بے باک واقع ہوئے ہیں۔ احناف ان کے تعصب اور طعن وتشنیع کا خصوصی نشانہ بنے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ پر بھی جرح کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

مشور غیر مقلد عالم مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی ؒ غیر مقلد نے بھی امام موصوف ؒ کو متشدد اور متعنت فی الجرح قرار دیا ہے، اور انہوں نے امام اعظم ؒ پر جو جرح کی ہے، اس کو مولانا رحمانی ؒ نے ان کے تعنت کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام اعظم ؒ کی توثیق میں بحوالہ گزر رہا ہے۔

امام موصوف ؒ کا احناف کے بارے میں یہ متعصّبانہ رویہ ان کے ابتدائی دور کا ہے، جب انہوں نے ''الکامل'' لکھی تھی۔ لیکن جب وہ مصر گئے اور وہاں سرخیلِ احناف امام ابوجعفر طحاوی ؒ (م 321ھ) کی شاگردی اختیار کی، اور ان کی صحبت کے نتیجہ میں فقہ حنفی کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی، تو پھر انہوں نے اپنے سابقہ نظریہ سے رجوع کرلیا، اور امام صاحب ؒ اور دیگر احناف کے بارے میں انہوں نے جو

سخت ریمارکس دیے تھے، اس کے کفارہ میں امام صاحب ؒ کی ''مُسند'' تصنیف کی۔

محدث ناقد علامہ زاہد الکوثری ؒ (م 1371ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي على بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية طويل اللسان في ابي حنيفة واصحابه، ثم لما اتصل بابي جعفر الطحاوي واخذ عنه تحسنت حالته يسيرا حتى الف مسندًا في احاديث ابي حنيفة وهو يقول في صدر مسنده انه كان بين ابي حنيفة والثوري شئ وكان ابوحنيفة اكفهما لسانا۔ (تانیب الخطیب، ص169)

ترجمہ: امام ابن عدی ؒ فقہ، نظر اور علمِ عربیہ سے دور رہنے کی وجہ سے امام ابوحنیفہ ؒ اور آپ ؒ کے اصحاب کے بارے میں زبان دراز تھے۔ پھر جب امام ابوجعفر طحاوی ؒ سے ملے اور ان سے اخذِ علم کیا تو ان کی حالت قدرے اچھی ہوگئی، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی مسند تالیف کی۔ چنانچہ وہ اس مسند کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ اور سفیان ثوری ؒ کے درمیان کچھ رنجش تھی اور ان دونوں میں سے امام ابوحنیفہ ؒ زیادہ زبان کی حفاظت کرنے والے تھے۔

علامہ کوثری ؒ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ حافظ ابن طولون ؒ (م 953ھ) نے اپنی کتاب ''الفہرست الاوسط'' میں امام اعظم ؒ کی جن سترہ مسانید کو ذکر کر کے ان کے مؤلفین تک اپنی اسناد ذکر کی ہیں، ان میں امام ابن عدی ؒ کی مؤلفہ ''مسندِ ابی حنیفہ ؒ'' بھی ہے۔ اور ہم سے لے کر حافظ ابن طولون ؒ تک ان مسانید کی اسانید ہماری کتاب ''التحریر الوجیز'' میں مذکور ہیں۔ (تانیب الخطیب، ص169)

غازیٔ اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ کے برادر زادے اور ملکِ شام کے فرمانروا سلطان المعظم عیسیٰ بن ابوبکر ؒ (م 642ھ) نے علامہ خطیب بغدادی ؒ کے ردّ میں جو کتاب لکھی ہے اس میں بھی انہوں نے امام ابن عدی ؒ کی ''مسندِ ابی حنیفہ'' کا حوالہ دیا ہے۔

(السھم المصیب فی کبد الخطیب، ص112۔طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اسی طرح مؤرخِ اسلام امام ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (م660ھ) نے بھی امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤلفہ ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا حوالہ دیا ہے۔(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب 6/2710)

حافظ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م655ھ) نے بھی امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کی ہے اوران تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔(جامع المسانید، 1/72، 73)

(9) امام محمد بن مظفر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م379ھ)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک ثقہ محدث اور پختہ کار حافظ الحدیث ہیں۔ان کے شرف کے لیے یہی کافی ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام برقانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حفاظِ حدیث کو ان سے تلمذ پر فخر ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہیں اوران کا تعارف ان الفاظ سے کراتے ہیں: الحافظ، الامام، الثقة، محدث العراق۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م463ھ) فرماتے ہیں:

كان ابن المظفر فهما حافظا صادقا۔

ترجمہ: امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ سمجھ دار، حافظ الحدیث اور راست باز شخص تھے۔

محمد بن عمر داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

رأيت الدارقطنی يعظم ابن المظفر ويجله ولا يسند بحضرته۔

ترجمہ: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی تعظیم اور عزت کرتے تھے کہ ان کے سامنے تکیہ سے ٹیک تک نہیں لگاتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ امام برقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ سے کئی ہزار حدیثیں لکھی ہیں۔

موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث اور جیدّ الحفظ ہونے کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ ایک دفعہ حافظ ابن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک روایت کے متعلق پوچھا جو

''باغندی، عن ابن زید الحداری، عن عمرو بن عاصم'' کی سند سے مروی ہے۔تو انہوں نے فرمایا: ''یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے''۔

ابن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''دیکھ لیجیے! شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہو؟''۔

فرمایا: ''**لو كان عندی لكنت احفظه، عندی عن الباغندی مائة الف حديث ما فيها هذا**''

ترجمہ: اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو ضرور مجھے یہ یاد ہوتی۔میرے پاس باغندی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لاکھ احادیث ہیں، لیکن ان میں یہ حدیث نہیں ہے۔

(دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، 3/126، 127)

علمِ حدیث کے یہ عظیم سپوت بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھنے والے محدثین کی فہرست میں شامل ہیں۔ان کی اس مسند کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) نے بھی کیا ہے۔حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کے تعارف میں لکھتے ہیں:

خرج المرفوع منه الحافظ ابوبكر بن المقرئ وتصنيفه اصغر من تصنيف الحارثی، و نظيره مسند ابی حنيفة للحافظ ابی الحسين بن المظفر۔ (تعجیل المنفعۃ، ص19)

ترجمہ: حافظ ابوبکر بن المقری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات میں سے صرف مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے۔ان کی یہ مسند امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند سے چھوٹی ہے، اور اس کی نظیر (ہم مثل) حافظ ابوالحسین محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

یعنی اس مسند میں بھی صرف مرفوع احادیث مروی ہیں۔

حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م629ھ) امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

وجمع مسند ابی حنيفة۔ (التقیید، 1/113)

ترجمہ: حافظ محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے۔

امام ابوالمؤید خوارزمی ؒ (م 655ھ) نے امام اعظم ؒ کی مسانید میں امام موصوف ؒ کی مسند کی بھی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔
(جامع المسانید،1/71)

نیز حافظ خوارزمی ؒ ان کی اس مسند کے تعارف میں لکھتے ہیں:

وھذا المسند الذی جمعه للامام ابی حنیفة، وھو المسند الثالث من مسانید ھذا الکتاب یدل علی نھایته فی علم الحدیث وحفظه وعلمه بالمتون والطرق. جزاہ اللہ عن الاسلام خیرا۔ (جامع المسانید،1/71)

ترجمہ: امام ابن المظفر ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی جو مسند جمع کی ہے، یہ اس کتاب (جامع المسانید) کی تیسری مسند ہے، اور یہ مسند اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابن المظفر ؒ حدیث کے علم، اور اس کے حفظ، اور اس کے متون وطُرق کو جاننے میں نہایت بلند مرتبت تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام اہلِ اسلام کی طرف سے بہترین جزائے خیر نصیب کرے۔ آمین

واضح رہے کہ امام ابن مظفر ؒ، امام طحاوی ؒ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے ہی امام طحاوی ؒ سے "سننِ شافعی ؒ" کو روایت کیا ہے، جبکہ امام طحاوی ؒ اس سنن کو اپنے ماموں امام مزنی ؒ کے واسطہ سے امام شافعی ؒ سے روایت کرتے ہیں۔

چنانچہ حافظ ابن نقطہ ؒ (م 629ھ) امام ابن مظفر ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وبمصر من احمد بن محمد بن سلامة الطحاوی، سمع منه سنن الشافعی بروایته عن خاله اسماعیل بن یحیی المزنی۔ (التقیید،1/112)

ترجمہ: انہوں نے مصر میں امام احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی ؒ سے احادیث کا سماع کیا تھا، نیز انہوں نے امام طحاوی ؒ سے سننِ شافعی ؒ کی بھی سماعت کی تھی، جس کو امام طحاوی ؒ اپنے ماموں امام اسماعیل بن یحییٰ مزنی ؒ سے (اور وہ امام شافعی ؒ سے اس کو) روایت کرتے ہیں۔

حافظ سمعانی ؒ (م 562ھ) ابوالقاسم عبیداللہ مصری ؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

فسمع مسند الشافعی من ابی الحسین بن المظفر الحافظ، عن الطحاوی، عن المزنی عنه۔ (کتاب الانساب،4/64)

ترجمہ: انہوں نے حافظ ابوالحسین بن مظفر ؒ سے، انہوں نے امام طحاوی ؒ سے، امام طحاوی ؒ نے امام مزنی ؒ سے، اور انہوں نے امام شافعی ؒ سے "مسندِ شافعی ؒ" کا سماع کیا تھا۔

(10) امام طلحہ بن محمد الشاہد بغدادی ؒ (م 380ھ)

امام طلحہ ؒ ایک جلیل القدر محدث، عظیم فقیہ، بلند پایہ مورّخ اور علم قراءت کے علاّمہ اور مشہور محدث امام دارقطنی ؒ کے معاصر ہیں۔ انہوں نے علمِ حدیث کی تحصیل ابوالقاسم بغوی ؒ، احمد بن قاسم ؒ، ابوبکر مقری ؒ، ابوبکر بن ابی داوٗد سجستانی ؒ اور یحییٰ بن صاعد ؒ وغیرہ جیسے حفاظِ حدیث سے کی۔ جب کہ ان سے روایت کرنے والوں میں عمر بن ابراہیم فقیہ ؒ، ازہری ؒ، ابومحمد الخلال ؒ، عبدالعزیز بن علی ازجی ؒ، علی بن حسن تنوخی ؒ، اور علی بن حسن جوہری ؒ اور دیگر کئی نامور محدثین شامل ہیں۔

حافظ ذہبی ؒ (م 748ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

طلحة بن محمد الشاھد بغدادی، مشھور فی زمن الدارقطنی، صحیح السماع۔ (لسان المیزان،3/353)

ترجمہ: طلحہ بن محمد الشاہد بغدادی ؒ، امام دارقطنی ؒ کے زمانہ کے مشہور اور صحیح السماع محدث ہیں۔

نیز ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

طلحة بن محمد ابن جعفر الشَّاھدُ، الشَّیْخُ العَالِمُ الأَخْبَارِيُّ المؤرِّخ، أَبُو القَاسِمِ البَغْدَادِيُّ المُقْرِئُ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج12 ص380 رقم 3491)

حافظ ابوالمؤید خوارزمی ؒ (م 655ھ) ان کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان مقدم العدول والثقات الثبات فی زمانه، وصنف المسند لابی حنيفة علی حروف المعجم۔ (جامع المسانید،2/487)

ترجمہ: یہ اپنے زمانہ میں تمام عادل، ثقہ اور پختہ کار محدثین کے سرخیل تھے، انہوں نے حروفِ معجم پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند تصنیف کی ہے۔

حافظ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔ (جامع المسانید،1/70)

حافظ صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) اور حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (م 952ھ) نے بھی اس مسند کو ذکر کر کے امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد ذکر کردی ہیں۔

(عقود الجمان، ص323؛ تانیب الخطیب، ص156)

حافظ تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ (م 756ھ) نے بھی ان کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس مسند کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفی مسند الامام ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ، تصنيف ابی القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد۔

(شفاء السقام فی زیارۃ سیّد الانام صلی اللہ علیہ وسلم ص221۔ طبع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند، جس کو ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کیا ہے، میں مروی ہے۔

اسی طرح امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مذکورہ حدیث کو امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی "مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" سے نقل کیا ہے۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، ج4 ص184۔ المؤلف: علی بن عبد الله بن أحمد الحسنی الشافعی، نور الدین أبو الحسن السمهودی (المتوفی: 911ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت)

امام ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے ایک حدیث کی تحقیق میں لکھا ہے:

ومسنده الذی جمعه ابو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، 6/2710)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند، جس کو ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر شاہد رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے، میں یہ حدیث موجود ہے۔

(11) امام محمد بن ابراہیمؒ المعروف بہ "ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ" (م 381ھ)

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور قراءت وغیرہ علوم کے امام، اور اپنے زمانہ کے کبار اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز: محدثِ اصبہان، الامام الرحّال، الحافظ اور الثقہ کے القاب سے کیا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ، مامون اور صاحبِ اصول تھے۔

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ محدثِ کبیر، ثقہ، صاحبِ مسانید اور اس قدر کثیر المشائخ تھے کہ ان کے مشائخ کا شمار نہیں ہوسکتا، اور طلبِ حدیث میں انہوں نے اتنا زیادہ سفر کیا کہ ان کو "امام الرحّال" کہا جانے لگا"۔

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا بیان ہے: "میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک چار دفعہ سفر کیا ہے، اور میں دس مرتبہ بیت المقدس گیا، چالیس حج کیے اور پچیس ماہ مکہ مکرمہ کی مجاورت کی"۔

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں قراءت کے امام تھے، اور ہم نے جتنے قُرّاء دیکھے ہیں، ان میں یہ سب سے زیادہ عبادت گزار اور مُستجابُ الدَّعَوات تھے"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے محدث ابونصر بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ان کی ولایت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے:

"صاحب بن عباد معتزلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ معتزلی ہو کر بھی امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث سے کیوں محبت کرتے ہیں؟"۔ اس نے کہا: "دو وجہ سے: ایک اس لیے کہ وہ میرے والد کے دوست رہ چکے ہیں، دوسرے اس لیے کہ میں ایک

دن سورہا تھا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو سورہا ہے اور اللہ کا ایک ولی تیرے دروازے پر کھڑا ہے"۔ میں بیدار ہوا اور دربان سے کہا: "دیکھو، دروازے پر کون ہے؟"۔ اس نے جواب دیا: "ابوبکر بن المقری رحمۃ اللہ علیہ ہیں"۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/121؛ العبر، 2/158)

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علوم اسلامیہ کے سپوت اور عظیم وَلیُ اللہ بھی ان مصنّفین میں سے ہیں جنہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی ہیں۔ چنانچہ امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ کا تعارف گزر چکا ہے کہ ان کی مسند بھی امام ابن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صرف مرفوع احادیث پر مشتمل ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کرتے ہیں:

وقد صنّف مسند ابی حنیفة۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/121)

ترجمہ انہوں نے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تصنیف کی ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م911ھ) ان کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صاحب المعجم الکبیر و مسند ابی حنیفة والاربعین۔

(طبقات الحفاظ، ص388)

حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م629ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وجمع مسند ابی حنیفة۔ (التقیید، 1/4)

ترجمہ انہوں نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جمع کی ہے۔

نیز موصوف رحمۃ اللہ علیہ ابوالفتح منصور بن الحسین التانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدث عن ابی بکر ابن المقرئ معجم الشیوخ و کتاب المسند لابی حنیفة جمع ابن المقرئ ایضاً، حدث بهما عنه سعید بن ابی الرجاء الصیرفی۔ (التقیید، 2/260)

ترجمہ انہوں نے امام ابوبکر ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی "معجمِ شیوخ" اور ان کی جمع کردہ

"مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کو روایت کیا ہے۔ جب کہ ان سے ان دونوں کتابوں کو سعید بن ابی الرجاء صیرفی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م748ھ) نے ناصر بن محمد اصبہانی قطان رحمۃ اللہ علیہ (م593ھ) کے ترجمہ میں اپنے استاذ ابوالعلاء فرضی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

أَنَّ نَاصِراً سَمِعَ "مُسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ" لابْنِ الْمُقْرِئ وَ كِتَاب معَانِي الآثَار لِلطَّحَاوِيّ مِنْ إسماعيل بن الإِخْشِيذِ بِسَمَاعه لِلأَوَّل مِنَ ابْن عَبْدِ الرَّحِيْمِ، وَلِلكِتَاب الثَّانِي مِنْ مَنْصُوْر بن الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْن الْمُقْرِئ عَنْهُ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج15 ص425 رقم 5339)

ترجمہ ناصر قطان رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی "مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی "شرح معانی الآثار" کو اسماعیل بن اخشید سے سنا تھا، جب کہ اسماعیل بن اخشید پہلی کتاب (مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کو ابن عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، اور دوسری کتاب (شرح معانی الآثار) کو وہ منصور بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ سے (اور وہ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے) روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) نے اس مسند کا سماع امام احمد بن علی بن یوسف دمشقی المعروف بہ "ابن عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ" (م802ھ) سے کیا تھا، اور حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسند کے مؤلف (امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ) تک اپنا سلسلۂ سند بھی ذکر کر دیا ہے۔ (المعجم المفہرس، ص272؛ المجمع المؤسس للمعجم المفهرس، ص114)

امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م942ھ) اور علامہ محمد بن سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م1094ھ) نے بھی اس مسند کو ذکر کر کے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اپنی اسانید ذکر کر دی ہیں۔ (عقود الجمان، ص333، 334؛ الفضل المبین، ص248)

حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م879ھ) نے اس مُسند کے رجال پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے، جیسا کہ ان کے شاگردِ رشید حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ)

نے تصریح کی ہے۔(اعلان بالتوبیخ،ص117)

جب کہ علامہ شوکانیؒ (م1250ھ) کی تصریح کے مطابق حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ نے امام ابن المقریؒ کی ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' کو (ابواب پر) ترتیب بھی دیا ہے۔(البدر الطالع،1/384)

(12) امام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنیؒ (م385ھ)

امام دارقطنیؒ مشہور محدث اور بلند مرتبت حافظ الحدیث ہیں۔ان کی تالیف ''سنن الدارقطنی'' حدیث کی ایک مشہور اور متداول کتاب ہے۔

حافظ ذہبیؒ ان کے ترجمے کا آغاز: الامام، شیخ الاسلام، حافظ الزمان اور الحافظ الشہیر جیسے عظیم القاب سے کرتے ہیں۔

امام حاکم نیشاپوریؒ (م405ھ) جو اُن کے تلامذہ میں سے ہیں، سے کسی نے پوچھا: ''کیا آپؒ نے امام دارقطنیؒ جیسا کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے؟''۔ انہوں نے فرمایا: ''دارقطنیؒ نے خود اپنے جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا تو میں کیسے ان جیسا شخص دیکھ سکتا ہوں؟''۔

نیز فرماتے ہیں: ''امام دارقطنیؒ حفظ وفہمِ حدیث اور تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ قراء اور نحویوں کے امام بھی تھے''۔

امام ابوالطیب طبریؒ ان کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' قرار دیتے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ،3/132،133)

علامہ خطیب بغدادیؒ (م463ھ) امام موصوفؒ کو درجِ ذیل القاب سے یاد کرتے ہیں:

وکان فرید عصرہ، وقریع دھرہ، ونسیج وحدہ، وامام وقتہ۔

(تاریخ بغداد وذیولہ،12/34)

امام دارقطنیؒ نے ''سنن'' کے علاوہ کئی اور شاہکار تصانیف بھی لکھی ہیں جن میں

سے ایک مسندِ امام ابوحنیفہؒ بھی ہے۔ان کی مؤلفہ ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' مشہور مورّخ ومحدث علامہ خطیب بغدادیؒ (م463ھ) کے بھی زیرِ نظر رہی ہے اور انہوں نے جب دمشق کا سفر کیا تھا تو اس وقت بھی یہ مسند ان کے پاس تھی۔

علامہ زاہد الکوثریؒ (م1371ھ) فرماتے ہیں:

کان الخطیب نفسه حینما رحل الی دمشق استصحب معه مسند ابی حنیفة للدارقطنی ومسندہ لابن شاھین، ومسندہ للخطیب نفسه۔

(تانیب الخطیب،ص156)

ترجمہ: علامہ خطیبؒ نے جب دمشق کا سفر کیا تھا، تو اس وقت وہ امام دارقطنیؒ کی مسندِ ابی حنیفہؒ، امام ابن شاہینؒ کی مسندِ ابی حنیفہؒ اور خود اپنی مؤلفہ ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔

(13) امام ابوحفص عمر بن احمد بغدادی المعروف بہ ''ابن شاہینؒ'' (م385ھ)

امام ابن شاہینؒ بھی ایک نامور محدث اور امام دارقطنیؒ کے معاصر ہیں۔حافظ ذہبیؒ نے ان کے ترجمے کا آغاز: الحافظ، الامام، المفید، المکثر (کثیر الحدیث) اور محدث العراق کے القاب سے کیا ہے۔

حافظ امیر بن ماکولاؒ (م475ھ) ان کو ثقہ اور مامون قرار دیتے ہیں۔

حافظ ابن ابی الفوارسؒ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور مامون ہیں اور انہوں نے ایسی عمدہ کتب تصنیف کی ہیں جو کوئی نہیں کر سکا۔(تذکرۃ الحفاظ،3/129،130)

موصوف کی ان جملہ تصانیف میں سے ایک تصنیف ''مسندِ ابی حنیفہؒ'' بھی ہے۔ اور یہ مسند بھی علامہ خطیب بغدادیؒ کے زیرِ نظر رہی ہے۔جیسا کہ قبل ازیں علامہ کوثریؒ کے حوالہ سے گزرا ہے کہ علامہ خطیبؒ جب دمشق گئے تھے تو ان کے پاس اپنی اور امام دارقطنیؒ اور امام ابن شاہینؒ کی مؤلفہ مسانیدِ ابی حنیفہؒ

بھی تھیں۔

(14) امام محمد بن اسحاق المعروف بہ ''ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ'' (م 395ھ)

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ناموراور بلند پایہ حافظ الحدیث ہیں، اور ان کا خاندانی تعلق بھی محدثین کے ایک مشہور خاندان سے ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو: الامام، الحافظ الجوّال اور محدث العصر جیسے عظیم القاب سے یاد کرتے ہیں۔

الإِمَامُ الحَافِظُ الجَوَّالُ، مُحَدِّثُ الإِسْلاَمِ، أَبُو عَبْدِ اللهِ، مُحَمَّدُ ابْنُ المُحَدِّثِ أَبِي يَعْقُوْبَ إِسْحَاقَ بنِ الحَافِظِ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ مَنْدَةَ. (سیر أعلام النبلاء ج12 ص459 رقم 3638)

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میں کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جو ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ طلبِ حدیث میں سفر کرنے والا اور ان سے بڑھ کر کثیر الحدیث ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ اور ثقہ بھی تھے، اور ان کے شیوخ کی تعداد سترہ سو (1700) ہے۔ دیگر محدثین نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/157؛ سیر اعلام النبلاء رقم الترجمہ 3638)

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ حدیث میں بڑی عمدہ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے ایک تصنیف ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہے جس کا نام ''روایۃ لمسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔ جیسا کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتح الباب فی الکنی والالقاب'' کے محقق شیخ نظر محمد الفاریابی نے اس کتاب کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ (فتح الباب فی الکنی والالقاب، ص8۔ طبع: مکتبۃ الکوثر الریاض)

ترکی کے مشہور عالم دکتور فواد سیزگین کی تصریح کے مطابق اس مُسند کا مخطوطہ باتافاجا کارتا میں موجود ہے۔

(تاریخ التراث العربی، ۱/۴۳۹، ۳/۴۲۔ طبع: ادارۃ الثقافۃ والنشر بالجامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، السعودیۃ)

(15) امام احمد بن عبداللہ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م 430ھ)

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، جو ایک ثقہ، حافظ الحدیث، عظیم القدر صوفی اور مشہور صاحب التصانیف بزرگ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو الحافظ الکبیر اور محدث العصر کہہ کر ان کے ترجمے کا آغاز کرتے ہیں۔ نیز لکھتے ہیں کہ یہ 336ھ میں پیدا ہوئے اور 342ھ میں، جب ان کی عمر صرف چھ سال تھی، ان کو دنیا بھر کے مشائخ سے اجازتِ حدیث مل چکی تھی۔

پھر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مختلف بلاد کے متعدد مشائخِ حدیث (جنہوں نے امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت حدیث دی تھی) کے نام گنانے کے بعد لکھتے ہیں:

''موصوف پوری دنیا میں ان مشائخ سے اجازتِ حدیث حاصل کرنے میں منفرد ہیں، جیسا کہ ان کو محدثین کی ایک خلق سے سماعِ حدیث میں انفرادیت حاصل ہے۔ اور حفاظِ حدیث ان کے علم، حفظِ حدیث اور علوِ سند کی وجہ سے ان کے آستانہ کی طرف رحلتِ سفر باندھتے رہے ہیں''۔

امام حمزہ بن عباس علوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اصحابِ حدیث کا یہ کہنا ہے کہ حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری چودہ سال ایسے تھے کہ دنیا میں ان کا کوئی ہم مثل نہیں تھا اور مشرق تا مغرب کوئی ایسا محدث نہیں پایا جاتا تھا جو اُن سے زیادہ عالیُ السند اور ان سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہو''۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج3 ص195، 196، رقم 993)

ان سب علمی کمالات کے ساتھ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک زبردست صاحب التصانیف بھی تھے۔ ان کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کے بارے میں کہا گیا ہے:

لم یصنف مثل کتابہ حلیۃ الاولیاء۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج3 ص195)

ترجمہ: ان کی کتاب ''حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء'' کی طرح اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

ان کی دیگر تصانیف میں سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند بھی ہے۔ چنانچہ مؤرخ شام امام ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

ومسنده الذی جمعه ابو نعیم الحافظ۔ (بغیة الطلب فی تاریخ حلب، 6/2710)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں سے ایک مسند جس کو امام ابونعیم الحافظ رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے، اس میں بھی یہ حدیث ہے۔

حافظ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کی بھی تخریج کی ہے اوران تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔ (جامع المسانید، 1/72)

اسی طرح امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے بھی اس مسند کو ذکر کر کے امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند ذکر کردی ہے۔ (عقود الجمان، ص324، 325)

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی نے امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی ہے، اور یہ کتاب ان کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

(16) امام ابوعمر احمد بن محمد الکلاعی المقری رحمۃ اللہ علیہ (م 432ھ)

یہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ قراءت کے بھی ایک بلند پایہ امام ہیں۔ انہوں نے حدیث کی سماعت ابوالمطرف القنازعی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، ابومحمد ابن بنوش رحمۃ اللہ علیہ، اور مکی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین سے کی ہے۔

علامہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الصلة'' میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان مقرئا فاضلاً ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها، ضابطا لها.

(الصلة فی تاریخ أئمة الأندلس، ص52. المؤلف: أبو القاسم خلف بن عبد الملك بن بشكوال (المتوفى: 578ھ). الناشر: مكتبة الخانجي. الطبعة: الثانية، 1374ھ-1955م)

ترجمہ: امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ قراءت کے مدرّس، صاحبِ فضیلت، پرہیزگار، قراءت اوران کے طرق کے عالم اور ضابط تھے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند تالیف کی ہے۔

حافظ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) نے مسانیدِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی مؤلفہ مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تخریج کی ہے، اوران تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔

(جامع المسانید، 1/74)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 942ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے، اورانہوں نے امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند بھی ذکر کردی ہے۔ (عقود الجمان، ص328)

(17) امام علی بن محمد بن حبیب المعروف الماوردی رحمۃ اللہ علیہ (م 450ھ)

یہ شافعی المذہب فقیہ اور علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین کے استاذ ہیں۔ علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

كتبت عنه وكان ثقه۔ (تاریخ بغداد، 12/102)

ترجمہ: میں نے ان سے حدیث لکھی ہے اور یہ ثقہ تھے۔

موصوف رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں، اوران کی تصانیف میں سے ایک ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہے۔ (کشف الظنون، 2/1680)

(18) امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 463ھ)

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو علومِ حدیث اور تاریخِ اسلام میں جو مقام حاصل ہے، وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا مبسوط ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز الحافظ الکبیر، الامام، محدث الشام والعراق اور صاحب التصانیف کے القاب سے کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 3/221)

ان کی تصنیف ''تاریخ بغداد'' تاریخِ اسلام کی ایک مشہور اور متداول کتاب ہے۔ انہوں نے علومِ حدیث میں بھی کئی تصانیف اپنی علمی یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی جملہ کتب میں سے ایک ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں بحوالہ امام زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ گزرا ہے۔

(19) امام عبداللہ بن محمد الانصاری الہروی ؒ (م 481ھ)

یہ میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری ؓ کی اولاد میں سے ہونے کا شرف رکھتے ہیں، اور ان کا شمار اپنے زمانے کے نامور محدثین وحفاظِ حدیث اور کبار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی ؒ نے ان کا بڑا شاندار اور مبسوط ترجمہ لکھا ہے، جس کے آغاز میں انہوں نے ان کو ان القاب سے یاد کیا ہے: شیخ الاسلام، الحافظ، الامام، الزاہد۔

نیز ذہبی ؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وکان سیفًا مسلولًا علی المخالفین وجذعًا فی أعین المتکلمین وطودًا فی السنۃ لا یتزلزل وقد امتحن مرات.

(تذکرۃ الحفاظ=طبقات الحفاظ للذہبی (شمس الدین الذہبی) ج3ص249)

ترجمہ: یہ اپنے مخالفین کے لیے ننگی تلوار، متکلمین کی نظروں میں شہتیر، اور سنت پر مضبوطی سے جمنے والے تھے۔ اگرچہ کئی مرتبہ آزمائشوں میں مبتلا ہوئے، لیکن اپنے مؤقف سے نہیں ہٹے۔

دیگر کئی محدثین نے بھی ان کی زبردست الفاظ میں توثیق وتعریف کی ہے۔

موصوف حنبلی المسلک ہیں، اور ان کا شمار فقہ حنبلی کے غالی علماء میں ہوتا ہے۔ ان کا یہ شعر ہے:

انا حنبلی ما حییت و ان امت
فوصیتی للناس ان یتحنبلوا

(تذکرۃ الحفاظ، ج3ص249،250رقم1028)

ترجمہ: میں جب تک زندہ ہوں، حنبلی ہوں اور جب میں مرجاؤں تو لوگوں کو میری وصیت ہے کہ وہ بھی حنبلی ہوجائیں۔

امام موصوف ؒ نے حنبلی المسلک ہونے کے باوجود امام اعظم ؒ کی احادیث کو

قابلِ اعتناء سمجھا اور ان کو مسند کی صورت میں جمع کردیا۔ ان کی جمع کردہ مسند ابی حنیفہ کا نام ''جمع احادیث ابی حنیفۃ'' ہے۔

امام ابوسعد سمعانی ؒ (م 563ھ) اس مسند کو ان سے دو واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ نصر بن سیار ؒ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمعت منه الترمذی بروایته عن القاضی ابی عامر الجراحی عن المحبوبی عنه، و کتاب الاحادیث التی رواها ابوحنیفة رضی الله عنه جمع عبدالله بن محمد الانصاری لجده القاضی صاعد بروایته عنه.

(المنتخب من معجم شیوخ السمعانی،2/354؛الجواہر المضیۃ،2/195)

ترجمہ: میں نے ان سے ''سنن الترمذی'' کا سماع کیا تھا، جس کو یہ قاضی ابوعامر الجراحی ؒ سے، وہ امام محبوبی ؒ سے، اور وہ امام ترمذی ؒ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح میں نے ان سے امام عبداللہ بن محمد انصاری ؒ کی جمع کردہ کتاب ''احادیث الامام ابی حنیفہ ؒ'' کا سماع بھی کیا تھا، جس کو وہ اپنے دادا قاضی صاعد ؒ سے اور وہ امام عبداللہ بن محمد انصاری ؒ سے روایت کرتے ہیں۔

(20) امام حسین بن محمد بن خسرو البلخی ؒ (م 526ھ)

امام موصوف ؒ ایک جلیل القدر فقیہ اور کثیر الحدیث محدث ہیں۔ انہوں نے علمِ حدیث کی تحصیل امام حمیدی ؒ وغیرہ جیسے محدثین سے کی ہے۔ جبکہ ان سے شرفِ تلمذ رکھنے والوں میں حافظ ابن عساکر ؒ اور حافظ ابن الجوزی ؒ وغیرہ مشہور اور اَجِلّہ محدثین بھی ہیں۔

حافظ ابوسعد سمعانی ؒ (م 563ھ) ''ذیل تاریخ بغداد'' میں ان کو ''مفید بغداد'' قرار دیتے ہیں اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

مفید بغداد فی عصره سمع الکثیر.فمن شیوخه الحمیدی ومالك البانیاسی وأبو الغنائم بن أبي عثمان وطراد. وَعبد الواحد بن فهد

العلاف وجمع کثیر. (لسان المیزان، ج3 ص207 رقم 2606)

ترجمہ: یہ اپنے زمانے میں مفیدِ بغداد تھے۔ انہوں نے بہت سے مشائخ سے سماعت کی ہے۔ ان کے شیوخ میں سے: حمیدی رحمۃ اللہ علیہ، مالک البانیاسی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالغنائم بن ابی عثمان، طراد رحمۃ اللہ علیہ، عبدالواحد بن فہد العلاف رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے محدثین سے بکثرت احادیث کا سماع کیا ہے۔

حافظ ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (م643ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فقیہ اھل العراق ببغداد فی وقتہ، سمع الکثیر واکثر عن اصحاب ابی علی بن شاذان وابی القاسم بن بشران، روی لنا عنہ ابن الجوزی۔

(الجواہر المضیۃ، 1/218)

ترجمہ: یہ اپنے وقت میں پورے اہلِ عراق کے فقیہ اور کثیر السماع محدث ہیں۔ اور یہ ابوعلی بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالقاسم بن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں:

محدث مکثر، اخذ عنہ ابن عساکر۔ (لسان المیزان، ج3 ص207 رقم 2606)

ترجمہ: یہ کثیر الحدیث محدث ہیں، ان سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اخذِ علم کیا ہے۔

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

ابن خُسرو: المُحَدِّثُ العَالِمُ، مُفِيدُ أَهْلِ بَغْدَادَ، أَبُو عَبْدِ اللهِ الحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُسْرو البَلْخِيُّ، ثُمَّ البَغْدَادِيُّ الحَنَفِيُّ، جَامِعُ "مُسْنَدِ أَبِي حَنِيْفَةَ". (سیر اعلام النبلاء، ج14 ص404 رقم 4765)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا تذکرہ ابوالفرج ابراہیم بن احمد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وسمع منہ المحدث عمر بن بدر الموصلی مُسند ابی حنیفۃ روایۃ

البلخی۔ (الجواہر المضیۃ، ج1 ص34)

ترجمہ: ابوالفرج دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے محدث عمر بن بدر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا سماع کیا تھا۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۵ھ) موصوف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمع الکبیر، وھو جامع المسند لابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ۔

(الجواہر المضیۃ، ج1 ص34)

ترجمہ: انہوں نے بہت زیادہ احادیث کا سماع کیا تھا، اور یہ ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کے جامع ہیں۔

حافظ ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وجمع مسندِ ابی حنفیۃ۔ (جامع المسانید، 2/435)

ترجمہ: انہوں نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ) ان کی اس مسند کے تعارف میں لکھتے ہیں:

والمسند الذی خرجہ الحسین بن محمد بن خسرو من حدیث الامام ابی حنیفۃ۔ (تعجیل المنفعۃ، ص17)

ترجمہ: وہ مسند جس کی تخریج امام حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے کی ہے۔

حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے:

وفی کتابہ زیادات علی ما فی کتابی الحارثی وابن المقری۔

(تعجیل المنفعۃ، ص19)

ترجمہ: ان کی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں حافظ حارثی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی مسانیدِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ احادیث ہیں۔

نیز حافظ موصوف ایک راوی کی تحقیق میں امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجزم الحافظ ابو عبداللہ بن خسرو فی مسند ابی حنیفة بأن بلال بن ابی بلال النصیبی هو بلال الراوی عن وهب بن کیسان۔

(تعجیل المنفعة،ص69)

ترجمہ: حافظ الحدیث ابوعبداللہ بن خسرو ؒ نے ''مسندِ ابی حنیفہ ؒ'' میں یقین سے یہ کہا ہے کہ بلال بن ابی بلال النصیبی ؒ سے مراد وہ بلال ہیں جو وہب بن کیسان ؒ سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابن العدیم ؒ (م 660ھ) نے بھی امام ابن خسرو ؒ کی ''مسندِ ابی حنیفة ؒ'' کا حوالہ دیا ہے۔ (بغیة الطلب فی تاریخ حلب،6/2710)

حافظ ابوالمحاسن حسینی ؒ (م 765ھ) نے اپنی کتاب ''التذکرۃ'' میں دس کبار ائمہ کی کتبِ حدیث کے رجال کے حالات لکھے ہیں، اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی جس مسند کا انتخاب کیا ہے وہ حافظ ابن خسرو ؒ کی یہ مسندِ ابی حنیفہ ؒ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م852ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وَأما الَّذِی اعْتمد الْحُسَیْنِی علی تَخْرِیج رِجَاله فَهُوَ بن خسرو۔

(تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة ج1 ص240)

ترجمہ: حافظ حسینی ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کی مسانید میں سے جس مسند کے رجال پر اعتماد کیا ہے، وہ امام ابن خسرو ؒ کی ''مسندِ ابی حنیفہ ؒ'' ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابن خسرو ؒ نے اپنی اس ''مسندِ ابی حنیفۃ'' کی تخریج بھی لکھی ہے جو دو جلدوں میں ہے۔

ابْن المقری - الْحُسَیْن بن مُحَمَّد بن خسرو البلخی الْحَافِظ أَبُو عبد الله الْحَنَفِیّ الْمَعْرُوف بِابْن المقری. لَهُ مُسْند الامام ابی حنیفَة. تَخْرِیج الْمسند الْمَذْکُور فِی مجلدین.

(هدیة العارفین: أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ج 1 ص 312. المؤلف:

إسماعیل بن محمد أمین بن میر سلیم البابانی البغدادی (المتوفی: 1399ھ)۔
الناشر: دار إحیاء التراث العربی بیروت-لبنان)

اسی طرح امام ابوالمؤید خوارزمی ؒ (م655ھ) نے بھی امام اعظم ؒ کی مسانید میں حافظ ابن خسرو ؒ کی مسندِ ابی حنیفہ ؒ کی بھی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید،1/74)

اسی طرح امام صالحی ؒ (م 942ھ) اور امام محمد بن سلیمان مغربی ؒ (م 1094ھ) نے بھی اس مسند کو ذکر کر کے امام ابن خسرو ؒ تک اپنی اپنی سند ذکر کر دی ہے۔ (عقود الجمان، ص328؛ الفضل المبین، ص248)

مشہور محدث حافظ خلیل بن کیکلدی ؒ (م 761ھ) نے اپنے شیوخ میں سے زینب بنت احمد مقدسیہ ؒ (م740ھ) اور قاسم بن مظفر ؒ (م723ھ) سے اس کتاب کا سماع کیا تھا۔

(معجم شیوخ العلائی،1/244،2/440۔ طبع: مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة)

نیز یہ مُسند علامہ محمد شوکانی ؒ (م 1250ھ) کی مرویات میں سے بھی ہے، اور انہوں نے امام ابن خسرو ؒ تک اس مُسند کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر، ص219۔ طبع: دار ابن حزم، بیروت)

(21) امام محمد بن عبدالباقی انصاری ؒ المعروف بہ قاضی المرستان (م 535ھ)

یہ حضرت کعب بن مالک انصاری خزرجی ؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ حافظ ذہبی ؒ ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

قاضی الْمَرِسْتَان: الشَّیْخُ، الإِمَامُ، العَالِمُ، المُتَفَنِّنُ، الفَرَضِیُّ، العَدْلُ، مُسْنِدُ العصرِ، القَاضِی، أَبُو بَکْرٍ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ البَاقِی بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِاللهِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ بنِ الرَّبِیْعِ بنِ ثَابِتِ بنِ وَهْبِ بنِ مَشْجَعَةَ بنِ

الحَارِثِ بنِ عَبدِ اللهِ ابنِ شَاعِرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَأَحَدِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا كَعْبِ بنِ مَالِكِ بنِ عَمْرِو بنِ القَيْنِ، الخَزْرَجِيُّ، السَّلَمِيُّ، الأَنْصَارِيُّ، البَغْدَادِيُّ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج14 ص437 رقم 4811)

نیز لکھتے ہیں:

وَرَوَى الكَثِيرَ، وَشَارَكَ فِي الفَضَائِلِ، وَانتَهَى إِلَيهِ عُلُوُّ الإِسْنَادِ، وَحَدَّثَ وَهُوَ ابنُ عِشْرِينَ سَنَةً فِي حَيَاةِ الخَطِيبِ۔

(سیر اعلام النبلاء، ج14 ص438 رقم 4811)

ترجمہ: انہوں نے بکثرت احادیث کی روایت کی ہے، اور متعدد فضائل ان کو حاصل ہیں۔ نیز علوِ اسناد ان پر ختم تھا اور انہوں نے بیس سال کی عمر میں ہی (اپنے شیخ) علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں حدیث بیان کرنا شروع کر دی تھی۔

حافظ ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ، جو ان کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں:

ما رأيتُ اجمع للفنون منه۔ (کتاب الانساب، 4/423)

ترجمہ: میں نے ان سے زیادہ فنون کا جامع کوئی شخص نہیں دیکھا۔

نیز ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

اشهر من ان يذكر۔ سمعت منه الكثير، وحدث عن شيوخ له لم يحدث عنهم احد في عصره۔ (کتاب الانساب، 4/423)

ترجمہ: یہ اتنے زیادہ مشہور ہیں کہ ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں نے ان سے بکثرت حدیث کا سماع کیا ہے، اور انہوں نے ایسے شیوخ سے روایت کی ہے جن سے ان کے زمانے میں کسی نے روایت نہیں کی۔

حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 629ھ) بحوالہ ''تاریخ ابن شافع'' ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال ابن شافع في تاريخه.... وهو شيخ أهل العلم وأسند من على وجه الأرض وأسنُّ عالم نعرفه۔

(التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، ص82 رقم 76۔ المؤلف: محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي (المتوفى: 629ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة: الطبعة الأولى 1408ھ-1988م)

ترجمہ: یہ اہلِ علم کے شیخ ہیں، اور روئے زمین پر سب سے عالی السند ہیں، اور ہم جن علماء کو جانتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ معمر ہیں۔

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (م 597ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابنُ الجَوزِيِّ: "بَلَغَ مِنَ العُمُرِ ثَلَاثًا وَتِسعِينَ سَنَةً، لَمْ تَتَغَيَّرْ حَوَاسُّهُ وَلَا عَقْلُهُ۔

(البداية والنهاية، ج16 ص330۔ المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ)۔ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان)

ترجمہ: انہوں نے 93 سال کی عمر پائی اور اس عمر میں بھی ان کے ہوش وحواس اور عقل میں تغیر نہیں آیا۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ بھی ان محدثین میں سے ہیں جنہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو مسند کی صورت میں جمع کیا ہے۔ چنانچہ امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهو جمع مسند الابي حنيفة۔ (جامع المسانید، 2/363)

ترجمہ: انہوں نے مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جمع کیا ہے۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسانیدِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' میں ان کی ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کی بھی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (جامع المسانید، 1/72)

امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ (م 943ھ) نے جن سترہ مسانید کو ذکر کر کے ان کے مؤلفین تک اپنی اسانید ذکر کی ہیں، ان میں یہ مسند بھی شامل ہے۔ (عقود الجمان، ص325)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) نے اگرچہ امام ابن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں مذکورہ ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کا امام ابن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہونے سے انکار کیا ہے، لیکن ان ہی کے تلمیذِ رشید حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 902ھ) اس کو ثابت مانتے ہیں اور وہ اس مسند کے راوی بھی ہیں۔ چنانچہ علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م 1371ھ) فرماتے ہیں:

تلمیذہ السخاوی یرویہ عن التدمری، عن المیدومی، عن النجیب، عن ابن الجوزی، عن الجامع قاضی المرستان.

(الفقہ واصول الفقہ ص 122، للامام الکوثری رحمہ اللہ)

ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اس ''مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' کو امام تدمری رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام میدومی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ امام نجیب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ قاضی المرستان (امام محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں۔

(22) امام ابوالقاسم علی بن حسن المعروف بہ ابن عساکر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 571ھ)

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور تاریخِ اسلام کی ایک عظیم اور مشہور شخصیت ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا مبسوط ترجمہ لکھا ہے اور ان کو الامام، الحافظ الکبیر، محدث الشام، فخر الائمۃ، اور ثقۃ الدین جیسے دلنشین القاب سے یاد کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج4ص82رقم1094)

نیز ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

وَكَانَ فَهِماً، حَافِظاً، مُتْقِناً، ذَكِيّاً، بَصِيْراً بِهٰذَا الشَّأْنِ.

(سیر اعلام النبلاء، ج15ص248رقم5155)

ترجمہ: امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سمجھدار، حافظ الحدیث، پختہ کار محدث اور علمِ حدیث میں بصیرت رکھنے والے تھے۔

نیز فرماتے ہیں:

وَلَا كَانَ لَهٗ نَظِيْرٌ فِيْ زَمَانِهٖ. (سیر اعلام النبلاء، ج15ص248رقم5155)

ترجمہ: ان کی نظیر ان کے زمانے میں کوئی نہیں ملتی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ ان کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد سولہ سو (1600) سے زائد ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج15ص249رقم5155)

ان کی تصنیف ''تاریخِ دمشق'' تاریخِ اسلام کی ایک مایہ ناز کتاب ہے، اور بقول ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سولہ ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج15ص249رقم5155)

اب یہ کتاب مطبوعہ ہے۔

علمِ حدیث میں بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں، جن میں سے ایک ''مسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ومکحول رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث ذکر کی ہیں۔ یہ کتاب ان کی عمدہ تصانیف میں شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تصانیف کے تعارف میں عنوان قائم کیا ہے، ''ومن توالیف ابن عساکر اللطیفۃ'' (حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے جو عمدہ کتابیں ہیں)۔ پھر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ذیل میں اِن کتب کی جو فہرست دی ہے اُس میں انہوں نے ''مسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ومکحول رحمۃ اللہ علیہ'' کو بھی شمار کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج15ص250رقم5155)

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ''مسندِ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ومکحول رحمۃ اللہ علیہ'' حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔

اسی طرح امام صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (م 764ھ) نے بھی امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ان کی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (الوافی بالوفیات، 20/219)

(23) امام علی بن احمد مکی رازی رحمۃ اللہ علیہ (م 598ھ)

موصوف حنفی محدث ہیں۔ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) نے ان کا بڑا

شاندار ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز: الامام، حسام الدین کے القاب سے کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے "مختصر القدوری" کی شرح "خلاصۃ الدلائل فی تنقیح المسائل" کے نام سے لکھی ہے۔ اور یہ فقہ میں وہ کتاب ہے کہ جو میں نے حفظ کی ہے، اور میں نے اس میں مندرجہ احادیث کی ایک ضخیم جلد میں تخریج کی ہے، اور اس پر شرح بھی لکھی ہے۔ (الجواہر المضیئۃ، 1/353)

ترکی کے عالم فاضل دکتور فواد سیزگین نے تصریح کی ہے کہ امام علی بن احمد رازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند بھی لکھی ہے، اور اس کا قلمی نسخہ سرائے احمد ثالث کے مکتبہ میں محفوظ ہے۔ (تاریخ التراث العربی، 3/43)

(24) امام موسیٰ بن زکریا الحصفکی رحمۃ اللہ علیہ (م 650ھ)

یہ صدر الدین کے لقب سے مشہور ہیں، اور حدیث وفقہ میں بلند پایہ مقام کے حامل ہیں۔

حافظ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

الامام، العلامۃ، صدر الدین۔ (الجواہر المضیئۃ، 2/185، 186)

حافظ قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ یہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی "کتاب الشمائل" صرف چھ واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ (الجواہر المضیئۃ، 2/185، 186)

ان سے متعدد ائمہ نے روایتِ حدیث کی ہے جن میں سے حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، اور حافظ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا اپنی "معجم شیوخ" میں تذکرہ بھی کیا ہے۔

حافظ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک واسطہ سے ان کے شاگرد ہیں۔

(الجواہر المضیئۃ، 2/185، 186)

علامہ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے "تاریخِ حلب" میں ان کے تذکرہ میں تصریح کی ہے کہ یہ مصر میں کئی علاقوں کے قاضی رہے، اور متعدد مدارس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کا انتقال 650ھ میں قاہرہ میں ہوا اور حضرت سیّدہ

نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کے جوار میں مدفون ہوئے۔ (الجواہر المضیئۃ، 2/185، 186)

انہوں نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند تالیف کی تھی، جس کو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ پر ترتیب دیا تھا۔ پھر علامہ محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ (م 1257ھ) نے اس مسند کو فقہی ابواب پر مرتّب کیا، اور یہ مسند اب علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب کے ساتھ مطبوعہ ہے۔

مجدد قرن العاشر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) نے اس کی شرح بنام "مسند الانام فی شرح مسند الامام" لکھی ہے۔ اسی طرح علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (م 1305ھ) نے بھی اس کی شرح "تنسیق النظام فی مسند الامام" کے نام سے لکھی ہے اور یہ دونوں شرحیں مطبوعہ ہیں۔

(25) امام ابوعلی حسن بن محمد البکری رحمۃ اللہ علیہ (م 656ھ)

موصوف ایک جلیل المرتبت محدث ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے جس کا آغاز ان القاب سے کیا ہے:

الشَّيْخُ الإِمَامُ المُحَدِّثُ المُفِيْدُ الرَّحَّالُ المُسْنِدُ جَمَالُ المشايخ، صدر الدين، أبو علي الحسن ابن مُحَمَّدِ ابْنِ الشَّيْخِ أَبِي الفُتُوْحِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرُوْكَ بْنِ مُحَمَّدِ ابن عبد الله ابن حَسَنِ بْنِ القَاسِمِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ النَّضْرِ بْنِ مُعَاذِ ابْنِ فَقِيْهِ المَدِيْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ القَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الصِّدِّيْقِ أَبِي بَكْرٍ القُرَشِيُّ، التَّيْمِيُّ، البَكْرِيُّ، النَّيْسَابُوْرِيُّ، ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ، الصُّوْفِيُّ. (سیر اعلام النبلاء ج16 ص466 رقم 5919)

یہ عظیم الالقاب محدث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھنے والوں میں شامل ہیں۔ جیسا کہ امام زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے، اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مشہور محدث حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الفہرست الاوسط" اس مسند کی بھی اسناد مصنف تک ذکر کر دی ہے۔ (تانیب الخطیب، ص156)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م 852ھ) بھی اس مسند کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں، اور انہوں نے امام بکری رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی نقل کر دی ہے۔
(المعجم المفہرس ص 272)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے اور امام البکری رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ (عقود الجمان، ص 334)

اسی طرح علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 1332ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ علامہ محمد بن سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م 1094ھ) نے اپنے ثبت "صلۃ الخلف" میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن چار مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کی ہیں، ان چار مسانید میں سے ایک امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ "مسندِ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" بھی ہے۔ (الفضل المبین، ص 248)

(26) امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 653ھ)

یہ جلیل القدر حنفی فقیہ اور عظیم محدث ہیں۔ ان کا لقب "النظام" ہے اور یہ اپنے اس لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے طلبِ حدیث میں بخارا، سمرقند، رَے، اور حلب وغیرہ متعدد مقامات کی طرف سفر کیا، اور وہاں کے اَجِلّہ محدثین: المؤید الطوسی رحمۃ اللہ علیہ، مسعود بن مودود الاستر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن عبدالرحیم الفامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ جبکہ ان کے تلامذہ میں کئی نامور محدثین ہیں، جن میں سے مشہور محدث حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنی "معجم شیوخ" میں بھی ذکر کیا ہے۔ (الجواہر المضیئۃ، 2/125)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو "مفتی الحنفیۃ" قرار دیتے ہیں۔

مُفْتِي الْحَنَفِيَّةِ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ. بَغْدَادِيٌّ، سَكَنَ حَلَبَ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج16 ص447 رقم 5893)

اور ان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے "صحیح مسلم" کا درس دیا ہے۔

حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م 775ھ) ان کے صاحبزادے عبدالوہاب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

ابوہ من کبار فقہاء الحنفیۃ۔ (الجواہر المضیئۃ، 1/335)

ترجمہ: ان کے والد (امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) کبار فقہائے احناف میں سے تھے۔

انہوں نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند لکھی ہے، جس کا نام "جزء ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ" ہے۔ حافظ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبدالوہاب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (م 720ھ) سے سماع کیا تھا۔ چنانچہ حافظ قرشی رحمۃ اللہ علیہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

وولدہ عبدالوہاب بن محمد حدث عنہ بجزء ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ سمعتہ علیہ۔ (الجواہر المضیئۃ، 1/125)

ترجمہ: ان کے بیٹے امام عبدالوہاب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے "جزء ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کو روایت کیا ہے، اور میں نے امام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اس "جزء" کا سماع کیا تھا۔

(27) امام قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ)

امام موصوف کا شمار اُن متبحر اور کثیر الاستحضار محدثین میں ہوتا ہے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ انہوں نے حدیث کا درس امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے لیا، جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ رکھنے والے اس کثرت سے ہیں کہ مؤرخ ابن العماد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

واخذ عنہ من لا یحصی کثرۃ۔ (شذرات الذہب، 7/326)

ترجمہ: ان سے اخذِ علم کرنے والے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔

علامہ محمد شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (م 1250ھ) نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے، اور ان کے بارے میں یہ لکھا ہے:

ولم یخلف بعدہ مثلہ۔ (البدر الطالع، 1/384)

ترجمہ: انہوں نے اپنے بعد اپنا ہم مثل نہیں چھوڑا۔

شیخ فواد سیزگین کی تصریح کے مطابق انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مُسند بھی لکھی ہے اوراس کا مخطوطہ برلن وغیرہ کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

(تاریخ التراث العربی،3/43)

(28) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م902ھ)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کی نامور اور بلند مرتبت ہستی ہیں۔ ان کو نویں صدی کے چار مشہور ائمہ حدیث وفقہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ شارحِ ہدایہ اور حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔

علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م1089ھ) نے ان کا شاندار ترجمہ لکھا ہے، اوران کے بارے میں تصریح کی ہے کہ ان کو فقہ، لغتِ عربیہ، قراءت، حدیث اور تاریخ وغیرہ علوم میں بڑی مہارت تھی۔

اورآخر میں لکھا ہے:

ولم يخلف بعده مثله۔ (شذرات الذہب،8/16،17)

ترجمہ: انہوں نے اپنے بعد اپنا ہم مثل کوئی نہیں چھوڑا۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اور تاریخ وغیرہ علوم میں کئی یادگار کتابیں تصنیف کی ہیں، چنانچہ ان کی تصانیف میں سے ایک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مُسند بھی ہے، جس کا نام ''تحفة المنيفة فيما وقع له من حديث ابي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔

(ہدیۃ العارفین،2/220)

(29) امام عیسیٰ جعفری ثعالبی مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م1080ھ)

یہ مسندِ ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1176ھ) کے شیخ الشیوخ اور اپنے زمانہ میں حرمین (مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) کے اکثر مشائخ کے استاذ ہیں۔

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی مسند تصنیف کی ہے جس میں انہوں نے اپنے سے لے کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلۂ اسناد کو متصل ثابت کیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

مسندے برائے امام ابوحنیفہ تالیف کردہ دراں جا عنعنہ متصلہ ذکر کردہ درحدیث ازاں جابطلاں زعم کسانیکہ گویند سلسلہ حدیث امروز متصل نماندہ واضح تری شود۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین،ص6۔بحوالہ ابن ماجہؒ اور علم حدیث،ص181)

ترجمہ: انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی مسند تالیف کی ہے جس میں اپنے سے لے کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک عَنْعَنَہ متصلہ کو ذکر کیا ہے، اور یہاں سے ان لوگوں کے دعویٰ کا غلط ہونا اچھی طرح ظاہر ہوجاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث کا سلسلہ آج کل متصل نہیں رہا ہے۔

شیخ فواد سیزگین کی تصریح کے مطابق امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ''مُسند ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ'' استنبول کے مکتبہ کوبریلی میں موجود ہے۔ (تاریخ التراث العربی (۳/۴۴))

قارئین! یہ ان انتیس (29) حفاظِ حدیث کا تذکرہ ہے جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا اوران کو مسانید کی صورت میں جمع کردیا۔

ان حضرات کا تذکرہ پڑھنے کے بعد آپ پر یہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ یہ وہ حضرات ہیں کہ جن کا علمِ حدیث میں عظیم مقام آفتابِ نیمروز سے بھی زیادہ روشن ہے، اوران میں سے ہر ایک اپنی جگہ اس کے لائق ہے کہ اس کی مسند لکھی جائے، لیکن ان سب فضائل وکمالات کے باوجود ان محدثین کا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے اس قدر دلچسپی لینا اوراتنی بڑی تعداد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا لکھا جانا، یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں برتری، محدثین میں مقبولیت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کی روشن دلیل ہے۔

آخر میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہاں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جن انتیس (29)

مسانید کا تعارف بیان ہوا ہے، یہ کتاب الآثار کے ان آٹھ نسخوں (جن کا تعارف ہم پہلے بیان کر آئے ہیں) کے علاوہ ہیں۔ اگر اُن کو بھی اِن مسانید کے ساتھ شامل کیا جائے (جیسا کہ امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین ان کو بھی مسانید کے نام سے ذکر کرتے ہیں)، تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کی تعداد سینتیس (37) ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی ہماری معلومات کی حد تک ہے، ورنہ ممکن ہے کہ ان سینتیس (37) کے علاوہ بھی کئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھی گئی ہوں۔

اس سے امام عالی شان رحمۃ اللہ علیہ کا کثیر الحدیث اور کثیر المسانید ہونا بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔

باب 18

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (م 655ھ)
مؤلف ''جامع المسانید'' رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

1 تعارف

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ساتویں صدی کے مشہور فقیہ، فاضل اور محدثِ کامل ہیں۔ انہوں نے حدیث وفقہ وغیرہ علوم کی تعلیم امام نجم الدین طاہر بن محمد حصفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی القضاۃ ابوعلی الحسن رحمۃ اللہ علیہ، امام تاج الدین احمد بن ابی الحسن العرنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ سے حاصل کی۔ موصوف خوارزم کے قاضی بھی رہے، اور خوارزم، دمشق اور بغداد میں کافی عرصہ فقہ اور حدیث کا درس بھی دیتے رہے۔

(الجواہر المضیئۃ، 2/132؛ حدائق الحنفیۃ، ص283)

مؤرخ اسلام امام ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م 660ھ) نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہونے کے باوجود ان سے رشتۂ تلمذ استوار کیا اور اپنی تاریخ میں انہوں نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، 10/4375)

ان کے علمی کارناموں میں سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید (جن میں کتاب الآثار کے چار مشہور نسخے بھی ہیں) کو یکجا کر دیا ہے، اور ان میں اسناد اور احادیث کا جو تکرار تھا، اُس کو حذف کر کے ان احادیث کو

ابوابِ فقہ پر ترتیب دیا ہے۔ نیز شروع کتاب میں انہوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور ان مسانید کے مؤلفین تک اپنی اسناد ذکر کی ہیں۔ اور آخر کتاب میں ان مسانید کے مؤلفین اور رُوات کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔ اس کتاب کا نام "جامع المسانید" ہے۔ اور اسی کو "مسانیدِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" یا "مسندِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں مطبوعہ ہے اور اہلِ علم میں متداول ہے۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ شروع کتاب میں اس کتاب کی غرضِ تالیف بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

وقد سمعتُ بالشام عن بعض الجاهلين مقداره انه ينقصهُ ويستصغر ويستعظم غيره ويستحقره وينسبه الى قلة رواية الحديث ويستدل باشتهاره المسند الذى جمعه ابوالعباس محمد بن يعقوب الاصم للشافعي رحمه الله، ومؤطا مالك و مسند الامام احمد رحمهم الله تعالٰى، وزعم انه ليس لابى حنيفة رحمه الله مسند، وكان لايروى الا عدة احاديث فلحقنى حمية دينية ربّانية و عصبية حنفية نعمانية فاردتُ ان اجمع بين خمسة عشر من مسانيده التى جمعها له فحول علماء الحديث۔ (جامع المسانید، 1/4)

ترجمہ: میں نے شام میں بعض لوگوں کو، جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سے جاہل ہیں، دیکھا کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیص وتحقیر کر رہے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں دوسرے ائمہ کی تعظیم بجالا رہے ہیں، اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قلتِ حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس پر دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند موجود ہے جس کو ابوالعباس محمد یعقوب الاصم رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں سے جمع کیا ہے۔ اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ہے، اور ان کے زعم میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی مسند نہیں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف چند احادیث

روایت کرتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے دینِ ربّانی کی حمیت اور مذہبِ حنفیہ نعمانیہ کی عصبیت کا جوش آیا، اور میں نے ارادہ کرلیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید، جن کو جلیل المرتبت محدثین نے مرتّب کیا ہے، ان کو یکجا کر دوں۔

2 پندرہ مسانید کے نام جن سے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے جن پندرہ مسانید کی تخریج کی ہے، وہ ان کی تصریح کے مطابق درج ذیل حفاظِ حدیث کی تالیفات ہیں:

1. امام حافظ ابومحمد عبداللہ بن یعقوب الحارثی البخاری رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ "الاستاذ" (م 340ھ)
2. امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل رحمۃ اللہ علیہ (م 380ھ)
3. امام حافظ ابوالخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (م 479ھ)
4. امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م 430ھ)
5. امام حافظ ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ (م 535ھ)
6. امام حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (م 365ھ)
7. امام حافظ حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (م 204ھ)
8. امام حافظ عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ (م 337ھ)
9. امام حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمۃ اللہ علیہ (م 432ھ)
10. امام حافظ ابوبکر ابوعبداللہ محمد بن حسین بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ (م 526ھ)
11. امام حافظ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ (م 182ھ)۔ اور بقول امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ان کی روایت کردہ مسند کا نام "نسخۂ ابی یوسف" ہے، جس کو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔
12. امام حافظ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م 189ھ)۔ ان کی روایت کردہ مسند کا نام بھی بقول امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ "نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ" ہے، جس کو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے

روایت کرتے ہیں۔

13 امام حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ ؒ (م 176ھ)

14 امام محمد بن حسن شیبانی ؒ (م 189ھ)۔امام خوارزمی ؒ کی تصریح کے مطابق یہ مسند بھی امام محمد ؒ کی جمع کردہ ہے اور اس کو بھی انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے روایت کیا ہے۔اس میں زیادہ تابعین ؒ کے آثار ہیں اور اسی کا نام ''کتاب الآثار'' ہے۔

15 امام حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی ؒ (م 335ھ)

اور آخر میں امام خوارزمی ؒ لکھتے ہیں:

استخرجته فی جمع هذه المسانید علی ترتیب ابواب الفقه فی اقرب حدو نظمها فی اقصد عقد بحذف المعاد و تکرار الاسناد۔

(جامع المسانید،1/4،5)

ترجمہ: میں نے ان مسانید کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے اور احادیث کو ان کے مناسب ترین باب میں ذکر کیا ہے، البتہ احادیث اور اسانید کے تکرار کو حذف کر دیا ہے۔

امام خوارزمی ؒ کی تخریج کردہ پندرہ مسانید میں سے چار ''کتاب الآثار'' کے مشہور نسخے ہیں، جن کو امام ابوحنیفہ ؒ سے ان کے چار مشہور تلامذہ (امام ابویوسف ؒ، امام محمد بن حسن ؒ، امام حماد بن امام اعظم ؒ اور امام حسن بن زیاد ؒ) نے روایت کیا ہے۔اور چونکہ کتاب الآثار کا شمار باصطلاحِ محدثین کتب المسانید میں ہوتا ہے۔اس لیے امام خوارزمی ؒ نے ان کو بھی مسانید کے نام سے موسوم کیا ہے۔

16 حضرت مولانا شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام خوارزمی ؒ نے اپنی کتاب کے آغاز میں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے پندرہ (15) مسانید کی تمام روایات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے، لیکن تحقیق اور تفتیش کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے ان تمام مسانید سے احادیث کو روایت نہیں کیا ہے، بلکہ بعض مشہور مسانید سے ہی روایات لی ہیں، مثلاً: ''مسند

الحارثی ؒ مسند طلحة بن محمد ؒ مسند محمد بن المظفر ؒ مسند محمد بن عبد الباقی ؒ مسند القاضی أبی الحسن الاشنانی ؒ مسند أبی بکر أحمد بن محمد بن خالد بن خلی الکلاعی ؒ مسند الحسن بن زیاد اللؤلؤی ؒ، مسند ابن ابی العوام السعدی ؒ مسند أبی نعیم الأصبهانی ؒ اور کتاب الآثار الإمام محمد بن الحسن الشیبانی ؒ اور اس کے نسخوں سے''۔اور انھوں نے کتاب الآثار لابی یوسف ؒ اور اس کے نسخوں سے، مسند حماد بن ابی حنیفہ ؒ، اور مسند أبی أحمد عبد الرحمٰن بن عدی الجرجانی ؒ سے روایات نہیں لی ہیں۔

پھر انھوں نے ان کتابوں سے روایات لینے بھی میں کامل احاطہ نہیں کیا، بلکہ ان کی اکثر روایات لی ہیں، جیسے مسند حارثی ؒ، مسند ابن خسرو ؒ۔ان میں سے بعض مسانید جیسے مسند ابی نعیم اصفہانی ؒ، کہ اس میں سے صرف دو روایات ہی لی ہیں، اور جیسے مسند ابن ابی العوام ؒ، کہ اس میں سے صرف چند احادیث ہی لی ہیں۔

(الموسوعه الحدیثیه لمرویات الامام ابی حنیفة، ج1 ص16، 17۔جمعه واعده وعلق علیه: العلامه المحقق الشیخ لطیف الرحمن البهرائجی القاسمی)

3 ''جامع المسانید'' محدثین ؒ کی مسموعات میں سے ہے

امام خوارزمی ؒ کی یہ کتاب کئی محدثین کی مسموعات میں سے ہے۔مثلاً: حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (م 852ھ) نے حیدرہ بن محمد عباسی ؒ (م 767ھ) جو بغداد کے مشہور مدرسہ ''مستنصریہ'' میں مدرّس رہے ہیں، کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

روی عَن صَالح بن عبد الله بن الصّباغ عَن أبی الْمُؤَید مُحَمَّد بن مَحْمُود بن مُحَمَّد الْخَوَارِزْمِیّ مُسْند أبی حنیفَة من جمعه سمع مِنْهُ صاحبنا تَاج الدّین النعمانی قَاضِی بَغْدَاد سنة 765 وَذكر أَن شَيْخه هَذَا توفّی بِبَغْدَاد فِی جُمَادَى الْآخِرَة سنة 767. وَذكره ابْن الْجَزرِی فِی مشیخة

الجُنَيد البلياني نزيل شيراز وَقَالَ أنه أجاز للجنيد من بَغْدَاد في صفر سنة 759۔

(الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، ج2 ص201، 202 رقم 1640۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)۔ الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية-صيدر اباد/الهند)

ترجمہ انہوں نے صالح بن عبداللہ صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی جمع کردہ ''مسند ابی حنیفۃ'' (جامع المسانید) کو روایت کیا ہے۔ جب کہ ان (حیدرہ بن محمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ) سے ہمارے ساتھی قاضئ بغداد تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے 765ھ میں اس کتاب کا سماع کیا تھا، اور قاضی موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے اس شیخ (حیدرہ عباسی رحمۃ اللہ علیہ) نے جمادی الاخریٰ 676ھ میں بمقام بغداد وفات پائی ہے۔

نیز امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''مشیخہ جنید بلیانی شیرازی'' میں ان (حیدرہ رحمۃ اللہ علیہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے جنید بلیانی رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد سے 759ھ میں (جامع المسانید) کو روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔

محدث جلیل حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) نے بھی ''جامع المسانید'' کا سماع ان ہی قاضی بغداد تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا جیسا کہ خود انہوں نے امام ابوالمؤید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تصریح کی ہے:

وصنّف مسانيد الامام ابي حنيفة في مجلدين جمع فيها خمسة عشر مصنفا. وقد رويناه عن قاضي بغداد عن عمه عن ابن الصباغ عنه۔

(تاج التراجم، ص66)

ترجمہ امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا مجموعہ (جامع المسانید) تصنیف کیا ہے۔ اس تصنیف میں امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی) پندرہ مسانید کو جمع کر دیا ہے۔ ہم نے اس کتاب (جامع المسانید) کو قاضی بغداد

(تاج الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ) سے، انہوں نے اپنے چچا سے، انہوں نے صالح بن عبداللہ صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

امام محمد سعید سنبل مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 1175ھ) سات واسطوں سے اس کتاب کو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ ان کا سلسلہ سند یوں ہے:

(1) محمد ابوالطاہر کورانی رحمۃ اللہ علیہ، (2) ابوالاسرار حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ، (3) ابوالوفاء احمد بن محمد العجل یمنی رحمۃ اللہ علیہ، (4) یحییٰ بن مکرم طبری رحمۃ اللہ علیہ، (5) نورالدین علی بن سلامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ، (6) ابوالمحاسن یوسف بن عبدالصمد بکری رحمۃ اللہ علیہ، (7) ابوالفضل محیی الدین صالح بن عبداللہ صاغ کوفی ازدی رحمۃ اللہ علیہ، (8) ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب جامع المسانید۔

(الاوائل السنبلیۃ وذیلها، ص125، 126۔ طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

4 شروحات

نیز محدثین نے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ''جامع المسانید'' کی کئی شروحات لکھی ہیں اور متعدد محدثین نے اس کے مختصرات وملخصات کیے ہیں۔

امام حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (م 879ھ) جیسے محدث بھی اس کی شرح لکھنے والوں میں سے ہیں۔ (الرسالۃ المستطرفۃ، ص134، للامام الکتانی)

مشہور محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م 911ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ''التعليقة المنيفة على مسند ابی حنیفة'' ہے۔

(کشف الظنون، 2/1681)

امام قاضی القضاۃ محمود بن احمد القونوی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م 771ھ) نے اس کا اختصار ''المعتمد مختصر مسند ابی حنیفة'' کے نام سے کیا ہے۔ اور پھر خود ہی ایک جلد میں اس کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ''المعتقد شرح المعتمد'' ہے۔

(الجواہر المضیئۃ، 2/157؛ الدرر الکامنۃ، 4/197)

امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م 892ھ) نے بھی اس کا اختصار لکھا ہے۔(معجم المؤلفین،2/285)

نیز انہوں نے ''اختیار اعتماد المسانید فی اختصار بعض رجال الاسانید'' کے نام سے جامع المسانید کے رجال کے حالات اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کیے ہیں۔(کشف الظنون،2/1681؛معجم المؤلفین،2/285)

امام ابوالبقاء احمد بن ابی الضیاء القرشی المکی رحمۃ اللہ علیہ نے بنام ''المستند مختصر المسند'' اس کا مختصر لکھا، جس میں انہوں نے اسانید کو حذف کر کے صرف متونِ حدیث ذکر کیے ہیں۔(کشف الظنون،2/1681؛معجم المؤلفین،2/285)

امام صدر الدین محمد بن عباد الخلاطی رحمۃ اللہ علیہ (م 652ھ)، جو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع المسانید کا اختصار لکھا ہے۔ان کے مختصر کا نام ''مقصد المسند اختصار مسند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔

(الجواہر المضیۃ،2/62؛کشف الظنون،2/1681)

امام عمر بن احمد بن شماع شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 939ھ) نے اس کا اختصار ''لَقْطُ الْمَرْجَانِ مِنْ مُّسْنَدِ النُّعمان'' کے نام سے لکھا ہے۔

(الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ،2/223؛شذرات الذھب،8/219)

امام حافظ الدین محمد بن محمد الکردری معروف بہ ''ابن البزازی رحمۃ اللہ علیہ'' (م 827ھ) نے ''زوائدِ مسندِ ابی حنیفۃ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے جامع المسانید کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاحِ ستہ سے زائد ہیں۔

(کشف الظنون،2/1681)

اس سے آپ ''جامع المسانید'' کی محدثین میں مقبولیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

باب 19

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں دیگر تصانیف

1 اطراف احادیث ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

اطرافِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کے شروع کا صرف اتنا حصہ کہ جس سے بقیہ حدیث بھی معلوم ہو جائے، ذکر کر کے اس کی تمام سندوں کو جمع کر دیا جائے، یا ان کتابوں کا حوالہ دے دیا جائے جن میں یہ حدیث مروی ہے۔جیسے امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 507ھ) کی کتاب ''اطراف الکتب الستۃ'' اور امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (م 742ھ) کی ''تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف'' ہیں۔ان ہر دو کتب میں صحاح ستہ کے اطراف جمع کیے گئے ہیں۔

ایسے ہی امام محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م 507ھ)، جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: الحافظ، العالم، المکثر اور الجوال کے القاب سے یاد کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ،4/27)، نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر اطراف لکھے ہیں، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا نام ''اطراف احادیث ابی حنیفۃ'' ہے۔چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1339ھ) نے امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی جن کتب کی فہرست دی ہے اُس میں انہوں نے ان کی کتاب ''اطراف احادیث ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ'' کی بھی تصریح کی ہے۔(ہدیۃ العارفین،2/82)

2 عوالی الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں، یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو۔

محدثین نے کبار ائمۂ حدیث کی ایسی احادیث کے مستقل مجموعے لکھے ہیں، چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل الادمی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م 648ھ)، جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ:

الإِمَامُ المُحَدِّثُ الصَّادِقُ، الرَّحَّالُ النَّقَّالُ، شَيْخُ المُحَدِّثِيْنَ، رَاوِيَةُ الإِسْلاَمِ جیسے عظیم القاب سے یاد کرتے ہیں (سیر اعلام النبلاء ج 16 ص 366 رقم 5797)، نے متعدد ائمۂ حدیث کے عوالی لکھے ہیں، جن میں سے ''عوالی الامام ابی حنیفۃ'' بھی ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج 16 ص 367 رقم 5797)

یہ کتاب ابھی حال ہی میں طبع ہوگئی ہے۔

(جزء عوالی الإمام أبی حنیفة رضی الله عنه. المؤلف: یوسف بن خلیل بن قراجا بن عبد الله، أبو الحجاج، شمس الدین الدمشقی ثم الحلبی الحنبلی (المتوفى: 648ھ). الناشر: دار الفرفور - دمشق [طبع مع الأربعین المختارة من حدیث أبی حنیفة]. الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2001م)

مشہور شافعی محدث امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (م 771ھ) نے اس کتاب کا سماع اپنے والد ماجد امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (م 756ھ) سے کیا تھا، چنانچہ وہ اپنے والد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سَمِعْتُ عَلَيْهِ......وَجُزْءًا فِيهِ مَا وَقَعَ عَالِيًا مِنْ حَدِيثِ الإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخْرِيجَ الإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي الْحَجَّاجِ يُوسُفَ بْنِ خَلِيلِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الدِّمَشْقِيِّ لِنَفْسِهِ، بِسَمَاعِهِ مِنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ابنِ النَّحَّاسِ، عَنْهُ۔

(معجم الشیوخ، ص 281. المؤلف: تاج الدین عبد الوهاب بن تقی الدین السبکی

(المتوفى: 771ھ). الناشر: دار الغرب الإسلامی)

ترجمہ: میں نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی عالی السند احادیث پر مشتمل جزء جس کی تخریج امام حافظ ابوالحجاج یوسف بن خلیل دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، کا سماع اپنے والد سے کیا تھا، جس کو میرے والد اسحاق بن ابوبکر بن نخاس رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ مصنف (ابو الحجاج دمشقی رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں۔

پھر امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ''جزء'' سے تین احادیث بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہیں۔

(معجم الشیوخ، ص 387 - 385. المؤلف: تاج الدین عبد الوهاب بن تقی الدین السبکی (المتوفى: 771ھ). الناشر: دار الغرب الإسلامی)

یہ کتاب اب شیخ لطیف الرحمٰن قاسمی حفظہ اللہ کی تحقیق اور اہتمام کے ساتھ طبع ہوچکی ہے۔

اسی طرح متعدد محدثین (امام ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن احمد بن عیسیٰ نہفقی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابومعشر عبدالکریم طبری المقری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوبکر عبدالرحمن بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، امام عبداللہ بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن عبدالملک قزوینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانی روایات (جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف ایک واسطہ سے روایت کیا ہے اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے عالی روایات ہیں) پر مستقل جزء لکھے ہیں، جن کی تفصیل ماقبل گزر چکی ہے۔

3 اربعین من حدیث الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ

''اربعین''، چہل حدیث (چالیس احادیث کے مجموعے) کو کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ چالیس احادیث کو جمع کرنے اور ان کو حفظ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔ اس لیے متعدد محدثین نے مختلف موضوعات اور عنوانات پر چالیس احادیث کے مجموعے اربعین کے نام سے لکھے ہیں۔ اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرۂ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے ان کو علیحدہ کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ جن محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی اربعین لکھی ہیں، ان میں سے ایک امام یوسف بن حسن بن عبدالہادی

حنبلی ؒ (م909ھ) جو ابن المبرد ؒ سے مشہور ہیں، بھی ہیں۔
یہ کتاب ابھی حال ہی میں طبع ہوگئی ہے۔

(الأربعون المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة. المؤلف: يوسف بن حسن بن أحمد بن حسن ابن عبد الهادي الصالحي، جمال الدين، ابن ابن المِبْرَد الحنبلي (المتوفى: 909هـ). الناشر: دار الفرفور - دمشق [طبع مع عوالي أبي حنيفة]. الطبعة: الأولى، 1422هـ-2001م)

مؤرخ اسلام علامہ ابن العماد ؒ (م1089ھ) نے امام المبرد کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور ان کے علمی مقام کو بڑا سراہا ہے۔ (شذرات الذہب، 8/43)

امام ابن المبرد ؒ کی اس اربعین کا نام "كتاب الاربعين المختارة من حديث الامام ابی حنيفة ؒ" ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے شیخ لطیف الرحمٰن قاسمی صاحب حفظہ اللہ کو جنہوں نے بڑی محنت سے امام اعظم ؒ کی احادیث کے تین نادر مجموعے تلاش کر کے ان کو شائع کر دیا ہے۔ ان تین مجموعوں میں سے ایک امام ابن المبرد ؒ کی امام اعظم ؒ کی احادیث سے منتخب کردہ یہ اربعین بھی ہے۔ (الرسائل الثلاث الحدیثیۃ، ص33-124۔ طبع: المکتبۃ الامدادیۃ، مکۃ المکرمۃ)

اسی طرح محدثِ شام امام محمد بن یوسف صالحی شافعی ؒ (م942ھ) نے بھی امام اعظم ؒ کے مناقب میں اپنی تالیف کردہ لاجواب کتاب "عقود الجمان" میں آپ ؒ کی احادیث سے چالیس ایسی احادیث منتخب کی ہیں جو چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ ان چالیس احادیث کو امام صالحی ؒ نے امام اعظم ؒ سے بہ سند نقل کیا ہے۔ (عقود الجمان، ص334-335)

اسی طرح دمشق کے کثیر التصانیف محدث امام ابن طولون (الإمام العلامة المحدث مسند الشام ومفخرته وحافظه شمس الدين محمد بن علي بن أحمد المدعو بابن خمارويه وبابن طولون الصالحي الدمشقي الحنفي) ؒ (م953ھ) نے بھی امام اعظم ؒ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس

احادیث کا ایک ایسا خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے کہ اس میں درج چالیس احادیث کو انہوں نے اپنے چالیس مشائخ سے (ہر شیخ سے ایک حدیث کو) روایت کیا ہے، اور وہ چالیس احادیث چالیس مختلف ابواب (موضوعات) پر مشتمل ہیں۔

(فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات، ج 1 ص 472-475 رقم 266. المؤلف: محمد عَبْد الحَيّ بن عبد الكبير ابن محمد الحسني الإدريسي، المعروف بعبد الحي الكتاني (ت 1382هـ). المحقق: إحسان عباس. الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت. الطبعة: 2، 1982. عدد الأجزاء: 2)

4 "جزء احادیث ابی حنیفۃ ؒ وغیرہ" للبکائی ؒ

مذکورہ بالا مجموعاتِ حدیث تو وہ ہیں جن میں خاص امام اعظم ؒ کی احادیث کو جمع کیا گیا ہے، لیکن بعض ایسے مجموعے بھی ہیں کہ جو صرف امام اعظم ؒ کی احادیث کے لیے ہی مخصوص نہیں ہیں، بلکہ ان میں آپ ؒ سمیت دیگر ائمہ مشاہیر کی احادیث بھی جمع کی گئی ہیں۔ مثلاً: ثقہ محدث امام علی بن عبدالرحمٰن بکائی ؒ (م376ھ) نے حدیث کا ایسا جزء لکھا ہے جس میں امام اعظم ؒ کے علاوہ امام مالک ؒ، امام شعبہ ؒ، امام ثوری ؒ وغیرہ محدثین کی احادیث کو بھی انہوں نے جمع کیا ہے۔ یہ جزء حافظ ابن حجر ؒ (م852ھ) کی مسموعات میں سے ہے، اور حافظ موصوف ؒ نے اپنے سے لے کر امام بکائی ؒ تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔

(المجمع المؤسس للمعجم المفهرس، ج2 ص424. مشيخة: شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن محمد بن علي بن أحمد الشهير بـ"ابن حجر العسقلاني" (773-852 هـ). الناشر: دار المعرفة - بيروت. الطبعة: الأولى. (ج 1) / 1413هـ - 1992م. (ج 2-4) / 1415هـ - 1994م)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ محدثین نے امام ابوحنیفہ ؒ کی احادیث کی کس قدر اور کن مختلف پیراؤں میں خدمت کی ہے؟ اس سے آپ کو بخوبی یہ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ حضرات محدثین میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ اور آپ ؒ کی احادیث کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟

باب 20

الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ
20 جلدوں میں

1 علماء احناف پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قرض تھا گویا وہ ادا ہوگیا

تقریباً پچھلے سو(100) سال سے علمائے احناف کی جوتمنا اور کوشش تھی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری احادیث کوایک انسائیکلوپیڈیائی انداز میں جمع کردیا جائے، تاکہ غیر مقلدین کی طرف سے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جوقلیل الحدیث ہونے کا بہتان ہے، وہ علمی انداز میں زائل ہو۔ایک ایسا علمی کارنامہ جس کی تمنا کئی ایک مؤقر علمائے امت اپنے دلوں میں لے کراس دارِفانی سے کوچ کرگئے۔

مؤلفِ موسوعہ نے اپنے مقدمہ میں ان علمائے کرام کے نام کی تفصیل ذکر کی ہے جن میں امام مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام العلامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا العلامہ ظفر احمد العثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابوالوفاء الافغانی رحمۃ اللہ علیہ، اور مولانا العلامہ عبدالرشید النعمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔اس طرح یہ کام قرض کےطور پر علمائے احناف کے ذمہ باقی رہا، یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے اس عظیم کام کی تکمیل کا شرف مقیم البلد الامین ہمارے شیخ ومربی محدثِ العصر حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب مکی بہرائچی دامت برکاتہم العالیہ کے مقدر میں لکھ دیا۔آپ محدثِ کبیر علامہ حبیب الرحمن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

الحمدللہ! حضرت محدث العصر مولانا لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کی طویل جدوجہد اور حضراتِ مشائخ کرام کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔

الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری احادیث کوایک انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں جمع کردیا گیا جو20 جلدوں پر مشتمل ہے۔مؤلف مولانا لطیف الرحمن مکی بہرائچی حفظہ اللہ ہیں جنھوں نے کچھ علمائے کرام کے بکھرے کام کو یکجا کردیا۔ان علمائے کرام میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ، العلامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد العثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابوالوفاء الافغانی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرشید النعمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرات شامل ہیں۔

2 وجہِ تالیف الموسوعة

یہ بات مُسلَّم ہے کہ ہر”فقیہ“ محدث، مفسر اور ادیب ہوتا ہے، جب ہی وہ اجتہاد کا ملکہ حاصل کرسکتا ہے۔اسی طرح سیدنا امام الائمہ، سراج الامہ، رئیس الفقہاء، محدثِ کبیر، حافظِ حدیث، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی (و:80ھ-م:150ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے اوصافِ مخصوصہ: علم وعمل، زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت اور فہم وفراست کی طرح، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محدثیت، حدیث دانی اور حدیث بیانی بھی، اہل ایمان میں مسلم اور ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے، لیکن اس کے باوجود، کچھ کم علم اور متعصب افراد نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ”قلیل الحدیث“ اور ”یتیم فی الحدیث“ وغیرہ ہونے کا الزام لگایا ہے، جوخالص حسد وعناد پر مبنی ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوحفاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے، تو

اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر‘‘۔

(الخیرات الحسان، ص:60؛ مقدمہ اعلاء السنن: أبو حنيفة و أصحابه المحدثون، ج21 ص22)

چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب مکی حفظہ اللہ کی مرتب کردہ ’’الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة ؒ‘‘ کو پڑھنے کے بعد الحمدللہ امام صاحب ؒ کی شانِ محدثیت روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی، کہ آپ ؒ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ ’’جرح وتعدیل‘‘ ہونے کے ساتھ ساتھ، کثیر الحدیث ہونے میں بعد کے محدثین مثلاً: امام بخاری ؒ ومسلم ؒ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں، جس سے آپ ؒ کا علمِ حدیث میں بلند مقام ومرتبہ کا ہونا ظاہر ہے۔ نیز آپ ؒ پر حدیث کے حوالے سے کیے گئے اعتراضات کا بے بنیاد ہونا بھی ان شاء اللہ ثابت ہوجائے گا۔

3 مختصر تفصیلات

موسوعہ کی تکمیل کے لیے محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب مکی حفظہ اللہ نے دنیا بھر کے کتب خانوں کے اسفار کیے، خاص طور پر ہندوستان، پاکستان، سعودی عرب، مصر، ترکی، روس اور انڈونیشیا وغیرہ میں موجود مکتبات پہنچ کر ان کی مخطوطات کی فہرست کو کھنگالا اور اس فن کے ماہرین سے رابطہ فرمایا۔ اور احادیث کی تمام کتابوں کی ورق گردانی کی، خواہ وہ مسانید ہوں یا سنن یا صحاح یا جوامع یا مصنفات یا مستدرکات یا معاجم یا اجزاء یا مشکلات الآثار یا کتب الزوائد یا کتب اطراف وغرائب یا کتب رجال وتاریخ یا طبقات وتراجم وغیرہ۔ غرض یہ ہے کہ قرنِ اول سے لے کر قرنِ عاشر تک امام ابوحنیفہ ؒ کی پھیلی ہوئی احادیث جو اسانید متصلہ کے ساتھ ہوں، ان کو ایک جگہ جمع کیا۔ جس کے نتیجے میں متعدد مسانید جو، آج تک چھپے نہیں تھے بلکہ وہ مخطوطات ہی کی شکل میں موجود تھے، ان کو حاصل کرکے ان کی تحقیق وتخریج کرکے نشر کیا۔ خاص طور پر چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1. مسند الإمام أبي حنيفة ؒ للحارثي ؒ
2. مسند الإمام أبي حنيفة ؒ لابن خسرو ؒ
3. مسند الإمام أبي حنيفة ؒ لابن المقرى ؒ
4. مسند الإمام أبي حنيفة ؒ للثعالبی ؒ
5. مسند الإمام أبي حنيفة ؒ لابن ابی العوام ؒ
6. كشف الآثار الشريفة فى مناقب أبي حنيفة ؒ للحارثي ؒ

چند کتابیں جو پہلے سے متداول تھیں ان پر از سر نو کام کیا ہے:

1. جامع المسانید للخوارزمی ؒ
2. آثار الامام ابی یوسف ؒ
3. آثار الامام محمد بن حسن الشیبانی ؒ
4. مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم الاصبہانی ؒ

☆ اور کچھ ایسے رسالے جو پہلے چھپے نہیں تھے، ان کی تحقیق کرکے ان کو نشر کیا، جیسے:

1. الاربعين المختارة من الحديث الإمام ابى حنيفة ؒ
2. عوالى الإمام ابى حنيفة ؒ
3. احاديث السبعة عن سبعة من الصحابة ؓ

پھر پندرہ سال کی مسلسل جدوجہد سے پورے ذخیرۂ احادیث کو کھنگال کرکے ان کی ترتیب، تبویب اور تہذیب کرکے امام صاحب ؒ کی 10613 (دس ہزار چھ سو تیرہ) مرویات جمع کیں۔ اور ان پر تحقیقی کام کیا، اور الحمدللہ اب یہ انسائیکلوپیڈیا: الموسوعة الحديثية لمرويات الإمام أبي حنيفة ؒ کے نام سے عربی میں 20 جلدوں میں شائع ہوکر منظر عام پر آ گئی ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا مکمل دفاع، علمِ حدیث میں آپ ؒ کا عظیم مقام اور آپ ؒ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ حضرت کے اس علمی کارنامے کے متعلق علماء نے لکھا ہے: ’’علمائے احناف پر امام صاحب ؒ کا ایک قرض تھا گویا وہ ادا ہوگیا‘‘۔

(علوم اسلامیہ کی تاریخ کا ایک بے مثال علمی کارنامہ: ''الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ''۔مؤلف: مولانا حذیفہ ابن مولانا غلام محمد صاحب وستانوی حفظہ اللہ۔استاد حدیث و تفسیر ومعتمد جامعہ اسلامیہ اشاعتہ العلوم اکل کوا انڈیا)

4 کتاب کا اسلوب اور منہج

کتاب کل 20 جلدوں میں ہے،جس میں طویل مقدمہ ہے جو 3 جلدوں پر مشتمل ہے،جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل دفاع،علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم مقام اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔بہت سی غلط فہمیاں اس بارے میں جو علمی حلقوں میں رائج تھیں،اس کی نشان دہی کی گئی ہے اور اسے دور کیا ہے۔

کتاب فقہی اور حدیثی دونوں ترتیب کی رعایت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔کتاب میں جتنے رواۃ ہیں ان سب کے تراجم ہیں،جن کی تعداد 2314 ہیں۔

پوری کتاب کچھ اس طرح ہے:

(1) 3 جلدیں مقدمہ

(2) 3 جلدیں تراجم رواۃ (راویوں)

(3) 2 جلدیں فہرست

(4) 12 جلدوں میں احادیث۔

اس طرح کل 20 جلدوں میں کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

اس موسوعہ کو دار الکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

حضرت مولانا حذیفہ وستانوی صاحب حفظہ اللہ نے اپنے رسالے میں محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب مکی حفظہ اللہ کے حوالے سے موسوعہ کا جو اسلوب اور منہج تحریر کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

مولانا کے بیان کے مطابق کتاب کل 20 جلدوں میں ہے،جس میں طویل مقدمہ ہے جو 3 جلدوں پر مشتمل ہے،جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل دفاع،علمِ حدیث میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم مقام اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

بہت سی غلط فہمیاں اس بارے میں جو علمی حلقوں میں رائج ہیں اس کی نشان دہی کی گئی ہے اور اسے دور کیا ہے۔

ماشاءاللہ کتاب فقہی اور حدیثی دونوں ترتیب کی رعایت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔

کتاب کا آغاز" باب ماجاء فی تصحیح النیة " سے کیا ہے،جس کی پہلی روایت یہ ہے:

1 اخبرنا أحمد بن محمد الهمداني، ثنا أحمد بن محمد بن يحيى الحازمي، حدثني حسين بن سعيد اللخمي،عن أبيه، عن زكريا بن أبي العتيك عن أبي حنيفة، عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن إبراهيم التيمي، عن علقمة بن وقاص الليثي، عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

"الأعمال بالنيات، ولكل امرء ما نوى. فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها، فهجرته إلى ما هاجر إليه"۔(الموسوعة الحديثية)

اسی کے بعد حدیث کی تخریج کی ہے،مثلاً:اس پہلی حدیث پر تخریج اس طرح ہے:

(المسند للحارثي:264)،والخبر أخرجه ابن المبارك فی الزهد 188، والطیالسی 37، والحمیدی 28، واحمد 1/ 25، 43، والبخاری 1/ 2، 21، 3/ 190، 5/ 72، 7/ 4، 8/ 175، 9/ 29، ومسلم 6/ 48، وابوداؤد 2201، والترمذی 1647، والنسائی 1/ 58، 6/ 158، 7/ 13، وابن ماجہ 4227، والبزار 257، وابن الجارود 64، وابن خزیمہ 142، 143، 455، والطحاوی 3/ 96، وابن حبان 388، والدارقطنی 1/ 50، والبیہقی 1/ 41، 4/ 235، 6/ 331، والبغوی-1-206 من طرق عن يحيى بن سعيد عن محمد بن إبراهيم به)(الموسوعة الحديثية)

موسوعة حديثيه کا آخری باب" باب ماجاء فی صفة الجنة والحور " اور

آخری روایت یہ ہے:

2 حدثنا أحمد بن محمد، قال: أخبرني عبد الله بن بهلول، قال: هذا كتاب جدي فقرأت فيه، قال: حدثني حفص بن عبد الرحمن التغلبي، عن مسلمة بن جعفر، قال: حدثت أبا حنيفة رحمة الله عليه بحديث فيه ذكر الجنة فرأيت عينيه تجريان حتى قطر دموعه وأومى إلي، فأمسكت عن بقية الحديث. (كشف الاسرار للحارثي (432)(الموسوعة الحديثية)

بہر حال صدیوں سے جس کام کی تکمیل کا انتظار تھا، اللہ نے اس کو اپنے فضل سے پورا فرما دیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ موسوعہ علم حدیث کے باب میں ایک شاندار اضافہ ثابت ہوگا۔ اگر یہ بات کہی جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ پوری دنیا میں کہیں بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی کانفرنس ہو، اور اس میں اس موسوعہ کا تذکرہ نہ ہو، تو وہ کانفرنس ادھوری اور نامکمل ہوگی۔

اللہ اپنے فضل سے محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب مکی قاسمی حفظہ اللہ کے فیض کو جاری وساری فرمائے اور حضرت کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کی تصانیف کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور ان سب کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ اور حضرت کا سایۂ عافیت ہم پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

5 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محدثیت اور ''الموسوعۃ الحدیثیہ لمرویات الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں تعداد وترقیمِ احادیث پر اعتراضات کا جواب

الحمدللہ جیسے ہی حضرت مولانا لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی بہرائچی حفظہ اللہ کی تالیف الموسوعۃ الحدیثیہ لمرویات امام ابی حنیفۃ منظر عام پر آئی، تو عرب وعجم میں ہر طرف اس کا چرچا ہوگیا، اسے دیکھ کر اہلِ علم حضرات، خصوصاً علمائے احناف کی آنکھوں میں گویا ٹھنڈک سی پڑھ گئی۔ کیوں نہ ہو کہ غیر مقلدین حضرات کی طرف سے امام اعظم

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو قلیل الحدیث ہونے کا بہتان تھا، یقیناً وہ علمی انداز میں زائل ہوا ہے۔ جس کا انکار کوئی بھی حقیقت پسند نہیں کر سکتا ہے۔

اس کتاب کی تالیف ایک ایسا قابلِ قدر اور بابرکت کارنامہ ہے، جس کا تعلق علمِ حدیث سے ہونے کی وجہ سے ہر طبقہ اور ہر مکتبۂ فکر کی جانب سے تحسین اور قدردانی کا مستحق ہے۔ لیکن ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب بھی کوئی عظیم کام کو لے کر کھڑا ہوتا ہے، تو ایک جماعت معترضین کی خود بخود وجود میں آجاتی ہے، جن کا مقصد صرف اور صرف اعتراض کرنا اور دوسروں کو اس کام سے بدگمان کرنا ہوتا ہے، ورنہ اگر معترضین اپنے دعوے میں مخلص ہیں، تو الزام تراشی کی بجائے اس کے مقابلے میں اس سے بہتر کوئی کام کر کے امت کے سامنے نمونہ پیش کریں۔ درحقیقت اس طرح کا کوئی بھی تعمیری یا تحقیقی کام کرنے کے لیے الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ میں سے ہونا ضروری ہے، اور پھر تکمیل میں برسوں لگ جاتے ہیں، یہاں تک کہ جسم کی ہڈیاں گھسنے لگتی ہیں۔ لیکن اعتراضات کرنے کے لیے نہ بہت زیادہ علم کی ضرورت ہے اور نہ ہی بہت زیادہ صلاحیت کی، بلکہ وقت بھی بہت کم لگتا ہے۔ لیکن تھوڑی سی کوشش سے معترض سستی شہرت اور نفس کی تسلی کا سامان ضرور حاصل کر لیتا ہے۔

چنانچہ ایک غیر مقلد مولانا صاحب نے اپنی قدیم روش کو اختیار کرتے ہوئے بڑے خوبصورت اور تدلیسی انداز میں دو تحریریں لکھی ہیں، جن میں موسوعہ کے متعلق غلط تاثر پیش کر کے لوگوں کو بدگمان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

موصوف کی پہلی تحریر کا عنوان ہے: ''الموسوعة الحديثيه لمرويات الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ مرویات کی حقیقت''۔ اور دوسری تحریر کا عنوان ہے: ''کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثرتِ مرویات میں کسی بھی حساب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلہ ہیں؟''۔

موصوف نے جتنی باتیں لکھی ہیں، ان سب کا خلاصہ دو اعتراضات ہیں:

1 پہلا اعتراض محمد نعمان مکی حفظہ اللہ کی تحریر پر ہے جو موسوعہ کے تعارف میں لکھی گئی تھی۔ ان

کا کہنا ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہ ؒ کی تعریف میں اور ان کی شانِ محدثیت کو ثابت کرنے میں غلو سے کام لیا گیا ہے۔

2 دوسرا اعتراض خود مؤلفِ موسوعہ محدث العصر حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب قاسمی حفظہ اللہ پر ہے کہ آپ نے ترقیمِ احادیث میں تدلیس سے کام لیا ہے۔

لہٰذا اس تحریر میں ہم ان شاء اللہ ان اعتراضات کی حقیقت کا جائزہ لیں گے کہ کس طرح موصوف نے موسوعہ کے خلاف بدگمانی پھیلانے کے لیے خود خیانت اور تدلیس سے کام لیا ہے۔

6 اعتراض 1 امام ابوحنیفہ ؒ کی شان میں غلو

موصوف لکھتے ہیں:

"افسوس کہ بعض حضرات وقتاً فوقتاً ایسی اوچھی حرکت کرتے رہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال چند مہینے پہلے دیکھنے کو ملی جب شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی قاسمی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب "الموسوعة الحديثيه لمرويات الامام ابى حنيفه ؒ" منظرِ عام پر آئی۔ اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے شیخ کے ہی ایک مرید محمد نعمان مکی حفظہ اللہ نے قصیدہ خوانی شروع کردی، اور پھر سوشل میڈیا میں امام ابوحنیفہ ؒ کے متعلق مبالغہ آمیزی کا ایک دور شروع ہوگیا۔ اس مرید نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے یہ سبب تالیف ذکر کیا ہے: "کچھ کم علم اور متعصب افراد نے امام صاحب ؒ پر قلیل الحدیث" اور "یتیم فی الحدیث" وغیرہ ہونے کا الزام لگایا ہے، جو خالص حسد وعناد پر مبنی ہے"۔

وضاحت دراصل موصوف نے محمد نعمان مکی حفظہ اللہ کی مکمل عبارت میں سے صرف بعض جملوں کو سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا ہے، جس میں بظاہر محرر کی اپنی رائے، یا غلو محسوس ہوسکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس بات کی تائید میں بندہ نے علامہ ابن حجر مکی ؒ کا قول پیش کیا ہے جو انہوں نے علامہ ذہبی ؒ کے حوالے سے کہا ہے۔ لیکن

موصوف نے بڑی صفائی کے ساتھ اس کو حذف کردیا ہے۔ اور اس کا تذکرہ نہ کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی ہے۔

اور وہ قول درج ذیل ہے:

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی ؒ فرماتے ہیں: "علامہ ذہبی ؒ وغیرہ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو حفاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے، تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر"۔ (الخیرات الحسان، ص:60)

موسوعہ کے تعارفی تحریر میں امام ابوحنیفہ ؒ کی شانِ محدثیت کو بیان کرنے میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا تھا، کیونکہ مؤلفِ موسوعہ نے اپنی کتاب میں اس کا بھرپور حق ادا کردیا ہے، ورنہ اس کے لیے ایک مستقل الگ عنوان قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

معترض مولانا صاحب کی نظر میں امام ابوحنیفہ ؒ کو دوسرے محدثین کے ہم پلہ سمجھنا جھوٹی تعریف کے راستے ڈھونڈنا، اور ان کی شان میں جھوٹے قصیدے پڑھنے کے مترادف ہے۔ درحقیقت اگر ان کی بات کو تسلیم کرلیا جائے، تو یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ اسلافِ امت کے کبار علماء ومحدثین پر ہوگا، جنہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی شانِ محدثیت کو بیان کیا ہے، ہم تو بس ناقل ہیں۔ اس کی چند مثالیں پیش کرنے سے پہلے ایک بات عرض یہ ہے کہ موصوف نے اپنی تحریر کے شروع میں امام ابوحنیفہ ؒ کی امامت اور جلالت اور فقہ میں ان کی عظمت کو تسلیم کیا ہے اور ساتھ ہی امام شافعی ؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

"الناس عيال على أبي حنيفة في الفقه"۔ (تاریخ بغداد: 15/474)

ترجمہ لوگ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے محتاج ہیں۔

اور آگے حافظ ذہبی ؒ کا تبصرہ بھی نقل کیا ہے:

الإمامة في الفقه ودقائقه مسلمة إلى هذا الإمام، وهذا أمر لا شك فيه. (سیر اعلام النبلاء: 6/403)

ترجمہ اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہ اوراس کی باریکیوں سے واقفیت کے معاملہ میں وہ مسلمہ امام ہیں۔

7 ایک مثال

اللہ کا شکر ہے کہ موصوف امام ابوحنیفہ ؒ کی شانِ فقہیت کو تو تسلیم کرتے ہیں، لیکن کتنے ہمارے غیر مقلدین حضرات ایسے ہیں جو امام ابوحنیفہ ؒ کو فقیہ بھی نہیں مانتے ہیں۔ اگر کوئی نابینا، امام ابوحنیفہ ؒ کے فقیہ اور مجتہد ہونے کا انکار کرے، تو اس سے ان کی شانِ فقہیت میں کوئی کمی نہیں آسکتی، بالکل اسی طرح آپ کے امام ابوحنیفہ ؒ کو محدث نہ ماننے پر ان کی شانِ محدثیت میں کوئی کمی نہیں آسکتی ہے، یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس کے لیے نہ کسی جھوٹی تعریف ڈھونڈنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی غلو کی۔ اس کی مثالیں نیچے ملاحظہ فرمائیں، اور ذرا ہمت کر کے ان حضرات پر بھی جھوٹی تعریف اور غلو کرنے کا الزام لگائیں۔

8 امام ابوحنیفہ ؒ کی محدثیت امیر المومنین فی الحدیث ؒ کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کا شمار امیر المؤمنین فی الحدیث میں ہوتا ہے، آپ ؒ کو اللہ تعالیٰ نے علمِ حدیث میں بڑا اونچا مقام عطا فرمایا تھا، بڑے بڑے محدثین نے آپ ؒ کی توثیق کی ہے اور علمِ حدیث میں ان کی خدمات اور محدثانہ جلالتِ شان کا اعتراف کیا ہے۔ امام بخاری ؒ فرماتے ہیں:

''ابن مبارک ؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور محدث ہیں''۔

(بخاری، محمد بن اسماعیل ؒ، قرة العينين برفع اليدين، باب اذا افتتح التكبير فی الصلاۃ 1/35 ڈیجیٹل لائبریری)

آپ ؒ نے علمِ حدیث کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا، بخاری اور مسلم میں ان کی روایت سے سینکڑوں حدیثیں مروی ہیں۔ امام احمد بن حنبل ؒ کا بیان ہے:

''عبداللہ بن مبارک ؒ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کسی نے حدیث کی تحصیل کی

کوشش نہیں کی''۔

خود عبداللہ بن مبارک ؒ کا بیان ہے:

''میں نے چار ہزار شیوخ سے حدیث سیکھی، جن میں سے ایک ہزار سے روایت کی''۔

(تہذیب الاسماء واللغات 1/286)

اتنے بڑے محدث کہ علم حدیث میں امیر المومنین کا لقب پانے والے، انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کی شاگردی اختیار کی اور زندگی کے آخری لمحہ تک آپ ؒ کے شاگرد رہے، اور خود اعتراف کیا کہ جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا، وہ امام ابوحنیفہ ؒ اور سفیان ثوری ؒ کے فیض سے حاصل ہوا، ان کا مشہور مقولہ ہے:

''اگر اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ ؒ اور سفیان ثوری ؒ کے ذریعہ میری دست گیری نہ کرتا، تو میں ایک عام آدمی سے بڑھ کر نہ ہوتا''۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 13/337، دار الکتب العلمیہ بیروت 1997ء)

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ فرمایا کرتے تھے:

''آثار واحادیث کو لازم سمجھو، مگر ان کے معانی کے لیے امام ابوحنیفہ ؒ کی ضرورت ہے، کیوں کہ وہ معانی کو بہتر جانتے ہیں''۔

موفق ؒ نے آپ ؒ کا قول نقل کیا ہے:

''تمہارے اوپر حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے اور حدیث کے سمجھنے کے لیے امام ابوحنیفہ ؒ کا قول ضروری ہے، تاکہ اس کے ذریعہ حدیث کی صحیح تاویل اور معنی معلوم ہوجائے''۔ (مناقب ابی حنیفہ موفق 1/307)

آپ ؒ کا قول ہے:

''جب ہمیں کسی موضوع کی کوئی حدیث نہ ملے، تو ہم ابوحنیفہ ؒ کے قول کو حدیث کے قائم مقام سمجھتے ہیں''۔

انہی کا قول ہے: ''اگر میں ابوحنیفہ ؒ سے نہ ملتا تو علم میں مفلس رہتا''۔

"لولا لم ألق أبا حنيفة لكنت من المفاليس فی العلم"۔

(مناقب ابی حنیفہ، موفق 1 / 307)

9 امام صاحب ؒ صرف ثقہ لوگوں سے صحیح حدیث لیتے تھے

امام عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ؒ علم کے بڑے حریص تھے اور حضور ﷺ کی صرف صحیح حدیث لیتے تھے۔ آپ ؒ کو ناسخ ومنسوخ کی خوب پہچان تھی اور صرف ثقہ لوگوں کی حدیث لیتے تھے اور حضور ﷺ کے آخری عمل کو لیتے تھے''۔

(امام ابوحنیفہ ؒ کی محدثانہ جلالتِ شان ص:219)

10 اعتراض 2 اور اس جواب

موصوف نے اپنی تحریر نمبر 2 میں یہ اعتراض کیا ہے: ''محمد نعمان مکی صاحب نے پتہ نہیں کن محدثین پر حسد اور عناد کا الزام لگایا ہے، اللہ اعلم۔ کیونکہ یہ الزام تو آج کے زمانے کے علماء کا نہیں، قدیم محدثین کا ہے''۔

وضاحت: تو ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کو علمِ حدیث میں کم سمجھنے کو حسد پر محمول کرنے کا قول بھی بندہ کا اپنا، یا آج کے زمانے کے علماء کا نہیں ہے، بلکہ قدیم محدثین کا ہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک ؒ نے فرمایا:

''میں نے قاضی حسن بن عمارہ ؒ کو اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ کے گھوڑے کی لگام پکڑی تھی اور کہہ رہے تھے: ''اللہ کی قسم! میں نے فقہ میں ان سے زیادہ فصیح وبلیغ کلام کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ صابر اور حاضر جواب، یہ اپنے وقت کے سید الفقہاء ہیں، ان کی شان میں سوائے حاسدوں کے کوئی بکواس نہیں کرتا''۔ (امام ابوحنیفہ ؒ کی محدثانہ جلالت شان ص:220)

عبداللہ بن مبارک ؒ کے اس بیان کو ایک شاگرد کی استاذ کے شان میں مبالغہ آرائی نہیں کہہ سکتے ہیں، اس لیے کہ عبداللہ بن مبارک ؒ خود علم وفضل کے بلند مقام پر

فائز ہیں، بڑے بڑے محدثین نے ان کی ثقاہت کا اعتراف کیا ہے، وہ اپنی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کی اہمیت سے واقف تھے، اس لیے امام صاحب ؒ کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں ان کے اقوال کو مبالغہ پر نہیں، بلکہ حقیقت پر محمول کرنا چاہیے۔

(امام ابوحنیفہ ؒ: عبداللہ ابن مبارک ؒ کی نظر میں: مفتی امانت علی قاسمی صاحب حفظہ اللہ۔ ماہنامہ الفاروق: محرم الحرام 1437ھ)

یہاں رک کر موصوف سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث ؒ کی شان پانے والا ایک شخص، ایسے استاد کی شاگردی اختیار کرے گا جس کو صرف سترہ حدیثیں یاد ہوں۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟

11 امام صاحب ؒ کے اساتذہ وتلامذہ

کسی بھی محدث کا اصل مقام ومرتبہ ان کے اساتذہ وتلامذہ کی تعداد اور ان کی علمی وعدالتی حیثیت سے معلوم ہوتا ہے۔ امام صاحب ؒ کے اساتذہ جن سے امام صاحب ؒ نے علمِ حدیث حاصل کیا ہے، اکثر تابعین ؒ ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی ؒ ''الخیرات الحسان'' میں لکھتے ہیں:

''امام صاحب ؒ نے چار ہزار ائمہٴ تابعین ؒ سے استفادہ کیا ہے۔ اسی لئے حافظ ذہبی ؒ نے آپ ؒ کا شمار حفاظِ حدیث میں کیا ہے۔ پس جو شخص امام صاحب ؒ کی طرف قلتِ روایت کو منسوب کرتا ہے۔ یہ یا تو تساہل ہے یا حسد، اس لئے کہ لاتعداد مسائل کا استنباط بغیر معرفتِ حدیث کے کیسے ہوسکتا ہے، جب کہ امام صاحب ؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دلائل کی روشنی میں مخصوص طریقہ پر مسائل کو مستنبط کیا ہے''۔

(ابن حجر المکی، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ؒ: الخیرات الحسان ص:68، مطبع السعادہ بجوار محافظ مصر)

عبداللہ بن داؤد ؒ کہتے ہیں:

''میں نے امام صاحب ؒ سے دریافت کیا کہ آپ ؒ نے بڑوں میں سے کن کن

کا فیض اٹھایا ہے؟''۔تو آپ ؒ نے کہا: ''قاسم ؒ، سالم ؒ، طاؤس ؒ، عکرمہ ؒ، مکحول ؒ، شعبی ؒ، عبداللہ بن دینار ؒ، حسن بصری ؒ، عمرو بن دینار ؒ، ابوزبیر ؒ، عطاء ؒ، قتادہ ؒ، ابراہیم ؒ، نافع ؒ اور ان جیسے بزرگوں سے''۔ (مقدمہ اعلاء السنن، ابوحنیفہ واصحابہ المحدثون 21-26، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

غور کرنے کی بات ہے کہ امام صاحب ؒ نے جن اساتذہ کا شمار کرایا ہے۔ان میں اکثر علمِ حدیث کے بلند مقام پر فائز ہیں، اور بعض تو امیر المومنین فی الحدیث کی حیثیت سے معروف ومشہور ہیں۔

علمِ حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی بالادستی، تبحرِ معلومات اور اس میدان میں آپ ؒ کی رفعتِ شان کا نتیجہ تھا کہ وقت کے بڑے بڑے محدثین نے آپ ؒ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا ہے۔ابن حجر مکی ؒ لکھتے ہیں:

''ائمہ محدثین ؒ اور علماء راسخین ؒ میں سے جلیل القدر ائمہ نے جن کی عظمتِ شان پر اتفاق ہے، آپ ؒ کی شاگردی اختیار کی، جیسے عبداللہ بن مبارک ؒ، امام لیث بن سعد ؒ وغیرہ''۔اور آخر میں لکھتے ہیں:

''ناھیك بھؤلاء الأئمة''۔ (الخیرات الحسان ص:18)

ترجمہ: آپ ؒ کی عظمتِ قدر کو سمجھنے کے لئے یہ ائمہ کافی ہیں۔

امام بخاری ؒ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں:

''امام صاحب ؒ سے عباد بن عوام ؒ، ابن المبارک ؒ، ھشیم ؒ، وکیع ؒ، مسلم بن خالد ؒ، ابومعاویہ ؒ اور مقری ؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں''۔

(بخاری، محمد بن اسماعیل ؒ، التاریخ الکبیر 2253، باب نافع بن عتبۃ 8/81، ڈیجیٹل لائبریری)

بہرحال امام صاحب ؒ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے۔ابن حجر عسقلانی ؒ نے ''تہذیب التہذیب'' میں آپ ؒ کے شاگردوں کا تذکرہ کیا ہے، جو سب کے سب حفاظِ حدیث ہیں۔

(تہذیب التہذیب، باب من اسمہ نعمان 817-10/449، ڈیجیٹل لائبریری)

(امام ابوحنیفہ ؒ: سوانح وافکار۔نام مؤلف: امانت علی قاسمی صاحب حفظہ اللہ)

12 اعتراض 3 اور اس کا جواب

آگے غیر مقلد مولوی صاحب، محمد نعمان مکی کی تعارفی تحریر پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حد تو تب ہوگئی جب اس مرید نے انتہائی غلو اور مبالغہ سے کام لیتے ہوئے انھیں کثرتِ روایت میں امام بخاری ؒ وامام مسلم ؒ کا ہم پلہ تک کہہ دیا''۔کہتے ہیں: ''آپ ؒ صرف محدث ہی نہیں، بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ 'جرح وتعدیل' ہونے کے ساتھ ساتھ، کثیر الحدیث ہونے میں بعد کے محدثین مثلاً: امام بخاری ؒ ومسلم ؒ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں؛ جس سے آپ ؒ کا علم حدیث میں بلند مقام ومرتبہ کا ہونا ظاہر ہے''۔

وضاحت: پتہ نہیں اس بات پر مولانا موصوف کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے، حالانکہ یہ بات مبنی بر حقیقت ہے اور اس میں کوئی غلو کی آمیزش نہیں ہے۔اگر آپ اس بات کی گواہی دینے والوں کے نام دیکھیں گے، تو مزید کسی چوں چراں کی گنجائش باقی نہیں رہے گی، ان شاءاللہ۔

13 امام صاحب ؒ کی شانِ محدثیت اور مہارتِ حدیث پر شہادتیں

آپ ؒ کی محدثیت کا بے شمار لوگوں نے بار بار اعتراف کیا ہے، چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1. امام ذہبی ؒ نے آپ ؒ کا شمار ''حملة الحدیث'' (حاملینِ حدیث) میں کیا ہے۔
2. ابن خلدون ؒ نے آپ ؒ کو ''کبار المجتھدین فی علم الحدیث'' (علم حدیث میں بڑا مجتہد) کہا ہے۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون، ص:445)
3. حضرت امام ابویوسف ؒ فرماتے ہیں:

''میں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ جاننے والا نفسِ حدیث کو کسی کو نہیں دیکھا اور نہ

کوئی ان سے زیادہ تفسیر حدیث کا عالم، میری نظر سے گزرا''۔

(کشف الغمہ بسراج الامہ،ص:64۔از:حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

4 حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اول من صيّرني محدثاً أبو حنيفة"۔

(مقدمہ اعلاء السنن:أبو حنيفة و أصحابه المحدثون، ج21ص17)

ترجمہ مجھے محدث بنانے والا،سب سے پہلا شخص،امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس ہے۔

5 شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔(تلخیص الاستغاثہ،ص:13)

6 حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر مجھے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا شرف حاصل نہ ہوا ہوتا،تو میں بدعتی ہوجاتا''۔(آثار امام صاحب،ص:36)

7 شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"روىٰ حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديثَ كثيرة"۔(الانتقاء،ص:130)

ترجمہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اگر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ "محدث" نہیں تھے،تو احادیثِ کثیرہ کا کیا مطلب ہو گا؟اور جب وہ "قلیل الحدیث" تھے اور ان کے پاس زیادہ حدیثیں بھی نہ تھیں،تو حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے،ان سے روایاتِ کثیرہ اور احادیث کثیرہ کس طرح لیں؟

8 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت وتبحر حدیث کا اندازہ اس سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ حدیث،شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمن مقری رحمۃ اللہ علیہ،جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث روایت کرتے،تو اِس لفظ کے ساتھ روایت کرتے کہ:"أخبرَنا شاهنشاه"۔(تاریخ بغداد،ج:13،ص:245)

ترجمہ ہمیں علمِ حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔

اندازہ فرمائیے!ایک محدثِ کامل،امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کا "بادشاہ" ہی نہیں،

بلکہ "شاہنشاہ" کہہ رہے ہیں،جس سے علمِ حدیث میں تبحر ظاہر ہے۔جن لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین میں شمار نہیں کیا ہے،ان کی بات قابل قبول نہیں۔

(آثار امام صاحب،ص:136)

14 حافظِ حدیث ہونے پر شہادتیں

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ،علی ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ،سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ،عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضراتِ محدثین کا قول ثابت کرتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ "حافظِ حدیث" بھی ہیں،جیسا کہ "تذکرۃ الحفاظ" سے معلوم ہوتا ہے،کیوں کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "حافظ الحدیث" کہا ہے۔

(تاریخ بغداد،ج:13،ص:245،بحوالہ:"علم حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ"۔از:محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظِ حدیث نہ ہوتے،تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص (جو مذہباً شافعی ہیں) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو "حافظِ حدیث" نہ کہتے۔اسی بات کا اعتراف،حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان الفاظ میں کیا ہے:

"كان أبو حنيفة نقيًا أحفظَ أهل زمانه"۔(اخبار ابی حنیفہ،ص:36)

حافظ محمد یوسف شافعی صالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حفاظِ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں''۔

(مقام ابی حنیفہ،ص:120)

ہماری مولانا موصوف سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اگلی تحریر میں اوپر جن جن حضرات نے یہ شہادت دی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ماہرینِ حدیث اور حفاظِ حدیث میں سے ہیں ان کے متعلق بھی غلو اور مبالغہ آرائی کا فتویٰ شائع فرمائیں۔

15 اعتراض 4 اور اس کا جواب

موصوف آگے لکھتے ہیں:

"لہٰذا اگر ان کی بات مان بھی لی جائے پھر بھی امام صاحب ؒ کا امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کا کثرت روایت میں ہم پلہ ہونے کا دعوی کرنا مضحکہ خیز ہے"۔

وضاحت: ایک بات یہاں واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہمارے نزدیک امام بخاری ؒ کا مقام سارے محدثین میں سب سے اونچا ہے، اور وہ ہمارے سر کے تاج ہیں۔ اور موصوف کی اطلاع کے لیے یہ عرض ہے کہ جہاں ایک طرف یونیورسٹیوں میں منتخب احادیث پڑھائی جاتی ہیں، وہیں احناف کے بڑے بڑے مدارس میں طلباء کو کئی کتبِ حدیث بشمول بخاری شریف کے مکمل پڑھائی جاتی ہیں۔ بہر حال ہم اپنے کسی ایک بزرگ کی عظمت کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے کسی بزرگ کی شان کو گھٹانے کے ہرگز ہرگز قائل نہیں ہیں۔ یہاں گفتگو اس بہتان کے دفاع میں ہے جو غیر مقلدین حضرات امام ابوحنیفہ ؒ پر قلیل الحدیث ہونے کا لگاتے ہیں۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ موصوف جس بات کو مضحکہ خیز بتاتے ہیں وہ محدثین کے نزدیک کتنی سنجیدہ ہے۔

16 امام ابوحنیفہ ؒ کے کثیر الحدیث ہونے پر شہادتیں

تمام کبار محدثین کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ آپ ؒ اجلۂ محدثین میں ہونے کے ساتھ ساتھ، "کثیر الحدیث" بھی ہیں۔ لہٰذا ذیل میں چند اقوال پیش کیے جا رہے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ؒ "کثیر الحدیث" ہیں؛ چناں چہ ملا علی قاری ؒ ابن سماعہ ؒ سے نقل کرتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنی (املائی) تصانیف میں ستر ہزار (70000) سے کچھ اوپر حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار سے، "کتاب الآثار" کا انتخاب کیا ہے"۔

(عقود الجواہر، ج:1، ص:23، بحوالہ: دفاع، ص:112)

اسی طرح یحییٰ بن معین ؒ فرماتے ہیں:

"کان النعمان جمع حدیث بلده کله"۔

ترجمہ: امام صاحب ؒ نے اپنے شہر کوفہ (علم حدیث کا مرکز ومرجع ہے) کی تمام حدیثیں

جمع کر لی تھیں۔

پھر خود حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں:

عندی صنادیق الحدیث، ما أخرجت منها الا الیسیر الذی ینتفع به.

(مناقب الامام اعظم، ج:1، ص:95، بحوالہ: علم حدیث میں، ص:8)

ترجمہ: میرے پاس حدیث کے بہت سے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔

یہاں لفظ "صنادیق" جمع کا ہے، جس سے واضح ہے کہ آپ ؒ کثیر الحدیث ہیں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی ؒ نے "کثیر الحدیث" سے متعلق بہت سے اقوال پیش کیے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیں مقدمہ اعلاء السنن۔

17 بلاشبہ امام ابوحنیفہ ؒ امام بخاری ؒ کے ہم پلہ ہیں

باتفاقِ محدثینِ عظام (جس میں خصوصیت کے ساتھ سفیان ثوری ؒ، امام شعبہ ؒ، ابن قطان ؒ، امام عبدالرحمن مہدی ؒ اور امام احمد بن حنبل ؒ، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں) متونِ حدیث کی تعداد چار ہزار چار سو ہے:

"عن الثوری وشعبة ویحیی بن سعید القطان وابن مهدی وأحمد بن حنبل وغیرهم: أن جملة الأحادیث المسندة عن النبی صلی الله علیه وسلم یعنی الصحیحة بلا تکریر - أربعة آلاف وأربعمائة حدیث"۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر (ابن حجر العسقلانی) ج1 ص299؛ البحر الذی زخر فی شرح ألفیة الأثر - قسم (الجلال السیوطی) ج2 ص753؛ توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار (الصنعانی) ج1 ص63، 64)

ترجمہ: احادیث صحیحہ، جو بلا تکرار آنحضرت ﷺ سے روایت کی گئی ہیں، ان کی تعداد چار ہزار چار سو (4400) ہے۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ آپ ؒ چار ہزار متون احادیث کے حافظ تھے۔

چنانچہ امام صدر الائمہ مکی ؒ فرماتے ہیں:

”كان أبو حنيفة يروي أربعة آلافِ حديث، ألفين لحماد، وألفين لسائر المشيخة“۔(دفاع ص:117)

ترجمہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار حدیثیں روایت کی ہیں، دو ہزار صرف حماد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے۔

معلوم یہ ہوا کہ اگر تعددِ طرق و اسانید اور تکرار سے صرفِ نظر کر لی جائے، تو چار ہزار حدیثیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں اور اگر تعددِ طرق کا لحاظ کیا جائے، تو ستر ہزار سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کی تعداد بڑھ جاتی ہے، جن کا تذکرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی املائی تصانیف میں کیا ہے؛ چوں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بعد کے محدثین (مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان 114 سال کے طویل عرصے میں، ایک حدیث کو سینکڑوں، بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کیا ہوگا (جس سے حدیث کی تعداد بدل جاتی ہے فی اصطلاح المحدثین)۔ اس لیے دونوں کے درمیان جو لاکھوں اور ستر ہزار حدیثوں کا فرق ہے، وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے؛ ورنہ صحیح بخاری کے مکررات نکال کر، احادیث کی تعداد، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار بتائی ہے۔

(مناقب موفق، ج:1، ص:96، بحوالہ: مقام ابی حنیفہ، ص:116)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے:

”ومسلم باسقاط المكرر نحو أربعة آلاف“۔(تنقیح الافکار، ص:65)

اور تقریباً یہی تعداد ”سنن ابی داؤد“ و ”ابن ماجہ“ وغیرہ کے متعلق ہے۔

(التقریب، ص:51، بحوالہ: دفاع ص:117)

غرضیکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ان حضرات محدثین کے ”متونِ احادیث“ میں بالکل ہم پلہ ہیں؛ بلکہ تعددِ سند میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً برابر ہی ہیں؛ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”جمعتها من خمس مائة ألف حديث“۔(دفاع ص:117)(الوصیة، ص:65)

لہٰذا معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ”قلیل الحدیث“ ہونے کا الزام غلط ہے۔ اس

سے واضح ہو گیا کہ جس طرح طلوعِ آفتاب سے رات کی تمام تاریکیاں ختم ہو جاتی ہیں، اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ”قلیل الحدیث“ ہونے کا الزام ختم ہو جاتا ہے۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث۔ از: محمد جسیم الدین قاسمی صاحب سیتا مڑھی حفظہ اللہ، شعبہ افتاء دار العلوم دیوبند)

عجیب بات عجیب بات یہ ہے کہ معترض مولوی صاحب، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت اور فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ مقام کے تو قائل ہیں، (جس کا انکار موجودہ دور کے کئی غیر مقلد نوجوان بڑے دھڑلے سے کرتے ہیں) لیکن علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اس قدر واضح ہونے کے باوجود جھٹلاتے ہیں، حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فقیہ اور مجتہد ہونا خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محدثیت پر ایک مضبوط دلیل ہے۔

بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مجتہد کے لئے پانچ لاکھ احادیث کے حفظ کو بھی شرط قرار دیا ہے اور جب امت نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو بلا اختلاف قبول کیا ہے، تو گویا التزاماً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ حدیث میں امتیازی شان کو بھی تسلیم کیا ہے، اس لئے اس کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محدثیت پر کسی دلیل کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔

18 محدث اور فقیہ میں فرق

علم رسالت کے پہرداروں کو حفاظِ حدیث کہتے ہیں۔ یہ کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دیتے ہیں۔ ان کی دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک محدثین کہلائے اور دوسرے فقہاء کہلائے۔

محدث کے نزدیک الفاظِ حدیث کا حفظ مقدم ہے اور اس کو مختلف طرق سے روایت کرنا ان کا تمغۂ امتیاز ہے۔

فقہاء کے نزدیک معنی حدیث کا فہم مقدم ہے اور اس سے مختلف مسائل کا استنباط کرنا یہ ان کا تمغۂ امتیاز ہے۔

یہ دوالگ الگ تخصص ہیں لیکن ان دنوں شعبوں کے لیے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ جو چیز لازم وملزوم ہے وہ حفظِ حدیث ہے۔علمِ حدیث کی مہارت اور ناسخ ومنسوخ کی کامل معرفت کے بغیر کوئی بھی فقیہ اور مجتہد نہیں بن سکتا ہے۔جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق مجتہدِ مطلق ہیں۔

19 ایک بہترین مثال

بحثیت طالب العلم بندہ کے نزدیک محدث اور فقیہ کے فرق کو واضح کرنے کے لیے یہ سب سے خوبصورت مثال ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے۔

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو جب بھی کوئی فقہی مسئلہ درپیش آتا، تو اپنے شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب مسئلہ بتاتے، تو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ پوچھتے کہ یہ مسئلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں سے لیا ہے؟۔تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث مجھ سے بیان کی ہے۔اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہے۔تو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

یَامَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! أَنْتُمُ الْأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَه۔ (الفقیہ والمتفقہ 2/84)

ترجمہ: اے فقہاء کی جماعت! تم طبیب اور ڈاکٹر ہو اور ہم دوافروش ہیں۔

اس کا ترجمہ جدید اصطلاحات میں کچھ اس طرح بنے گا۔

"اے فقہا کی جماعت! ہم لوگوں کی مثال فارماسسٹ کی سی ہے اور تم لوگ فزیشنز ہو"۔

تشریح: فارماسسٹ (دوافروش) کا تخصص یہ ہے کہ وہ اپنی فارمیسی یا صیدلیہ میں ہر طرح کی مختلف دوائیں، اس کے اجزاء کی خوب جانچ پڑتال کرنے کے بعد ان کو اپنے شوکیس میں ترتیب کے ساتھ جمع کرتا جاتا ہے۔وہ صرف معتبر فارماسیٹیکل کمپنی کی ہی پراڈکٹس کو قبول کرتا ہے اور جو کمپنی مشکوک یا غیر معیاری ہوتی ہے، اس کو وہ رد کردیتا ہے۔اور دوسری بات وہ ہر دوا کے کئی ایک مختلف نسخے جمع کرتا ہے، جو مختلف معیار کی

اور الگ الگ ڈوز (Dose) کی شکل میں ہوتی ہیں۔لیکن کونسے مریض کو کونسی دوا دینی ہے اور کتنی خوراک دینی ہے، یہ فن فارماسسٹ کا نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے کسی ماہر فزیشن کی بصیرت کی ضرورت پڑے گی، کیونکہ وہ مڈیسن کی اجزاء وترکیب، ناسخ و منسوخ اور ایفیکٹ اور سائڈ ایفیکٹ (effect and side-effect) کی مکمل فہم وفراست اور علم وبصیرت سے مامور ہوتا ہے۔

لہٰذا فزیشین ڈاکٹر لوگوں کے مسائل کی صحیح تشخیص کرتا ہے، اور کس مریض کو کونسی دوا کتنے دن تک، اور کتنی خوراک دینی ہے، یہ فیصلہ بھی فزیشن کرتا ہے اور لاکھوں لوگوں کے مسائل کو حل کرتا چلا جاتا ہے۔

اگرچہ کہ علم طب کے یہ دونوں شعبے اہمیت اور افادیت کے حامل ہیں اور انسانیت کے لیے فائدہ مند ہیں لیکن یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ فزیشین ڈاکٹر کا مقام بہرحال فارماسسٹ سے اونچا ہے۔

اب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول دوبارہ پڑھیں:

یَامَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! أَنْتُمُ الْأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَه۔ (الفقیہ والمتفقہ 2/84)

ترجمہ: اے فقہاء کی جماعت! تم طبیب اور ڈاکٹر ہو اور ہم دوافروش ہیں۔

سبحان اللہ! کیا خوبصورت مثال ہے۔

محدث اور فقیہ دونوں ہی حفاظِ حدیث میں سے ہیں۔ایک الفاظِ حدیث کا محافظ ہے، تو دوسرا معنی حدیث کا محافظ ہے۔

محدث الفاظِ حدیث کو اس کی صحیح سند اور صحیح متن کے ساتھ جمع کرتا ہے۔اور کسی غیر کے کلام کو اس میں شامل ہونے نہیں دیتا ہے، اور ایک ایک حدیث کو مختلف طرق سے اور مختلف راویوں سے جمع کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔پھر ان روایات کی لڑی کو وہ اپنی کتبِ حدیث کے شوکیس میں بڑی خوبصورت ترتیب کے ساتھ سجاتا جاتا ہے۔وہ ایک ایک عنوان پر کئی کئی روایات مختلف اسانید اور الفاظ کے فرق کے ساتھ جمع کرتا ہے۔لیکن ان مختلف روایات میں کونسی حدیث پر عمل کیا جائے گا اور کونسی حدیث کو

ترک کیا جائے گا۔ یہ فن محدث کا نہیں ہے بلکہ فقیہ کا ہے۔

کیونکہ فقیہ فنِ حدیث کے علم کے ساتھ ساتھ ان کے ناسخ ومنسوخ اور تقدیم وتاخیر کے اصول سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی فہم وفراست اور قوتِ استدلال سے منشائے خداوندی کو سامنے رکھ کر ان احادیث کی روشنی میں عمل صحابہ ؓ کو مدِنظر رکھتے ہوئے فقہی اصول مرتب کرتا ہے۔ پھر ان اصولوں کی روشنی میں مسائل کا استنباط کرتا ہے۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود محدثین اپنے پاس لاکھوں حدیثیں ہونے کے باوجود، اکثر فقہی مسائل میں فقہاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

20 امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری ؒ کا فقہی مسلک

اگرچہ اس میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، لیکن بعض علماء نے آپ ؒ کو شافعی لکھا ہے۔

مثال کے طور پر الامام تاج الدین السبکی ؒ (المتوفی: 771ھ) نے ابوعبداللہ (امام بخاری ؒ) کا تذکرہ اپنی کتاب طبقات (الشافعیہ) میں کیا ہے۔

آپ ؒ فرماتے ہیں: ''انہوں (امام بخاری ؒ) نے سماع (حدیث) کیا ہے زعفرانی ؒ، ابوثور ؒ اور کرابیسی ؒ سے''۔ (امام سبکی ؒ کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ انہوں (امام بخاری ؒ) نے امام حمیدی ؒ سے فقہ حاصل کی تھی اور یہ سب حضرات امام شافعی ؒ کے اصحاب میں سے ہیں۔

(طبقات الشافعية الكبرى:2/214)

اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (852ھ) آپ ؒ کو امام شافعی ؒ کے قریب لکھتے ہیں۔ (فتح الباری:1/123)

غیر مقلدین کے مجددِ وقت، مجتہد العصر اور شیخ الکل نواب صدیق حسن خان صاحب ؒ کے نزدیک بھی امام بخاری ؒ شافعی المسلک ہیں۔

(ابجد العلوم:3/126، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور۔ مولفہ: اہلحدیث نواب صدیق حسن خاں صاحب ؒ)

عند البعض حضرت امام بخاری ؒ مجتہد تھے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ مجتہدِ مطلق تھے یا مجتہدِ منتسب (یعنی وہ مجتہد جو اپنے امام ومقتدیٰ کے اصول وضوابط کو پیشِ نظر رکھ کر اجتہاد کرتا ہے)۔

بہر حال یہ بات صحیح ہے کہ آپ ؒ بہت سے مسائل میں امام شافعی ؒ کے تابع چلے، تاہم ان مسائل کی بھی کمی نہیں جن میں آپ ؒ نے فقۂ شافعی سے اختلاف کیا اور فقہ حنفی کو اختیار کیا۔ اس کا باعث آپ ؒ کے استاد اسحٰق بن راہویہ ؒ کو سمجھا جاتا ہے۔ محدث کبیر مولانا بدر عالم مدنی ؒ نے فیض الباری جلد چہارم کے آخر میں ان مسائل کی ایک فہرست دی ہے جن میں امام بخاری ؒ فقۂ حنفی کے مطابق چلے ہیں۔

بہر حال یہ ایک حقیقتِ مسلمہ ہے کہ حضرت امام بخاری ؒ تارکِ تقلید اور منکرِ تقلید نہ تھے۔ (ماخوذ از الہام الباری، ص76,75)

اس لئے آج کے ترکِ تقلید اور منکرِ تقلید کے مدعیان کا امام بخاری ؒ کو اپنی صفوں میں شامل کر کے اپنے علمی قد وقامت کو بلند کرنا نہ صرف تاریخ کو جھٹلانا ہے بلکہ اپنی خواہشِ نفسانی کی تکمیل میں حضرت امام بخاری ؒ کی جلالتِ شان سے استہزاء وتخفیف ہے، اور علمی دنیا میں ایک بڑے مغالطے کو پھیلانا بھی ہے۔ جو فنِ حدیث اور روایتِ حدیث کے سلسلہ میں ملحوظ احتیاط کو بھی مجروح کرنا ہے، ایسے غیر مقلدین حضرات کو منصبِ حدیث زیب نہیں دیتا ہے۔

21 محدثین پر فقہاء کی فضیلت

احادیث کو یاد کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر ان احادیث سے مسائل مستنبط کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ اسی وجہ سے فقیہ کا مقام محدث سے اونچا ہے جیسے ایک ممتاز حافظ قرآن مجید کو الحمد سے والناس تک قرآن مجید خوب یاد ہے، تمام قرآن مجید کو سنایا۔ ایک غلطی بھی نہیں ہوئی۔ اگر آپ اس سے پوچھ لیں کہ حافظ جی! وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ

لُمَزَةٍ کا کیا معنی ہے وہ کہے گا کہ بھائی میں نے ترجمہ اورتفسیر نہیں پڑھی۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ ؒ نے اسحاق بن راھویہ ؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''ہم امام احمد بن حنبل ؒ، امام یحییٰ بن معین ؒ اور دیگر محدثین کرام کے مجلس میں حدیث کے سلسلہ میں مذاکرہ کرتے تھے، کہ یہ حدیث کتنے اسانید کے ساتھ مروی ہے۔ یحییٰ بن معین ؒ فرماتے کہ ایک طریق یہ بھی ہے، ایک سند یہ بھی ہے تو میں کہہ دیتا کہ یہ حدیث بالاجماع صحیح ہے۔ سب کہتے ہاں، پھر میں کہتا کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اس کی تفسیر وتشریح کیسے ہے؟ اس سے کون سے مسائل مستنبط ہیں؟ تو سب کے سب خاموش رہتے، صرف امام احمد بن حنبل ؒ تشریح و مقاصد بیان کرتے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث اوران کے اسانید یاد کرنا الگ کام اور مسائل واحکام کا استنباط جدا کام ہے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ص:293)

الحمدللہ فقۂ حنفی کو طویل عرصہ تک رائج الوقت قانون ونظام کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ خلافتِ عباسیہ، خلافتِ عثمانیہ اور مغل سلطنت میں صدیوں تک عدالتی قانون کے طور پر فقۂ حنفی کی عملداری رہی ہے جس کی وجہ سے تجربات ومشاہدات کا جو ذخیرہ اس کے پاس ہے اور انسانی معاشرہ کی مشکلات کو سمجھنے اور حل کرنے کی جو صلاحیت وتجربہ اس کے دامن میں ہے، وہ (ایک حد تک فقہ مالکی کے سوا) کسی دوسری فقہ کو میسر نہیں آیا۔ آج بھی عالمِ اسلام میں عدالتی اور انتظامی طور پر شرعی احکام وقوانین کے نفاذ کے جو اصول وضوابط فقۂ حنفی میں ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں اسلامک بینکنگ اور اصولِ تجارت وغیرہ میں جو علمائے احناف کی تحقیق اور کاوشیں ہیں، وہ فقۂ حنفی کی امتیازی شان کو اجاگر کرتی ہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ بڑے بڑے علماء اور دانشوروں کی موجودگی میں ایک ایسے شخص کی فقہ ایک ہزار سال سے رائج رہے اور کروڑوں لوگ استفادہ کریں جس کے پاس احادیث کا علم ہی نہ ہو۔۔۔؟؟؟

فقیہ اور افقہ ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ امام ترمذی ؒ کتنے بڑے محدث ہیں ایک جگہ اعتراف کرتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيْثِ۔

(سنن الترمذی۔کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی غسل المیت۔حدیث:990)

امام یحییٰ بن سعید القطان ؒ، امام المحدثین ہیں، جرح وتعدیل کے امام ہیں۔ مگر استنباط کا درجہ ان کو حاصل نہیں تھا۔ وہ احکام امام ابوحنیفہ ؒ سے پوچھتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ 1/307۔ترجمۃ وکیع بن الجراح)

احمد بن سعید القاضی ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین ؒ سے سنا ہے کہ وہ اپنے شیخ یحییٰ بن سعید القطان ؒ سے نقل فرماتے ہیں:

لَا نَكْذِبُ عَلَى اللهِ، مَا سَمِعْنَا رَأْيًا أَحْسَنَ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَدْ أَخَذْنَا بِأَكْثَرَ مِنْ أَقْوَالِهِ۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال ج29 ص433؛ تاریخ اسلام للذہبی، ج3 ص990؛ تذھیب تہذیب الکمال فی أسماء الرجال ج9 ص221؛ تہذیب التھذیب 10/450)

ترجمہ: ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے سے بہتر رائے کسی سے نہیں سنی۔ ہم نے اُن کے اکثر اقوال پر عمل کیا ہے۔

اسی طرح وکیع بن الجراح ؒ امام شافعی ؒ کے استاذ امام ابوحنیفہ ؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذھبی 1/307؛ تھذیب التھذیب 11/126،127)

بخدا! اس میں محدثین کرام کی کوئی توہین نہیں ہے، بلکہ ہر فن کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

ایک فقیہ اور مجتہد کے لئے تمام آیات الاحکام اور تمام روایات وآثار پر احاطہ اور غایت درجہ درایت، ناسخ ومنسوخ کا مکمل علم، تطبیقِ روایات میں عمیق تدبر، جرح و تعدیل کا پورا ادراک ضروری ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: "أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا أَرْبَعَةَ آلَافِ

يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ، وَأَرْبَعَمِائَةٍ قَدْ فَقِهُوا"۔

(المحدث الفاصل بين الراوي والواعي، ص 560۔المؤلف: أبو محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي (ت 360 ھ)۔الناشر: دار الفكر - بيروت۔الطبعة: الثالثة، 1404۔عدد الصفحات: 624)

ترجمہ حضرت انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں کوفہ گیا تو وہاں چار ہزار علماء حدیث پڑھ رہے تھے اور چار سو علماء فقہ پڑھ رہے تھے''۔

جب یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ، وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرازق رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے سینکڑوں شیوخ الحدیث اجتہاد وفقہ میں قدم نہیں رکھتے، تو آج کل کے مدعیانِ اجتہاد اور تارکین تقلید کی کیا حیثیت ہے۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ۔از: حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ؛ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: سوانح وافکار۔نام مؤلف امانت علی قاسمی صاحب حفظہ اللہ؛ محدثین وفقہاء کا دائرہ کار و منہجِ عمل۔از: مولانا ابوعمار زاہد الراشدی صاحب حفظہ اللہ)

22 امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روایات صحاحِ ستہ میں کیوں نہیں؟

غیر مقلدین حضرات کی طرف سے ایک شوشہ یہ بھی چھوڑا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحاح میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت بھی نقل نہیں کی ہے۔اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے سوائے اس کے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث میں کمزور تھے۔؟

جواب کیا صحیحین میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث مروی ہے؟ نہیں! تو پھر کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی علم حدیث میں کمزور تھے؟

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں، جن کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو طویل صحبت نصیب ہوئی ہے۔اس کے باوجود ان سے مروی احادیث بخاری شریف میں صرف تین جگہوں پر آئی ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صرف چند روایات مروی ہیں۔

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، باوجود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہونے کے انہوں نے اپنی صحیح میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بھی نقل نہیں کی ہے۔حالانکہ ان کے ساتھ طویل صحبت رہی ہے۔

درحقیقت ان چار اماموں کے ہزاروں شاگرد تھے، تو محدثین کرام کو یقین تھا کہ ان ائمہ کی روایات ان کے تلامذہ کے ذریعہ زندہ رہیں گی۔لہٰذا وہ ان اساتذہ کی روایات اپنی کتابوں میں جمع کر گئے ہیں جن کے تلامذہ کا دائرہ محدود تھا۔اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام صراحۃً نہیں لیتے، بلکہ بسا اوقات کہتے ہیں: ''بعض أصحاب الکوفۃ''۔یہ اس لئے کہ ان کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنداً نہیں پہنچا ہے اور دیگر ائمہ کے اقوال ان کو سنداً پہنچے ہیں جیسا کہ کتاب العلل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی محدث کا (چاہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہو، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہو، یا دیگر محدثین) کسی مجتہد (چاہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی روایت نقل نہ کرنے سے ان کی محدثانہ شان میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔

23 امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ثلاثیات کا شرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں سے ملا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور ہمارے سر کے تاج ہیں۔امیر المومنین فی الحدیث کا بلند مقام ان کو حاصل ہے۔ان کی کتاب صحیح البخاری کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری'' کا درجہ حاصل ہے۔بخاری شریف میں ثلاثیات کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ثلاثیات وہ احادیث ہیں، جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک تین واسطے ہیں۔بخاری شریف میں جہاں ثلاثیات ہیں، وہاں حاشیہ پر ثلاثیات لکھا ہوتا ہے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں 22 ثلاثیات روایت کی ہیں۔اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام روایات ثلاثیات ہیں۔بلکہ بعض ثنائیات بھی ہیں۔یعنی کبھی

کبھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رسول اللہ ﷺ تک دو واسطے ہوتے ہیں اور کبھی تین واسطے ہوتے ہیں۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ثنائیات دو سو سے متجاوز ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ثلاثیات کا شرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے۔گویا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی صحیح میں عالی سند کے ساتھ ثلاثیات درج کرنے کا شرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا صدقہ ہے۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ:41۔مؤلف: حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

24 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث کی مشہور کتابیں

احادیث کی مشہور کتابیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، مسند ابن حبان، مسند احمد بن حنبل وغیرہ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً 150 سال بعد تحریر کی گئی ہیں۔ ان مذکورہ کتابوں کے مصنفین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں موجود ہی نہیں تھے، ان میں سے اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ مشہور کتبِ حدیث کی تصنیف سے قبل ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگردوں (قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث اور فقہ کے دروس کو کتابی شکل میں مرتب کردیا تھا جو آج بھی دستیاب ہیں۔مشہور کتبِ حدیث میں عموماً چار یا پانچ یا چھ واسطوں سے احادیث ذکر کی گئی ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اکثر احادیث صرف دو واسطوں سے آئی تھیں۔اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو احادیث ملی ہیں وہ اصح الاسانید کے علاوہ احادیث صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ اور متواترہ کا مقام رکھتی ہیں۔غرضیکہ جن احادیث کی بنیاد پر فقہ حنفی مرتب کیا گیا وہ عموماً سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی احادیث ہیں۔

(حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: حیات اور کارنامے: حضرت مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی صاحب حفظہ اللہ)

25 علمِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے ممتاز ہیں

جس طرح فقہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امتیاز وتفوق اور اولیت ومرجعیت حاصل ہے

اسی طرح علمِ حدیث میں بھی اولیت واسبقیت حاصل ہے۔

علمِ حدیث میں سب سے پہلی تصنیف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار'' ہے اور فقہی ترتیب پر یہ پہلی کتاب ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترتیب میں کتاب الآثار سے استفادہ کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علمِ حدیث کو ابوابِ فقہیہ پر مرتب فرمایا ہے۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کی ترتیب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ قدم نہیں اٹھایا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ: تبییض الصحیفہ ص:21، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۰ء)

اس کے باوجود یہ کہنا:

لَمۡ یَکُنۡ لِلۡأَحۡنَافِ شَغۡفٌ فِي الۡحَدِیۡثِ.

ترجمہ احناف کو احادیث سے دلچسپی نہیں ہے۔

یا احناف کے بارے میں یہ کہنا:

لَیۡسَ لِلۡأَحۡنَافِ قَدَمٌ فِيۡ رِوَایَاتِ رَسُوۡلِ اللهِ ﷺ

ترجمہ احناف کو رسول اللہ ﷺ کی روایات میں مہارت نہیں۔

یہ اقوال مردود ہیں کیونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جامع المسانید اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کے باب میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

26 ایک اعتراض اور اس جواب

ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے اس بلند مقام پر فائز تھے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ وتلامذہ کی فہرست بھی اس قدر وسیع ہے، اور علمِ حدیث میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں اور روایتیں موجود ہیں، تو پھر احادیث کے حفظ اور نقل وروایت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حیثیت نمایاں کیوں نہ ہوسکی جو دیگر محدثین

کی ہوئی۔۔۔؟؟؟؟

جواب اس اعتراض کا بہت ہی پیارا جواب شیخ محمد یوسف صالحی ؒ نے دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

''حضرت امام (ابوحنیفہ ؒ) کو احادیث بہت زیادہ یاد ہونے کے باوجود روایتیں آپ ؒ کی سند سے بہت کم ہیں، جس کے دو بنیادی اسباب ہیں:

اول آپ ؒ کا اہم ترین مشغلہ فقہ واجتہاد اور ادلۂ شرعیہ سے احکام کا استنباط تھا، نہ کہ نقلِ روایت، جس طرح سے جلیل القدر کبار صحابہ ؓ احادیث پر عمل اور ان سے احکام کے استنباط سے دلچسپی رکھتے تھے اور انتہائی احتیاط کے باعث حدیثوں کی روایت سے گریز کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی مرویات بہ نسبت دوسرے صحابہ ؓ کے کم ہیں، حالانکہ انہیں حدیثوں کا علم کم نہیں ہوتا تھا۔

دوم خود حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے یہاں حدیث بیان کرنے کے لئے شرائط سخت تھے منجملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ کسی شخص کو حدیث بیان کرنے کی اجازت اسی وقت ہوگی جب کہ اس نے سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت جوں کا توں محفوظ رکھا ہو۔

(یوسف صالحی دمشقی: عقود الجمان ص: 294۔ تحقیق ودراسہ: عبد القادر افغانی، رسالۃ ماجستر، جامعہ ام القری، 1399ھ)

شیخ صالحی ؒ کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو اسباب ہیں جن کی بنیاد پر امام صاحب ؒ کی روایتیں کم ہیں، لیکن اگر امام صاحب ؒ کی تصنیفات ومرویات کا جائزہ لیا جائے، تو قطعاً اس سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا کہ امام صاحب ؒ کی روایتیں کم ہیں۔ اس لئے کہ صرف خوارزمی ؒ کی ''جامع المسانید'' میں آپ ؒ کی سند سے مرفوع احادیث کی تعداد نوسوسولہ (916) ہے اور اگر آثار صحابہ ؓ کو ملا لیا جائے تو یہ تعداد بہت زیادہ ہوجاتی ہے، جب کہ امام مالک ؒ کے متعلق علامہ ابن خلدون ؒ لکھتے ہیں:

امام مالک ؒ کے پاس صحیح احادیث کا جو کچھ سرمایہ ہے وہ سب موطا میں موجود ہے

اور موطا مالک کی کل حدیثیں تین سو (یا کچھ کم وبیش) ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون: 1/556۔ الفصل السادس فی علوم الحدیث)

(امام ابوحنیفہ ؒ: سوانح وافکار: 152۔ مؤلف: امانت علی قاسمی صاحب حفظہ اللہ)

اتنا سب کچھ واضح ہونے کے باوجود غیر مقلد مولوی صاحب کا چند معترضین کے اقوال کو سامنے رکھ کر اس کو غلو اور تدلیس سے تعبیر کرنا ناانصافی اور حق سے روگردانی کے مترادف ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس طرح کے الزامات، تنقیص اور تبصروں سے کوئی بھی علمی اور تاریخی شخصیت محفوظ نہیں ہے۔ تاہم منصف مزاج حضرات نے تمام اعتراضوں کو ''بکواس'' کہہ کر، آپ ؒ کی جلالتِ شان پر مہر ثبت کردی ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی ؒ فرماتے ہیں:

"ولا عبرة لكلام بعض المتعصبين فی حق الامام، بل كلام من يطعن فی هذا الامام عند المحققين يشبه الهذيانات"

ترجمہ امام ابوحنیفہ ؒ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا اعتبار نہیں، بلکہ جو شخص امام صاحب ؒ پر طعن کرتا ہے، تو محققین کے نزدیک اس کا کلام بکواس کے مشابہ ہے۔

27 آخری بات

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کا ''علمِ حدیث'' میں بہت اونچا مقام ہے۔ چنانچہ آپ ؒ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امامِ حدیث، حافظِ حدیث اور صاحبِ ''جرح وتعدیل'' ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر الحدیث ہونے میں امام بخاری ؒ وغیرہ کے ہم پلہ ہیں۔ نیز آپ ؒ پر مخالفین کی جانب سے، خصوصاً حدیث کے تعلق سے کیے گئے اعتراضات، محض حسد وعناد پر مبنی ہیں۔ (انجاء الوطن، ص: 44)

جو بازاری افسانوں اور بکواس کلاموں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

(امام ابوحنیفہ ؒ اور علم حدیث: مؤلف: حضرت مولانا محمد جسیم الدین قاسمی سیتامڑھی صاحب حفظہ اللہ: شعبۂ افتاء دار العلوم دیوبند)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مَا يَضُرُّ الْبَحْرَ أَمْسىٰ زَاخِرًا أَنْ رَمٰى فِيهِ غُلَامٌ بِحَجَرٍ۔

ترجمہ: بھرے ہوئے سمندر میں اگر کوئی لڑکا کوئی پتھر پھینکے، تو اس نے اس سمندر کا کیا بگاڑا۔

اللہ تعالیٰ! امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ رحمت فرمائے، اور پوری امت کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

28 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محدثیت اور "الموسوعۃ الحدیثیہ لمرویات الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" میں تعداد وترقیمِ احادیث پر اعتراضات کا جواب

''الموسوعة الحديثيه لمرويات الامام ابى حنيفة رحمۃ اللہ علیہ مولفہ حضرت شیخ لطیف الرحمن بہرائچی'' کے منظر عام پر آنے کے بعد ایک مخصوص طبقے کی طرف سے اسے مطعون کرنے کی مسلسل کوششیں ہو رہی ہیں اور اسے دجل وفریب اور تلبیس کا شاخسانہ قرار دیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ کتاب اس طبقہ کی اُس روایتی مزعومہ کی قلعی کھول رہی تھی جس میں یہ کہا جاتا رہا ہے کہ امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قلیل الحدیث ہیں بلکہ علمِ حدیث میں بے بضاعت اور نابلد ہیں۔

موسوعہ پر اِس طبقہ کی طرف سے یہ الزام ہے کہ صاحبِ موسوعہ نے احادیث کی ترقیم میں تلبیس سے کام لیا ہے، وہ اس طور پر کہ مولف نے موقوفات اور مقطوعات پر مستقل نمبر ڈالے ہیں، اسی طرح مکرر روایتوں پر بھی مستقل ترقیم کی ہے۔

29 ترقیمِ احادیث میں محققین کا منہج

اولاً: تو یہ بات پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ احادیث کی ترقیم یہ متاخرین کی ایجاد ہے۔ سابقین اور متقدمین کے یہاں یہ چیز موجود نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مخطوطہ میں اور نہ ہی کسی کتاب میں سابقین کی کوئی ترقیم ملتی ہے۔ احادیث کی ترقیم ماضی قریب کے علماء ومحققین کی ایجاد ہے۔

ان علماء کا طریقۂ کار یہی رہا ہے کہ یہ موقوفات ومقطوعات اور مراسیل کی مستقل ترقیم

کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ، موطا مالک، مصنف عبدالرزاق، جامع معمر بن راشد، احادیثِ اسماعیل ابن جعفر، الزھد والرقائق لابن المبارک، الجامع لابن وھب، مسند الامام احمد، مستدرک علی الصحیحین، سننِ کبریٰ للبیہقی، سننِ صغری للبیہقی، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، طبرانی کی معجمِ ثلاثہ، بغیۃ الباحث، اخبار مکۃ للفاکھی، مسند البزار، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان وغیرہ ان کتابوں کی ترقیم پر نظر ڈالی جائے، تو سب میں یہ بات نظر آئے گی کہ ترقیمِ روایات میں مرسل، موقوف، مقطوع اور فتاویٰ میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ سب کی مستقل نمبرنگ کی گئی ہے، مصنف ابن ابی شیبہ کے جو محققین ہیں وہ اسی طبقہ (غیر مقلدین) سے تعلق رکھتے ہیں سوائے شیخ عوامہ کے، ان سب کی ترقیمات میں بھی موقوف، مرسل، مقطوع وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی شعب الایمان جس پر معروف غیر مقلد عالم شیخ مختار احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج وتحقیق کا کام کیا ہے اور روایات کی ترقیم کی ہے، اس میں بھی ترقیم کے باب میں مراسیل وموقوفات اور مقاطیع وفتاویٰ میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان سب محققین کی کتب میں یہ طریقۂ ترقیم باعثِ اعتراض نہ ہوا، اور موسوعہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں یہ طریقہ باعثِ اعتراض واشکال ہو گیا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ترقیم میں بھی اسی منہج کی پیروی کی گئی ہے، چنانچہ موقوفات مقطوعات اور مراسیل پر نظر ڈالیں، تو مستقل نمبرنگ نظر آئے گی۔ اسی طرح مسندِ احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جو متفقہ نسخہ ہے، اس میں بھی بغیر کسی لحاظ وتمیز کے سب پر نمبر لگایا گیا ہے، اور ان کتابوں کی مرویات کو ذکر کرتے وقت ان اعداد کا ذکر کیا جاتا ہے مگر اس وقت کوئی ان محققین کو نہ ہی مدلس گردانتا ہے اور نہ ہی اس ترقیم کے حوالے سے کوئی اشکال واعتراض ہوتا ہے۔

بطورِ نمونہ چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں

صحیح بخاری باب: القَسَامَةِ فِي الجَاهِلِيَّةِ میں 3845 سے 3850 تک تمام روایات میں کوئی بھی مرفوع روایت نہیں ہے۔

(1) 3845 پر یہ روایت ہے:

موقوف حدیث 1: ۔حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ المَدَنِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الجَاهِلِيَّةِ، لَفِينَا بَنِي هَاشِمٍ، كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ..... (بخاری رقم 3845)

(2) 3846 پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے:

موقوف حدیث 2: ۔حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... (بخاری رقم 3846)

(3) 3847 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتوی ہے:

موقوف حدیث 3: ۔وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ، أَنَّ كُرَيْبًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الوَادِي بَيْنَ الصَّفَا، وَالمَرْوَةِ سُنَّةً، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ: لاَ نُجِيزُ البَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا". (بخاری رقم 3847)

(4) 3848 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

موقوف حدیث 4: ۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ، وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ، وَلاَ تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الحِجْرِ، وَلاَ تَقُولُوا الحَطِيمُ......

(بخاری رقم 3848)

اس کے بعد ایک مقطوع روایت ہے۔

(5) 3849 پر عمرو ابن میمون رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے:

اثر 1: ۔حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: "رَأَيْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ، قَدْ زَنَتْ، فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ". (بخاری رقم 3849)

(6) اس کے آگے 3850 پر پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر ہے جس کا رقم ہے:

موقوف حدیث 5: ۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "خِلاَلٌ مِنْ خِلاَلِ الجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ.... (بخاری رقم 3850)

تو ملاحظہ کیجئے ناظرین ایک ہی باب میں مسلسل پانچ روایات پر مستقل ترقیم کی گئی ہے جس میں سے ایک بھی مرفوع روایت نہیں ہے اس طرح کی سینکڑوں مثالیں صحیحین اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔

جہاں تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی بات ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ اس کتاب میں اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جمع کرنا مقصود ہوتا، تو کتاب کا حجم اس سے کہیں زیادہ ہوتا، کیونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی تعداد بے شمار ہے۔ کتاب الاصل تیرہ جلدوں میں چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہے، جامع صغیر اور جامع کبیر اور اس طرح کی دیگر کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی ہی ہیں۔ اگر ان فتاویٰ کے جمع کرنے کا اہتمام کیا جاتا، تو یہ کتاب سینکڑوں جلدوں سے متجاوز ہو جاتی۔ درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کتاب کا موضوع ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے دوسری بیسیوں کتابیں موجود ہیں۔ اس کتاب میں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات بشمول مراسیل، موقوفات ومقاطیع جمع کرنا مقصود ہے۔ اگر کہیں کوئی فتویٰ نقل کیا گیا ہے تو کسی خاص وجہ اور نادر سبب کے تحت ہی نقل کیا گیا ہے۔

30 مجروحین کی روایات کی ترقیم

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس کتاب میں ان رواۃ کی احادیث پر بھی مستقل نمبرنگ

کی گئی ہے جس میں مجروح ومطعون رواۃ ہیں، یعنی بقول معترض ایسے رواۃ کی حدیث کو اعداد وشمار کے دائرہ میں نہیں لانا چاہیے۔ تو اس سلسلہ میں اصولی بات تو یہ ہے کہ روایات کی ترقیم میں احادیث کی درجہ بندی پیش نظر نہیں رہتی۔ سننِ ابن ماجہ، سننِ دارقطنی، طبرانی کی معاجم ثلاثہ اور اس جیسی کتابوں میں کتنی منکرات اور ضعاف روایات ہیں جن کی مستقل ترقیم کی گئی ہے، جب کہ موسوعہ میں جو مجروح رواۃ ہیں ان پر عمومی طور پر جو جرحیں کی گئی ہیں وہ تعصب کی بنا پر ہیں اور محض ان کے اہل رائے ہونے کی وجہ سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا:

''ما الذی نقمتم علی ابی حنیفة؟''۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تم کو کونسی چیز معیوب نظر آئی؟۔ تو فرمایا: ''الرای'' کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رائے اور قیاس سے کام لیا کرتے تھے۔ کہا گیا: کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رائے کی بنا پر باتیں نہیں کہیں ہیں؟۔ کہا: ''بل ولکن ابوحنیفة اکثر رایا منه''۔ لیکن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے زیادہ رائے اور قیاس کا استعمال کیا کرتے تھے۔ تو کہا گیا: ''فهل لا تکلمتم فی هذا بحصته وهذا بحصته؟''۔ تو کیوں نہ تم نے ان پر ان کے حصہ کے بقدر اور ان پر ان کے حصہ کے بقدر کلام کیا؟۔ فسکت احمد۔ اس پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہ گئے۔

(الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة-ت الحلو (عبد القادر القرشی) ج3 ص326 رقم1491؛ التعلیق الممجد علی موطأ محمد (اللکنوی) ج1 ص41؛ البدور المضیة فی تراجم الحنفیة (محمد حفظ الرحمن الکملائی) ج16 ص233 رقم4749)

در اصل بات یہ ہے کہ وہ رائے جو اسلام میں ناجائز ہے اور اسلام کو ڈھانے کے مترادف ہے۔ یہ وہ رائے ہے جو کتاب وسنت کے صریح مخالف ہو، سلفِ صالحین کے موقف اور ان کے بیان کئے ہوئے معانی کے معارض ہو۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا الْقِيَاسُ وَالرَّأْيُ الَّذِي يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ وَيُحَلِّلُ الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ الْحَلَالَ مَا عَارَضَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، أَوْ مَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ، أَوْ مَعَانِي ذٰلِكَ الْمُعْتَبَرَةُ. ثُمَّ مُخَالَفَتُهُ لِهٰذِهِ الْأُصُولِ عَلَى قِسْمَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنْ يُخَالِفَ أَصْلًا مُخَالَفَةً ظَاهِرَةً بِدُونِ أَصْلٍ آخَرَ. فَهٰذَا لَا يَقَعُ مِنْ مُفْتٍ إِلَّا إِذَا كَانَ الْأَصْلُ مِمَّا لَمْ يَبْلُغْهُ عِلْمُهُ كَمَا هُوَ الْوَاقِعُ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمْ يَبْلُغْهُمْ بَعْضُ السُّنَنِ فَخَالَفُوهَا خَطَأً.

وَأَمَّا الْأُصُولُ الْمَشْهُورَةُ فَلَا يُخَالِفُهَا مُسْلِمٌ خِلَافًا ظَاهِرًا مِنْ غَيْرِ مُعَارَضَةٍ بِأَصْلٍ آخَرَ فَضْلًا عَنْ أَنْ يُخَالِفَهَا بَعْضُ الْمَشْهُورِينَ بِالْفُتْيَا.

الثَّانِي: أَنْ يُخَالِفَ الْأَصْلَ بِنَوْعِ تَأْوِيلٍ وَهُوَ فِيهِ مُخْطِئٌ، بِأَنْ يَضَعَ الِاسْمَ عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ، أَوْ عَلَى بَعْضِ مَوْضِعِهِ. وَيُرَاعِيَ فِيهِ مُجَرَّدَ اللَّفْظِ دُونَ اعْتِبَارِ الْمَقْصُودِ لِمَعْنًى أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ....

أَنَّ مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْأَمْصَارِ قِيَاسًا وَفِقْهًا أَهْلَ الْكُوفَةِ حَتّٰى كَانَ يُقَالُ: فِقْهٌ كُوفِيٌّ وَعِبَادَةٌ بَصْرِيَّةٌ، وَكَانَ عِظَمُ عِلْمِهِمْ مَأْخُوذًا عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ وَأَصْحَابُ عُمَرَ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ مِنَ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ بِمَكَانِ الَّذِي لَا يَخْفٰى، ثُمَّ قَدْ كَانَ أَفْقَهُهُمْ فِي زَمَانِهِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ كَانَ فِيهِمْ بِمَنْزِلَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَكَانَ يَقُولُ: ''إِنِّي لَأَسْمَعُ الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ فَأَقِيسُ بِهِ مِائَةَ حَدِيثٍ''۔ وَلَمْ يَكُنْ يَخْرُجُ عَنْ قَوْلِ عَبْدِ اللهِ وَأَصْحَابِهِ، وَكَانَ الشَّعْبِيُّ أَعْلَمَ بِالْآثَارِ مِنْهُ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ أَعْلَمَ بِالسُّنَّةِ مِنْهُمْ.

وَقَدْ يُوجَدُ لِقُدَمَاءِ الْكُوفِيِّينَ أَقَاوِيلُ مُتَعَدِّدَةٌ فِيهَا مُخَالَفَةٌ لِسُنَّةٍ لَمْ تَبْلُغْهُمْ، وَلَمْ يَكُونُوا مَعَ ذٰلِكَ مَطْعُونًا فِيهِمْ، وَلَا كَانُوا مَذْمُومِينَ بَلْ لَهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ مَكَانٌ لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ عَلِمَ سِيرَةَ السَّلَفِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّ مِثْلَ هٰذَا قَدْ وُجِدَ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ

الْإِحَاطَةَ بِالسُّنَّةِ كَالْمُتَعَذِّرِ عَلَى الْوَاحِدِ، أَوْ النَّفَرِ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَمَنْ خَالَفَ مَا لَمْ يَبْلُغْهُ فَهُوَ مَعْذُورٌ۔

(الفتاوى الكبرى لابن تيمية، الفتاوى الكبرى ج 6 ص 145، 146۔ المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728ھ)۔ الناشر: دار الكتب العلمية)

ترجمہ: وہ قیاس اور رائے جو اسلام کو ڈھانے کے مترادف ہے، اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے والی ہے یہ وہ رائے ہے جو کتاب وسنت کے معارض اور سلفِ صالحین کے منہج اور ان کے بیان کئے گئے معانی کے خلاف ہو۔

پھر یہ مخالفت بھی دوطرح کی ہوتی ہے: ایک یہ کہ کسی اصل کے بغیر کسی دوسری اصل کی بنا پر واضح طور پر مخالفت کی گئی ہو، ایسا کسی مفتی سے ممکن نہیں، الا یہ کہ اسے اس اصل کی خبر نہ پہنچی ہو، جیسا کہ بہت سارے ائمہ سے ہوا ہے، جنہیں بعض حدیثیں نہیں پہنچی ہیں، جس کی بنا پر انہوں نے بعض احادیث کی مخالفت کی ہے، جہاں تک اصولِ مشہورہ کی بات ہے کوئی مسلمان بغیر کسی دوسری اصل کی بنا پر اس کی مخالفت نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ مشاہیر اہلِ فتویٰ میں کوئی اس کی مخالفت کرے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی اصل کی مخالفت کسی تاویل کی بنا پر کرے جس میں اس سے خطا ہوگئی ہو، بایں طور کہ کسی اسم کو غیر موضوع پر یا اس کے بعض افراد پر محمول کردے، یا مقصود کی رعایت کئے بغیر محض لفظ پیش نظر ہو۔

سب سے زیادہ قیاس وفقہ والے اہل کوفہ رہے ہیں، یہاں تک کہ کہا جاتا تھا: فقہ کوفی ہے اور عبادت بصری ہے، ان حضرات کا زیادہ تر علم ماخوذ تھا حضرت عمر ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے، ان تینوں حضرات کے اصحاب کا علم وفقہ میں جو مقام ومرتبہ تھا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ پھر ان میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ ابراہیم نخعی ؒ تھے، یہ ان میں ایسے ہی تھے جیسے سعید ابن المسیب ؒ

اہلِ مدینہ میں۔ فرماتے تھے: ''میں ایک حدیث سنتا ہوں اور اس سے سو (100) مسائل کا استنباط کرتا ہوں''۔ اور یہ عبداللہ بن مسعود ؓ اور ان کے اصحاب کے اقوال سے باہر نہیں ہوتا تھا۔ امام شعبی ؒ ان سے زیادہ آثار کا علم رکھنے والے تھے، اور اہلِ مدینہ ان سے زیادہ سنت کا علم رکھنے والے تھے۔ قدیم کوفیین کے متعدد ایسے اقوال پائے جاتے ہیں جس میں کچھ ایسی روایات کی مخالفت ہے جو ان کو نہیں پہنچیں، اس کے باوجود نہ وہ مطعون ہوئے اور نہ مذموم قرار پائے، بلکہ اسلام میں ان کا وہ مقام ومرتبہ تھا جو سلف کی سیرت سے واقفیت رکھنے والے پر مخفی نہیں، کیوں کہ اس طرح کا معاملہ بعض اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ اس لئے کہ تمام سنن کا احاطہ کسی ایک فرد یا چند افراد کے لئے متعذر کی طرح ہے، اور جو ایسی روایت کی مخالفت کرے جو اس کو نہ پہنچی ہو، تو وہ شخص معذور کہے جانے کا مستحق ہے۔

علامہ ابن عبدالبر ؒ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ: "لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ يُثْبِتُ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرُدُّهُ دُونَ ادِّعَاءِ نَسْخِ ذٰلِكَ بِأَثَرٍ مِثْلِهِ أَوْ بِإِجْمَاعٍ أَوْ بِعَمَلٍ يَجِبُ عَلَى أَصْلِهِ الِانْقِيَادُ إِلَيْهِ أَوْ طَعْنٍ فِي سَنَدِهِ، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ سَقَطَتْ عَدَالَتُهُ فَضْلًا عَنْ أَنْ يُتَّخَذَ إِمَامًا وَلَزِمَهُ اسْمُ الْفِسْقِ، وَلَقَدْ عَافَاهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ۔

(جامع بيان العلم وفضله، ج 2 ص 1080 رقم 2105۔ المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ)۔ الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية)

ولقد جاء عن الصحابة رضي الله عنهم من اجتهاد الرأي والقولِ بالقياس على الأصول، ما يطولُ ذكرُه، و كذلك التابعون. وعدَّدَ ابنُ عبد البر منهم خلقاً كثيرين. (الخیرات الحسان 134)

ترجمہ: ہم نے نہیں پایا کہ علماء امت میں سے کسی کو جس نے رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث

کو ثابت مانا ہو، پھر اسے رد کیا ہو، بغیر کسی دلیل کے، مثلاً: کسی اثر یا اجماع کی بنا پر، دعویٰ نسخ، یا کسی ایسے تعامل کی وجہ سے جو ان کے اصول کے مطابق واجب التعمیل ہو، یا سند میں کسی طعن کی وجہ سے۔ اگر کوئی شخص بغیر دلیل کے کوئی روایت رد کر دے، تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی چہ جائیکہ اس کی امامت، اور وہ فاسق کہلانے کا مستحق ہوگا، اور تحقیق کہ اللہ نے انہیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے اجتہاد اور اصول پر قیاس کے اتنے مسائل منقول ہیں جن کا ذکر باعث طوالت ہوگا، تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی حال ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے کہ انہوں نے کوئی بات اپنے اصول ومنہج کے اعتبار سے کہی ہے جو بظاہر کسی دوسری روایت سے متصادم یا مخالف ہے، مگر ان کی نظر میں اس کی کوئی تاویل وتوجیہ ہوتی ہے، مثلاً: لیث ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ستر (70) مسائل شمار کئے جس میں انہوں نے رائے کا استعمال کیا، اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت تھی، اس کے باوجود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مخالفِ حدیث اور مطعون نہیں قرار دیا گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اہل رائے پر کلام کرنے میں تعصب و تعنت سے کام لیا ہے۔

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ ''مسند احمد'' کی تعلیق میں رقم طراز ہیں:

1 "أبو يوسف القاضي: ثقة صدوق، تكلموا فيه بغير حق، ترجمه البخاري في "الكبير" 397/4:2، وقال: تركوه! وقال في "الضعفاء" ص38: تركه يحيى وابن مهدي وغيرُهما وترجمه الذهبي في "الميزان" 4: 447، والحافظ في "لسان الميزان" 6: 300، والخطيبُ في "تاريخ بغداد" ترجمة حافلة 14: 242 - 262، وأعدلُ ما قيل فيه قول أحمد بن كامل عند الخطيب: ولم يختلف يحيى بن معين وأحمد بن حنبل وعلي بن المديني في ثقته في النقل". انتهى. (مسند الامام احمد، 13:11)

2 (محمد بن عبد الله بن المثنى الأنصاري) ان کے بارے میں ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

من قُدَماءِ شيوخ البخاري، ثقة، وثَّقه ابن معين وغيرُه. قال أحمد: "ما يُضعفه عند أهل الحديث إلا النظرُ في الرأي، وأما السماع فقد سَمِع". انتهى. قلت: انظر ترجمته في "تذكرة الحفاظ" للذهبي، (1:371) و"تهذيب التهذيب" (274:9-276).

3 وقال الحافظ ابن حجر أيضاً في "هَدْي الساري" (170: 2)، في ترجمة (الوليد بن كثير المخزومي): "وثقه إبراهيم بن سعد وابنُ معين وأبو داود، وقال الساجي: قد كان ثقةً ثبتاً، يُحتجُّ بحديثه، لم يُضعفه أحد، إنما عابوا عليه الرأي".

4 وقال الحافظ الذهبي في "المغني" (2:670): "مُعَلَّى بن منصور الرازي، إمامٌ مشهور، موثق. قال أبو داود: "كان أحمد لا يروي عنه للرأي، وقال أبو حاتم: قيل لأحمد: كيف لم تكتب عنه؟. قال: كان يكتب الشروط، من كتبها لم يَخْلُ أن يكذب".

قلتُ: انظر ترجمته في "تذكرة الحفاظ" (1:377)، و"تهذيب التهذيب" (10:238 - 240)، وفي آخر ترجمته فيه: "قال أحمد بن حنبل: مُعلَّى بن منصور من كبار أصحاب أبي يوسف ومحمد، ومن ثقاتهم في النقل والرواية". انتهى. فيكون أحمد ترك الكتابة عنه من أجل الرأي فقط.

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہے کہ ان رواۃ پر محدثین کی جرحیں محض ان کے اہل رائے میں ہونے کی وجہ سے تھی، اور یہ چیز جیسا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں گزرا، باعثِ طعن نہیں۔ اس سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ اس قسم کی جرحیں تعصب وتعنت کی بنا پر ہے اور یہ چنداں مضر نہیں۔

علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الجرح والتعدیل'' میں لکھتے ہیں:

قال العلاّمة الشيخ جمال الدين القاسمي رحمه الله تعالى، في كتابه: "الجرح والتعديل" (ص 24) : وقد تجافى أرباب الصحاح الرواية عن أهل الرأي، فلا تكاد تجد اسماً لهم في سند من كتب الصحاح أو المسانيد أو السنن، كالإمام أبي يوسف والإمام محمد بن الحسن، فقد ليّنهما أهل الحديث! كما ترى في "ميزان الاعتدال"! ولعمري لم ينصفوهما وهما البحران الزاخران، وآثارهما تشهد بسعة علمهما وتبحرهما، بل بتقدمهما على كثير من الحفاظ. وناهيك كتاب "الخراج" لأبي يوسف، و"موطأ" الإمام محمد.

وإن كنتُ أَعُدُّ ذلك في البعض تعصباً، إذ يَرى المنصفُ عند هذا البعض من العلم والفقه ما يَجدرُ أن يُتحمّل عنه، ويستفاد من عقله وعلمه، ولكن العصبية!!

ولقد وُجد لبعض المحدثين تراجمُ لأئمة أهل الرأي، يخجل المرء من قراءتها فضلاً عن تدوينها وما السبب إلاّ تخالُفُ المشرب، على توهم التخالف ورفض النظر في المآخذ والمدارك، التي قد يكون معهم الحقُ في الذهاب إليها، فإن الحق يستحيل أن يكون وقفاً على فئة معيّنة دون غيرها، والمنصفُ من دقّق في المدارك غاية التدقيق ثم حكم.

نعم، كان وَلَعُ جامعي السنة بمن طوّفَ البلاد، واشتهَر بالحفظ، والتخصص بعلم السنّة وجمعها، وعلماءُ الرأي لم يشتهروا بذلك، وقد أُشيع عنهم أنهم يُحكّمون الرأي في الأثر! وإن كان لهم مرويات مسندةٌ معروفة رضي الله عن الجميع، وحشرنا وإياهم مع الذين أنعم الله عليهم". انتهى.

اور محدثین کا یہ ضابطہ ہے کہ وہ جرحیں جو کسی تعصب کی بنا پر کی گئی ہوں وہ قابل قبول

نہیں ہیں۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من ثبتَتْ إمَامَته وعدالته وَكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وَكَانَت هُنَاكَ قرينَة دَالَّة عَلَى سَبَب جرحه من تعصب مذهبي أَو غَيره فَإنَّا لَا نلتفت إِلَى الْجرْح فِيهِ ونعمل فِيهِ بِالْعَدَالَةِ وَإِلَّا فَلَو فتحنا هَذَا الْبَاب أَو أخذنَا تَقْدِيم الْجرْح عَلَى إِطْلَاقه لما سلم لنا أحد من الْأَئِمَّة إِذْ مَا من إِمَام إِلَّا وَقد طعن فِيهِ طاعنون وَهلك فِيهِ هالكون.

(طبقات الشافعية الكبرى للسبكي (تاج الدين ابن السبكي) ج 2 ص 9؛ قاعدة في الجرح والتعديل (تاج الدين ابن السبكي) ص 19، 20؛ قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث (جمال الدين القاسمي) ص 189)

ترجمہ: جس شخص کی امامت اور عدالت ثابت ہو اور اس کی مدح کرنے والے اور تزکیہ کرنے والے زیادہ ہوں اور جرح کرنے والے نادر ہوں، اور ان کی جرح پر کوئی قرینہ مثلاً: مذہبی تعصب وغیرہ موجود ہو، تو ہم اس قسم کی جرح کی طرف التفات نہیں کریں گے، اور اس کے عادل ہونے پر عمل کریں گے، ورنہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں تو کوئی امام سالم نہیں بچے گا، اس لیے کہ ہر امام پر طعن کرنے والوں نے طعن کیا ہے اور ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے ہیں۔

31 مکررات کی ترقیم

اس سلسلہ میں ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مکرر احادیث مکرر روایات پر مستقل نمبرنگ کی گئی ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ ابتداء سند کے لحاظ سے کوئی حدیث مکرر نہیں ہے، جن کتابوں سے احادیث لی گئی ہیں نیچے حاشیہ میں ان کا تذکرہ کر دیا گیا ہے اور ہر مولف کا طریق دوسرے مولف کے طریق سے مختلف ہے اور ایسا حدیث کی سبھی کتابوں میں ہوتا رہا ہے، یہاں تک کہ صحیحین میں بھی اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ابتداء سند میں رجال مختلف ہیں مگر آگے جا کر سند ایک ہی ہو جاتی ہے لیکن

ترقیم ہر ایک کی الگ کی جاتی ہے مگر اس کو باعثِ اشکال نہیں سمجھا جاتا۔

دراصل تکثیرِ طرق کا محدثین کے یہاں بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ ایک حدیث کو متعدد طرق سے حاصل کرنے کے لئے محدثینِ عظام نے دنیا جہاں کی خاک چھانی ہے اور بڑی آبلہ پائی کی ہے۔ حدیث کو متعدد طرق سے روایت کرنا اور ان تمام طرق سے حدیث کو ضبط کرنا محدثین کا طریقہ اور وطیرہ رہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الاعتدال کے مقدمہ (1/155) میں اور اسی طرح سیر اعلام النبلاء (9/511) میں ابراہیم بن سعید الجوہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

"كل حديث لا يكون عندي من مائة وجه، فأنا فيه يتيم"۔

ترجمہ: ہر وہ حدیث جو سو (100) طریقوں سے میرے پاس نہ پہنچی ہو، تو پھر میں اس حدیث میں یتیم ہوں۔

یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب تک 30 طرق اور وجوہ سے ہم احادیث کو نہیں لکھ لیتے، حدیث کا صحیح مفہوم ہم پر واضح نہیں ہو پاتا"۔

ائمۂ فن کے ان اقوال سے کثرت طرق کی اہمیت آشکارا ہوتی ہے۔

32 کیا امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قلیل الحدیث تھے؟

دراصل ان تمام اعتراضات کا مصدر اور سرچشمہ ایک ہی ہے وہ یہ کہ حضرت الامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فنِ حدیث میں دسترس نہ تھی، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیثوں کا سرمایہ بہت محدود تعداد میں تھا۔ بالفاظِ دیگر آپ رحمۃ اللہ علیہ قلیل الحدیث تھے، جب کہ اس فن کے ائمہ کے اقوال پر نظر ڈالی جائے، تو اس مزعومہ کی حیثیت پرِ کاہ سے بھی زیادہ نہیں۔

ذیل میں بطورِ نمونہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت اور فنِ حدیث میں بلند پائیگی نیز جرح وتعدیل میں مہارتِ تامہ کے تعلق سے کچھ شہادتیں ائمۂ عظام کی زبان سے پیش کی جارہی ہیں۔

1 امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار "حملة الحديث" (حاملین حدیث) میں کیا ہے۔

2 ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "كبار المجتهدين في علم الحديث" (علم حدیث میں بڑا مجتہد) کہا ہے۔

3 حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ نفسِ حدیث کو جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ کوئی ان سے زیادہ تفسیر حدیث کا عالم، میری نظر سے گزرا"۔

4 حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أول من صيّرني محدثا أبو حنيفة"۔

ترجمہ: مجھے محدث بنانے والا، سب سے پہلا شخص: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس ہے۔

(مقدمہ اعلاء السنن: أبو حنيفة وأصحابه المحدثون، ج21 ص15،17)

5 شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

6 حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر مجھے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا شرف حاصل نہ ہوا ہوتا، تو میں بدعتی ہوجاتا"۔

7 شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"روى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديثَ كثيرة"۔

ترجمہ: حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اگر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ "محدث" نہیں تھے، تو احادیثِ کثیرہ کا کیا مطلب ہوگا؟ اور جب وہ "قلیل الحدیث" تھے اور ان کے پاس زیادہ حدیثیں بھی نہ تھیں، تو حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایاتِ کثیرہ اور احادیث کثیرہ کس طرح لیں؟

8 علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت اور تبحر کا اندازہ اس سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ حدیث، شیخ الاسلام حافظ ابو

عبدالرحمن مقری ؒ، جب امام صاحب ؒ سے کوئی حدیث روایت کرتے، تو اِس لفظ کے ساتھ روایت کرتے کہ: "أخبرَنا شاھنشاہ" (ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی)۔ اندازہ فرمائیے! ایک محدث کامل، امام صاحب ؒ کو حدیث کا "بادشاہ" ہی نہیں، بلکہ "شاہنشاہ" کہہ رہے ہیں، جس سے علمِ حدیث میں امام صاحب ؒ کا تبحر ظاہر ہے، جن لوگوں نے آپ ؒ کو محدثین میں شمار نہیں کیا ہے، ان کی بات قابل قبول نہیں۔

33 حافظِ حدیث ہونے پر شہادتیں

یحییٰ بن معین ؒ، علی ابن مدینی ؒ، سفیان ثوری ؒ، عبداللہ بن المبارک ؒ اور حافظ ابن عبدالبر مالکی ؒ وغیرہ حضراتِ محدثین کا قول ثابت کرتا ہے کہ آپ ؒ ''حافظ حدیث'' بھی ہیں، جیسا کہ ''تذکرۃ الحفاظ'' سے معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ علامہ ذہبی ؒ نے آپ ؒ کو "حافظ الحدیث" کہا ہے۔

اگر آپ ؒ حافظِ حدیث نہ ہوتے، تو امام ذہبی ؒ جیسا شخص (جو مذہباً شافعی ہیں) امام ابوحنیفہ ؒ کو ''حافظ حدیث'' نہ کہتے۔ اسی بات کا اعتراف، حافظ یزید بن ہارون ؒ نے اپنے ان الفاظ میں کیا ہے:

''كان أبو حنيفة نقيًا، أحفظَ أهل زمانه''۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه (الصيمري) ص48)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ ؒ پرہیزگار، اور اپنے زمانے کے بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔

ابن حجر مکی ؒ فرماتے ہیں: ''علامہ ذہبی ؒ وغیرہ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو حفاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے، تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر''۔

حافظ محمد یوسف شافعی صالحی ؒ لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ؒ بڑے حفاظِ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں''۔

34 امام صاحب ؒ اور جرح وتعدیل

جس طرح امام بخاری ؒ اور ابن معین ؒ وغیرہ کے اقوال کو محدثین، اپنی کتابوں میں بہ طورِ احتجاج پیش کرتے ہیں، اسی طرح امام صاحب ؒ کے اقوال کو بھی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں:

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا أبو يحيى الحماني قال سمعت أبا حنيفة يقول ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح.

(العلل الصغیر، للترمذی، ص239؛ علل الترمذی الکبیر، ص388؛ ابن حبان ج5 ص474؛ الخلافیات بیہقی رقم 1850؛ جامع بیان العلم وفضلہ، ج2 ص1095 رقم 2136)

اسی طرح علامہ ابنِ حزم ؒ اپنی مشہور کتاب "المحلى في شرح المجلى" میں لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: "جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ كَذَّابٌ، وَأَوَّلُ مَنْ شَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكَذِبِ أَبُو حَنِيفَةَ"۔

(المحلى بالآثار، ج10 ص268۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456ھ)۔ الناشر: دار الفكر - بيروت)

ترجمہ: جابر جعفی کذاب ہے اور سب سے پہلے جس نے اس کے کاذب ہونے کی شہادت دی وہ امام ابوحنیفہ ؒ ہیں۔

ان عبارات کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ امام صاحب ؒ کے اقوال جرح وتعدیل کے باب میں اصح طریقے پر معتبر ہیں۔

کتب رجال: ''تہذیب الکمال'' (از امام مزی ؒ)، ''تذہیب التہذیب'' (از امام ذہبی ؒ) اور "تہذیب التہذیب" (از حافظ ابن حجر ؒ) میں "جرح وتعدیل" سے متعلق امام صاحب ؒ کے مزید اقوال دیکھے جاسکتے ہیں۔

نیز جیسا کہ امام بخاری ؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ تین لاکھ احادیث کے حافظ

تھے، ایسے ہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کثرت احادیث کا یہ حال ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانچ لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے، اوراس کی بین و واضح دلیل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کونصیحت کرتے ہوئے یہ کہنا کہ تم پانچ احادیث پرعمل کرلوجس کو میں نے پانچ لاکھ حدیثوں سے جمع کیا ہے۔

ویشهد على كثرة أحاديثه ما وقع فى كتابه: "الوصية لابنه حماد"، يقول فى آخر وصيته: التاسع عشر: أن تعمل بخمسة أحاديث جمعتها من خمس مائة ألف حديث.... ولا يستغرب من هذا العدد الضخم بالنسبة إلى أحاديث الإمام أبي حنيفة رحمه الله. فقد نقل الخوارزمى فى "جامع المسانيد" 35/1، والموفق المكى فى مناقبه ص 395 قد قيل: بلغت مسائل أبي حنيفة بخمس مائة ألف مسألة، وكتبه وكتب أصحابه تدل على ذلك، انتهى.

اب اگرکسی کو یہ اشکال ہو کہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ لاکھ(5,00,000) حدیثوں کے حافظ تھے،توان کی وہ سب احادیث کہاں گئیں؟ تواس پر ہماراسوال یہ ہوگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تین لاکھ(3,00,000) احادیث کیا ہوئیں؟ دراصل کسی مصنف کی کسی کتاب کودیکھ کر یہ اندازہ لگالینا یاکسی راوی کی مرویات کودیکھ کر یہ اندازہ لگالینا کہ اس کے پاس اتنی ہی روایات ہیں، یہ غلط فہمی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کبارصحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی مرویات بہت کم ہیں، جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کاعلمی پایہ سب سے بلند تھا۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ تو یارِغاراورسفروحضر کے ساتھی رہے۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کی ان کا مشغلہ تحدیث وروایت کانہیں تھا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا رہا ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی ایسا ہی رہا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اشتغال مسائل کے تخریج واستنباط رہا، حدثنا اور اخبرنا کے طرز پرتحدیث کا مشغلہ نہیں رہا۔ہاں استنباطِ مسائل کے ذیل میں احادیث کا تذکرہ ہوتا تھا کیونکہ مسائل کے استنباط واستخراج کے

لئے احادیث کے وسیع ذخیرے کا سامنے ہونا ضروری ہے،اور یہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا جیسا کہ اس کی شہادت حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں اوپر گزری۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

الموسوعه الحديثيه لمرويات الامام ابى حنيفة،ج 1 ص 39 تا 59۔ جمعه واعده وعلق عليه: العلامه المحقق الشيخ لطيف الرحمن البهرائجى القاسمى۔الناشر: دار الكتب العلمية۔الطبعة : الأولى 1442ه-2021م۔عدد المجلدات: 20۔عدد الصفحات: 7816۔

(الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنیفة پر کیے گئے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ۔مؤلف: محمد نعمان مکی۔شائع کردہ: مرکز دارالحدیث، بہرائچ، یوپی۔انڈیا)

خاتمہ — اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم اورلطف وعنایت سے اس خدمت کوشرفِ قبولیت سے نوازے۔اور باقی حصوں کی تکمیل کی خاص توفیق عطا فرمائے۔اخلاص، قبولیت اور استقامت سے نوازے۔مجھے، میرے والدین، بہن بھائیوں، گھروالوں، اساتذۂ کرام اوراحباب ومتعلقین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین، ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (البقرۃ: 127)

ترجمہ — اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اورسب کچھ جاننے والا ہے۔

اعجاز احمد اشرفی عفی عنہ

اتوار 21/شعبان المعظم 1445ھ 3/مارچ 2024ء